مقبول

اسرارِ خطابت

مرتب: حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

۲

شبیر برادرز

مقبول اسرارِ خطابت

2

مرتب: حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

واعظین کیلئے بےمثال تحفہ

اسرارِ خطابت

دوم

مرتب :

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نام کتاب	....	مقبول اسرارِ خطابت (دوم)
مصنف	....	مولانا پیر محمد مقبول احمد سرور
صفحات	....	۳۳۶
اشاعت	....	فروری ۲۰۰۶ء
کمپوزنگ	....	**ورڈز میکر**
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	ملک شبیر حسین
قیمت	....	150/= روپے

ملنے کے پتے

☆ **ادارہ پیغام القرآن** اُردو بازار لاہور

☆ **مکتبہ اشرفیہ** مریدکے

☆ **احمد بک کارپوریشن** کمیٹی چوک راولپنڈی

☆ **مکتبہ ضیائیہ** بوہڑ بازار راولپنڈی

☆ **کتبخانہ حاجی مشتاق احمد** اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

انتساب

ناچیز اپنی اس تالیف اسرارِ خطابت جلد دوم کو اپنی والدہ محترمہ مخدومہ کی ذاتِ والا صفات سے منسوب کرنے کی سعادتِ عظیمہ حاصل کرتا ہے۔شاید میرے اس تحفہ کے سبب ان کا دل مجھے دعا دینے پر مجبور ہو ہی جائے۔اللہ تعالیٰ جل جلالہ بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کا سایۂ عاطفت بصحت وعافیت تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

طالبِ دُعا

محمد مقبول احمد سرور

فیصل آباد

اظہارِ تشکر

قارئین کرام! ہدیہ سلام مسنون۔ اسرارِ خطابت اول و دوم کے پہلے ایڈیشن کو جن حضرات نے پذیرائی بخشی اور بہت ہی پسند فرمایا فقیر اُن تمام علماء، مشائخ، عوام وخواص کا تہہ دل سے مشکور ہے۔ اللہ کریم جل جلالہٗ اپنے حبیبِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے نعلین مقدس کے طفیل ان تمام احباب کو جزائے خیر سے نوازے اور کتاب کو مزید قبولِ عام عطا فرمائے۔

تمام تعریفوں کی مستحق ذاتِ باری تعالیٰ عزوجل اور تمام نعتوں کا مصداق اس کا حبیبِ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فقیر تو صرف اور صرف بارگاہِ خدا و مصطفیٰ کا حقیر سا سگِ سگاں ہے۔

اس کے بعد اپنے مرشد کریم شمس المشائخ حضور قبلہ عالم[۱] سرکارِ نقش لاثانی علی پوری علیہ الرحمۃ کی روحِ طیبہ کا سپاس گذار ہوں کیونکہ حضور کی توجہ باطنی سے یہ تمام مراحل اپنے انجام تک پہنچے۔

خش خش جناں قدر نئیں میرا میرے صاحب نوں وڈائیاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑھایا اے سائیاں

آخر میں اپنے حضور والدی المعظمی حضرت امام خطابت[۲] رحمۃ اللہ علیہ کی بلندیٔ درجات کے لیے دعاگو ہوں جن کی تربیت نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں یہ تحفے آپ کی خدمت عالی مرتبت میں پیش کرسکا اور اپنے جدامجد حضرت باباجی اکبر علی چشتی نظامی کی روح کو سلام کرتا ہوں جو شب و روز میرے لیے دعائیں فرماتے فرماتے عالم بقا کی طرف کوچ فرماگئے۔

والسلام

فقیر محمد مقبول احمد سرور

نقشبندی مجددی قادری رضوی

خادم آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ فیصل آباد

---

۱ پیر سید علی حسین رحمۃ اللہ علیہ ۲ علامہ غلام رسول سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین جلد دوم

تقریظ عالیہ

از خطیب ملت استاذ العلماء حضرت علامہ **مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی** (کراچی)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

"اسرارِ خطابت" تصنیف لطیف حضرت علامہ مولانا محمد مقبول احمد سرور کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا۔ ماشاءاللہ عام موضوعات کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہر خطبہ کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ہمارے ہاں اکثر خطباء اسی کا مطالعہ کر کے جمعۃ المبارک کی تقریر کرتے ہیں۔

ہم حضرت امامِ خطابت شیخ طریقت حضرت علامہ غلام رسول صاحب المعروف سمندری والے علیہ الرحمۃ سے عقیدت رکھتے تھے مگر حضرت کے صاحبزادگان کے متعلق کبھی ایسا خیال نہ آیا تھا۔ کبھی کبھی ذہن میں آتا تھا کہ مولانا مقبول صاحب پڑھ رہے ہیں مگر پڑھ کر ایسے خطیب نہ بن سکیں گے جیسے کہ حضرت امامِ خطابت (رحمۃ اللہ علیہ) میں ایک دو مرتبہ دورۂ تفسیر القرآن پڑھنے فیصل آباد جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی میں حاضر ہوا تو جمعہ کے لیے حضرت امامِ خطابت کی اقتداء کی اور اس وقت آپ کے چند ایک خطابات سنے اور پھر آپ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو ان کی جگہ صاحبزادہ صاحب نے خطبہ دیا۔ اس وقت ان کی ابتداء تھی۔ یہ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۷ء کی دہائی کی بات ہے۔ مجھے اچھی طرح سنہ یاد نہیں رہا مگر ماشاءاللہ خطبہ بڑا جامع مانع اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور تھا۔ وقت گزرتا گیا۔ ۹۹-۱۹۹۸ء میں صاحبزادہ صاحب ہمارے ہاں پاپوش نگر تشریف لائے اور میری ان سے تفصیلی ملاقات ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ کتاب ترتیب دے رہے ہیں مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ چھوٹے چھوٹے رسائل تھے جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے مگر اس وقت میرا اول

خوشی کے ساتھ انتہائی مسرور ہوا جبکہ ''اسرارِ خطابت'' میرے سامنے آ گئی۔ میں نے تفصیلاً معلومات لیں تو پتہ چلا کہ اس کے علاوہ ''مفید الخطباء'' ''شجاعتِ صحابہ'' اس سے قبل منظر عام پر آ چکی ہیں اور اب اس کے بعد ''مخدومہ کونین'' کو ترتیب دیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد ''معین الخطباء'' تو بارگاہِ ربِّ ذوالجلال میں ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی کہ

؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

اب جبکہ میں نے ان کے چھوٹے کتابچے منگوائے تو ان میں ''شانِ صحابہ'' کتابچہ کے آخر میں ان کی لکھی ہوئی پنجابی نعت پڑھی تو ان کے ذوقِ شاعری کا بھی ادراک ہوا۔ اس سلسلہ میں اسرارِ خطابت'' کے مطالعہ میں بھی کچھ ان کے اپنے لکھے ہوئے اُردو اشعار سامنے آئے۔ مثلاً:

مومنوں پر فضل یزداں عید میلاد النبی
تجھ پر ہو ہر عید قرباں عید میلاد النبی

اور ماہِ صیام کے بارے میں مندرج اشعار

روزہ وقرآں کریں گے حشر کے میدان میں
اپنے صاحب کی شفاعت واہ واہ کیا بات ہے
ماہِ رمضاں تیری عظمت واہ واہ کیا بات ہے
لحہ لحہ تیرا رحمت واہ واہ کیا بات ہے

پڑھے تو پتہ چلا کہ صرف ذوقِ شاعری ہی نہیں بلکہ تکمیل ذوق بھی ہو رہی ہے میں نے ان سے خود رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ انہوں نے 150 نعتوں پر مشتمل ایک دیوان بھی مرتب کیا ہے جن میں کچھ غیر منقوط نعتیں بھی شامل ہیں تو شکر بجالایا کہ چلو حضرت امام خطابت کا خلاء پورا تو نہیں ہو مگر کچھ نہ کچھ آپ کی یاد ان صاحبزادہ کی ذات سے تازہ ہوتی رہے گی اور اَب میں پُر اُمید رہتے ہوئے حضرت مولانا کی بجائے انہیں جانشین امامِ خطابت کے لقب سے یاد رکھتا ہوں۔ اللہ کریم ان پر مزید اپنا فضل وکرم فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد جمیل الرحمٰن سعیدی

پاپوش نگر کراچی

پہلا خطبہ

اچھی نسبت

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں اُمیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے

خیالِ یار وچ میں مست رہناں ہاں دِنے راتیں
میرے دِل وِچ سجن وَسدا میرے دِیدے ٹھرے رہندے

دُعا منگیا کرو سنگیوں کتے مرشد نہ رُس جاوے
جنہاں دے پیر رُس جاون اُوہ جیندے وی مرے رہندے

کدی وی لوڑ نئیں پیندی مینوں در در تے جاون دی
میں لج پالاں دا منگتا ہاں میرے پلے بھرے رہندے

نیازیؔ مینوں غم کاہدا میری نسبت ہے لاثانی
کسے دے رہن جو بن قسم رب دی کھرے رہندے

حضراتِ گرامی!

آج کے اس مختصر سے خطبہ میں ''اچھی نسبت'' کے بارے میں بیان کیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں اچھوں کے ساتھ نسبت کاملہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

اچھی نسبت

ایمان لانے اور تقویٰ اختیار کرنے سے ہی کام نہیں بنتا بلکہ اس کے بعد کسی ولی اللہ سے نسبت ضروری ہے کیونکہ ایمان اور تقویٰ ایک خزانہ ہے اور خزانے کو حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ ڈاکوؤں چوروں اور لٹیروں سے محفوظ رہے۔

ایمان کے ڈاکو

آج کل تو ایمان کے ڈاکو بھیس بدل بدل کر ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے در پے ہیں اس لئے اِن مولوی نما ڈاکوؤں سے بچنے کی اشد ضرورت ہے یہ بڑے طریقہ سے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنکھ سے کاجل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

ایمان لانے کے بعد اِن سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ''

(پارہ ۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۱۹)

"اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے

ایمان اور تقویٰ صراط مستقیم ہیں اور شیطان تمہیں اِس صراط مستقیم سے ہٹاتا ہے، اِس لئے فرمایا۔ ہوشیار رہنا۔

"هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ لَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ"

(پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۶۳)

"یہ سیدھا راستہ ہے کہیں روک نہ دے تم کو شیطان، (اس راہ سے) بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

ہے شیطان بندے دا دشمن فرق دلاں وچہ پاوے
یاراں کولوں یار پیارے پل وچہ جدا کرا دے!

اِس لئے اگر تم شیطانی دجل وفریب اور اس کے رکیک حملوں سے بچنا چاہتے ہو تو پھر سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ سچے لوگ ہر مکر شیطان سے تمہیں بچالیں گے۔

کون سچا ہے

آج کل ہر کوئی کہتا ہے کہ میں سچا ہوں اور ہر مکتب فکر کا یہی دعویٰ ہے کہ میرے علاوہ سچا کوئی نہیں ہے۔

وہابی — کہتا ہے میں سچا ہوں۔
دیوبندی — کہتا ہے میں سچا ہوں۔
رافضی — کہتا ہے میں سچا ہوں۔
خارجی — کہتا ہے میں سچا ہوں۔
مرزائی — کہتا ہے میں سچا ہوں۔
چکڑالوی — کہتا ہے میں سچا ہوں۔

آیئے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ مولا تو ہی بتا کہ کون سچا ہے؟

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۵)

"(کامل) ایمان دار تو وہی ہیں جو ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ پر (اُنہیں) کبھی شک نہ کیا اور جہاد کرتے رہتے ہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں یہی لوگ سچے ہیں"۔

رافضی جھوٹے ہیں

حضرات گرامی! یہ آیت مفصل طور پر شان صحابہؓ بیان کر رہی ہے کیونکہ قرآن کریم کے اوّل مخاطبین حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں اِس لئے سب سے پہلے تو پتہ چلا کہ رافضی جو کہ منکرین عظمت صحابہؓ ہیں وہ جھوٹے ہیں، کیونکہ صحابہ کرامؓ سچے ہیں لہٰذا اِن کو صحابہ کرامؓ کے دَر پر جھکنا چاہیے۔

منکرین اَولیاء جھوٹے ہیں

دُوسرے نمبر پر منکرین عظمت اَولیاء جھوٹے ہیں کیونکہ اِس آیت میں فرمایا گیا۔

"وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"

"جو لوگ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں"۔

تو اولیاء کاملین اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنی جمع پونجی سے مختلف علاقوں میں پہنچ کر تبلیغ کرتے ہیں، اِس لئے وہ سچے ہیں اور ان کے منکرین جھوٹے۔

معلوم ہوا سچے وہی ہیں جو اولیائے کاملین کے نام لیوا ہیں، اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"

ہم سنی حنفی بریلوی حضرات صحابہ کرامؓ کی گردِ راہ کے غلام ہیں اور اَولیاء کرام کے کفش بردار۔

ولیوں کو ماننے والے

ہم پر تو الزام ہی یہ لگایا جاتا ہے کہ یہ ولیوں کو بہت مانتے ہیں؟۔ کیونکہ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبیؐ!
دوست دارِ چار یارم تابع اَولاد علیؓ
مذہب حنفیہ دَرام ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث اعظمؓ زیرِ سایہ ہر ولی!

ہماری نسبت اچھی ہے:

اس لئے ہماری نسبت اچھی ہے، بیڑا پار ہے جیسا کہ کسی نے کہا:

چنگیاں چنگیاں نال ساہڈا پیار ہے
اللہ دی سونہہ ساہڈا بیڑا پار ہے

جانور جنت میں

حضرات محترم: اس نسبت کی وجہ سے تو کئی جانور جنت میں جائیں گے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احسن القصص'' میں اور حضرت علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''نزہت المجالس'' میں لکھا ہے کہ

"یَکُوْنُ فِی الْجَنَّةِ سَبْعًا اَشْیَاءً مِنْ غَیْرِ جِنْسِ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْلُ اَصْحَابِ الْفِیْلِ وَکَلْبُ اَصْحَابِ الْکَهْفِ وَ ذِئْبُ یَعْقُوْبَ وَدُلْدُلُ عَلِیٍّ وَنَاقَةُ صَالِحٍ وَحِمَارُ عِیْسٰی اَوْعُزَیْرَ وَ بَغْلَةُ نَبِیِّنَا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" (احسن القصص صفحہ ۵)

سات چیزیں بنی آدم کی جنس کے علاوہ جنت میں جائیں گی۔

۱- اصحاب فیل کا ہاتھی۔
۲- اصحاب کہف کا کتا۔
۳- یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔
۴- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دُلدُل۔
۵- حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام کا گدھا۔
۶- نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فاقہ مبارکہ۔

علامہ صفوری نے مزید فرمایا کہ۔

"حُوْتُ یُوْنُسَ وَکَبْشُ اِسْمَاعِیْلَ وَ نَمْلَةُ سُلَیْمَانَ وَهُدْهُدُ بِلْقِیْسَ. (نزہت المجالس جلد اوّل صفحہ ۵۸)

۷- یونس علیہ السلام کی مچھلی۔
۸- اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ۔
۹- سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔
۱۰- بلقیس کا ہُدہُد۔

افتخارِ ملت

شہنشاہ خطابت، افتخار ملت، حضرت صاحبزادہ افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں کیونکہ مندرجہ بالا جانوروں میں نہ کوئی نمازی ہے اور نہ کوئی حاجی نہ کوئی زکوٰتی ہے اور نہ کوئی نوافلی۔ بس پھر میرے نزدیک اس حقیقت کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ جانور کسی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائیں گے، نیک اعمال کی بدولت نہیں اور ان سب کا تعلق قرآن مجید سے ہے۔ اور حدیث پاک سے۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اچھی نسبت کے باعث والے یہ جانور تو جنت میں جائیں

گے مگر کسی نبی یا ولی سے اچھی نسبت نہ رکھنے والے بدعقیدہ انسان کسی رسول یا کسی ولیٔ کامل کے بے اَدب اور گستاخ لوگ جنت کی ہوا تک نہ سونگھ سکیں گے۔ چاہے کوئی شیخ القرآن کہلوائے یا اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلوانا پسند کرتا ہو۔ (نسبت باعث جنت صفحہ ۹)

حضرات محترم، پتہ چلا کہ

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

قاتل بخشا گیا

جانور اللہ والوں کی نسبت کی وجہ سے جنتی ہو گئے اِن اِنسانوں کا کیا کہنا جو اللہ والوں کے غلام ہیں۔ کتنے بڑے گنہگار ہوں۔ سیہ کار ہوں ایک سو آدمی کے قاتل ہی کیوں نہ ہوں۔

حدیث پاک مطابق وہ اچھی نسبت کے باعث جنتی ہو جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں موجود ہے کہ نبی اکرم رحمت عالم علیہ السلام نے بنی اسرائیلوں کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے۔ دل میں خیال آ گیا کہ آخر اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے۔ اِس دُنیا سے رُخصت بھی ہونا ہے۔ خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

چنانچہ توبہ کا اِرادہ کیا اور ایک راہب کے پاس گیا اور اُس سے کہا۔

”کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں“۔

اُس راہب نے کہا:

”جو ایک قتل کرے اُسے جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا پڑے گا تو تیری توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے“۔

اُس نے کہا کہ توبہ تو قبول ہو گی نہیں کیوں نہ اِس موئی مچھلی (مولوی صاحب) کو بھی ٹھکانے لگا دوں، اِس قاتل نے اُس راہب کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور سو قتل پورے کر

دیئے۔

آگے چلا۔ لیکن دل میں توبہ کی لگن لگ گئی تھی۔

؎ وہ لگا کے آگ چلے گئے وہ لگی ہوئی ہے بجھی نہیں!
وہی آبلے ہیں وہی جلن اُبھی سوز میں کچھ کمی نہیں!

پھر کسی سے پوچھا تو

”فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِيْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَ كَذَا“ (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۴۹۴)

اُس نے کہا کہ فلاں بستی میں چلا جا۔

اور مسلم شریف کے الفاظ ہیں۔

”اِنْطَلِقْ اِلٰى اَرْضِ كَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ“
(مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۵۹)

فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہاں کچھ اہل اللہ رہتے ہیں ممکن ہے ان کے ساتھ عبادت کرنے کی وجہ سے اور اُن کی نسبت کی وجہ سے تجھے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔

اَب وہ چلا تو

”اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ“ اُسے موت آ گئی۔

اُور مسلم شریف کے الفاظ ہیں۔

”فَانْطَلَقَ حَتّٰى اِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ“

پس وہ چلا حتیٰ کہ نصف راہ پر پہنچا تو اُسے موت آ گئی۔

”فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ“

پس اس کے بارے میں ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب کا جھگڑا ہوا۔

”فَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ جَآءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَى اللّٰهِ“

ملائکہ رحمت نے کہا کہ اللہ سے توبہ کے دلی ارادے سے آ رہا تھا۔

یہ جنتی ہے۔

"وَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ اِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ"

اور ملائکہ عذاب نے کہا اس نے کبھی نیکی کا کوئی کام نہ کیا۔

یہ جہنمی ہے۔

"فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ اَيَّتُهُمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ"

"ان کے پاس ایک فرشتہ بصورت آدمی آیا اور اُس نے کہا ناپ لو دونوں زمینوں کو کو کہ کون سی زمین اس کے قریب ہے۔ پس وہ اس کا ہے"۔

یعنی جہاں سے قتل کر کے چلا تھا وہ جگہ قریب ہے یا جہاں جا رہا تھا وہ- جو قریب ہے یہ اس طرف والے لے جائیں۔ اگر قتل گاہ قریب ہے تو عذاب والے لے جائیں اور اگر اللہ والوں کا ڈیرا قریب ہے تو وہ رحمت والے لے جائیں۔

"فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اَرَادَ"

جب اُنہوں نے زمین کو ناپا تو وہ جگہ قریب نکلی جہاں کا ارادہ کیا تھا۔ یعنی اللہ والوں کا ڈیرہ قریب نکلا۔ (مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۵۹)

"فَقَبَضَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ"

"پس اُسے ملائکہ رحمت لے گئے"

دُوسری حدیث میں ہے کہ۔

"فَكَانَ اِلٰى قَرْيَةِ الصّٰلِحَةِ اَقْرَبُ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا"

(مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۵۹)

پس وہ اس صالحین کی بستی (یا صالح بستی) سے زیادہ قریب تھا۔ ایک بالشت پس اسی کے اہل سے ہو گیا۔

بخاری شریف میں ہے کہ

"فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ"

(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۴۹۴)

پس پایا گیا وہ (قاتل) اِسی بستی سے زیادہ قریب ایک بالشت تو اُسے بخش دیا گیا۔

حضرات سامعین! اِس حدیث پاک میں دو باتیں قابل غور ہیں، ایک تو یہ کہ " جَآءَ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّ"

فرشتہ بصورت آدمی آیا۔ غور کیجئے:

فرشتہ بصورت آدمی

فرشتہ-نوری صورت آدمی میں آیا۔ کسی مولوی کو تکلیف نہیں ہوئی۔ کسی ملاں نے فتویٰ نہ دیا اور کسی ملوانے نے اس کی نورانیت میں شک نہ کیا۔

مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بصورت بشر آئیں تو مولوی کو تکلیف ہوتی ہے۔ مُلاں فتویٰ دیتا ہے اور ملوانے آپ کی نورانیت میں شک کرتے ہیں۔ مگر ہمارا عقیدہ ہے کہ

لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی جانا!
مزمل بن کے آئے ہیں وہ طٰہٰ بن کے نکلیں گے

اُور

محمدؐ حشر کے میداں میں دُولہا بن کے نکلیں گے
یہ اُن کے گھر کی محفل ہے بڑے جوبن سے نکلیں گے

ولیوں کی بستی

دُوسری بات یہ کہ اللہ چاہتا تو اِسے بغیر زمین ناپنے کے اس کی توبہ پر ہی بخش دیتا نہ فرشتے جھگڑتے اُور نہ یہ فرشتہ بصورت آدمی آ کر زمین ناپنے کا کہتا۔ مگر اُس نے فرشتہ بھیج کر زمین کو ناپنے کا حکم اِس لئے دیا کہ منکرین نِسبت کو پتہ چل جائے۔

سو انسانوں کا قاتل۔ اگر میرے ولیوں سے نسبت کر لے۔ وہاں پہنچے یا نہ پہنچے میں اُسے بخش دیتا ہوں۔ محض نیت کرنے سے وہ جنتی ہو جاتا ہے۔

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے!
اور خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے!

جو وہاں پہنچ جائے

جو آدمی صرف نیت کر کے چلے اور اَبھی رَاہ میں رَہ جائے وہ تو بخشا گیا۔ جو آدمی اہل اللہ کی بستی میں پہنچ جائے وہ کیسے محروم رَہ سکتا ہے۔

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

مقام مصلےٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى" (پارہ سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)
"اور بنالو ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز"۔

وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ اللہ کی تعمیر فرمائی اُس کو مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں سے تعلق اور نسبت رکھنے والی ہر چیز بڑی پیاری ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ بے جان، حقیر پتھر جسے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا وہ قدرت کی نگاہ میں اتنا عزیز اور ذیشان ہے کہ اُمت مصطفویہ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اسے اپنی جائے نماز بنالیں۔

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

قیامت تک حج کرنیوالے۔ اِس مقام ابراہیمؑ پر نفل اَدا کرتے ہیں۔ اَور اُن کی پیشانی اِس جگہ پر لگتی ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام کا نقش قدم مبارک ہے۔

کوئی موحد ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔
کوئی مولوی مُلاں ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔
کوئی ولی ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔
کوئی غوث ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔
کوئی قطب ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔
کوئی اَبدال ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔
کوئی اَوتاد ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔
کوئی صحابیؓ ہو — تو پیشانی مقامِ ابراہیمؑ پر لگے گی۔

حتیٰ کہ اگرچہ اِمام الانبیاء بھی مقام ابراہیمؑ پر نماز اَدا فرمائیں تو پیشانی مقام ابراہیمؑ پر لگے گی۔

ہے تو پتھر ہی مگر غور کرو۔ اس پر نقش پائے ابراہیم علیہ السلام ثبت ہے۔ اللہ اکبر۔

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

پوچھو مُلاں سے

پاکستان میں نقش پا کو چومنا شرک بتانیوالے سب مُلاں وہاں نقش پائے ابراہیمؑ پر سجدہ کرتے ہیں۔ یہاں غیر اللہ۔ غیر اللہ کی رَٹ لگاتے ہیں، وہاں غیر اللہ کے نقش قدم پر پیشانی رکھتے ہیں۔

پوچھو اِن ملوانوں سے اَیسا کیوں کرتے ہو؟۔ کہتے ہیں جی اللہ نے فرمایا ہے۔ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو تو پتہ نہ چل گیا کہ

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ نسبت بڑی چیز ہے

صفا مروہ شعائر اللہ

فرمایا لوگو:

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ" (پارہ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸)

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں"۔

حضرات گرامی! یہ دو پہاڑیاں۔ دُوسری پہاڑیوں کی طرح ہی ہیں مگر ان کو اللہ نے اپنی نشانیاں کیوں قرار دیا اَور اِس میں سعی کرنا حج کا رُکن کیوں بنا اِس لئے کہ یہ حضرتِ ہاجرہ کی سنت ہے وہ یہاں پر دوڑی تھیں، فرمایا: لوگو دَوڑی تو میری بندی ہے۔ مگر یہ نشانیاں میری ہیں۔

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے!

حالانکہ بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔ یہ صفا اور مروہ پر کبھی پہلے دَور میں بت نصب تھے اور مشرک اِن بتوں کی وجہ سے یہاں دوڑتے تھے اِس لئے ہمیں ناگوار گزرتا ہے۔

فرمایا: تم بتوں کی طرف نہ دیکھو، اُم الانبیاء حضرت ہاجرہؓ کی طرف دیکھو۔ حکم آ گیا۔

"فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" (پارہ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵)

پس جو حج کرے اس گھر کا یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اُسے کہ چکر لگائے ان دونوں (صفا اور مروہ) کے دَرمیان معلوم ہوا جن بتوں کی عبادت کرتے ہوئے لوگ طواف کرتے تھے وہ ان کے لئے ناجائز تھا۔ مگر وہی طواف حضرت ہاجرہؓ کی سنت کی وجہ سے جائز ہے۔ کیونکہ وہ بتوں کی عبادت سمجھ کر کرتے تھے اور ہم حضرت ہاجرہؓ کی سنت سمجھ کر کرتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اگر قیام، سلام، تعظیم توقیر، بنیت عبادت کی جائے تو شرک ہے ورنہ جائز۔ اولیاء کرام کے اَدب کے لئے قیام، سلام، تعظیم و توقیر اِسی طرح جائز ہے جس طرح صفا مروہ کا طواف اور مقام ابراہیمؑ کے نوافل۔

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

تقویٰ قلوب

حضرت ہاجرہؓ کے دوڑنے کی وجہ سے صفا اور مروہ شعائر اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ"
(پارہ سورۃ الحج آیت ۳۲)

حقیقت یہ ہے اور جو اَدب و احترام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا تو یہ اِس وجہ سے ہے کہ دِلوں میں تقویٰ ہے۔

حضرت ضیاء الامت کا اِرشاد

ضیاء الامت، حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قرآن کریم میں صفا و مروہ کی پہاڑیوں۔ قربانی کے جانوروں کو اللہ تعالیٰ کے نشان کہا گیا ہے اَور ان کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا گیا ہے جب یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں تو مدینہ طیبہ اور اُس کے گلی کوچے اولیاء کرام اور ان کے آثار اور ان کے مزارات پرانوار کیوں شعائر اللہ میں داخل نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۲۱۵)

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سب کچھ شعائر اللہ میں داخل ہے تو اس کی تعظیم بھی دِلوں کا تقویٰ ہے کیونکہ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے وہ اس کے لئے دِل کا تقویٰ ہے۔

پتہ چلا کہ

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

حضرت شیخ سعدیؒ کا ارشاد

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی (علیہ الرحمتہ) فرماتے ہیں:

شنیدم کہ درروزِ اُمید و بیم
بداں را بنیکاں بہ بخشد کریم

میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دِن نیکوکاروں سے نسبت کی وجہ سے اللہ کریم بدکاروں کو بخش دے گا۔

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

ریل گاڑی کی مثال

ریل گاڑی کا انجن تمام بوگیوں کو لے کر چلتا ہے۔
شرط یہ ہے کہ وہ انجن سے لگ جائیں، بوگی اگرچہ میلی کچیلی۔ گندی مندی ہو۔ اس کا رنگ اُترا ہوا ہو۔ گھسی پٹی ہو مگر جہاں انجن جائے گا وہاں وہ بوگی بھی جائے گی۔ اِسی طرح گنہگار سیہ کار۔ بدکردار نسبت والے وہیں جائیں گے جہاں یہ اَولیاء جائیں گے۔

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

ارشاد باری تعالیٰ

فرمایا اللہ کریم نے:
"یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ" (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۱)
"وہ دن جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے اماموں کے ساتھ"

سوال یہ ہے کہ امام کسے کہتے ہیں لغت میں امام اُس کو کہتے ہیں کہ جس کی پیروی کی جائے خواہ وہ ہدایت پر ہو یا گمراہی پر۔ ملاحظہ ہو

"اَلْاِمَامُ فِی اللُّغَتِ كُلُّ مَنْ اِئْتَمَّ بِهٖ قَوْمٌ كَانُوْا عَلٰی هُدًی اَوْ ضَلَالَةٍ"

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۶۷۴ از حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمتہ)

ثابت ہوا جس کا پیروکار ہوگا۔ اُسی کے نام سے اُسے بلایا جائے گا۔
لہٰذا نقشہ یوں ہوگا۔

آؤ داتا ہجویریؒ کے ماننے والو	آؤ۔
آؤ شاہ لا ثانیؒ کے ماننے والو	آؤ۔
آؤ باوا فریدالدین گنج شکر کے ماننے والو	آؤ۔
آؤ صابرؒ پیا کے ماننے والو	آؤ۔
آؤ مہر علیؒ کے ماننے والو	آؤ۔
آؤ غوث جلیؒ کے ماننے والو	آؤ۔

جہاں یہ بزرگ جائیں گے وہیں یہ گنہگار و سیہ کار۔ بدکردار بھی چلے جائیں گے۔

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے!
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

بے نسبت لوگ کہاں جائیں گے

جائیں گے بے نسبت بھی مگر اپنے اماموں کے پیچھے۔ اپنے مولویوں کے پیچھے اپنے ملاؤں کے پیچھے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے اماموں کے نام پر بلائے جائیں گے وہ گروہ در گروہ اپنوں کے پیچھے پیچھے جائیں گے۔

وہ جہنم میں جائیں گے

ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ٥ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ٥"

(پارہ ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۷۲-۷۱)

"اور ہانکے جائیں گے کفار جہنم کی طرف گروہ دَر گروہ جب اُس کے پاس آئیں گے تو کھول دیئے جائیں گے اُس کے دَروازے اور پوچھیں گے دوزخ کے پہرے دَار، کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے جو پڑھ کر سناتے تمہیں تمہارے رَبّ کی آیتیں اور ڈراتے تمہیں اس دِن کی ملاقات سے، کہیں گے بے شک آئے تھے لیکن ثبت ہو چکا تھا (لوحِ محفوظ میں) عذاب کا حکم کفار پر انہیں کہا جائے گا۔ داخل ہو جاؤ دوزخ کے دَروازوں سے اِس حال میں کہ تم ہمیشہ اِس میں رہو گے۔ کتنا برا ٹھکانہ ہے مغروروں کا"۔

اپنے آپ کو اللہ کے دوستوں سے اچھا سمجھنے والو اَب تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے تم گروہ دَر گروہ اپنے اِماموں کے ساتھ جہنم میں جاؤ۔

نسبت والے لوگ:

فرمایا: اللہ تعالیٰ ہے۔

"وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ٥ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ

الْعٰمِلِيْنَ ٥" (پارہ ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۷۳-۷۴)

"اور لے جایا جائے گا انہیں جو ڈرتے رہے اپنے رَبّ سے جنت کی طرف گروہ دَر گروہ حتیٰ کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دَروازے پہلے ہی کھول دیئے جائیں گے تو کہیں گے اِن سے جنت کے محافظ تم پر سلام ہو تم خوب رہے پس اندر تشریف لے چلو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور وہ (خوش بخت) کہیں گے، ساری تعریفیں اس اللہ کریم کے لئے ہیں جس نے پورا فرمایا: ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا۔ ہمیں اِس (پاک) زمین کا۔ اَب ہم ٹھہریں گے جہاں چاہیں گے۔ پس کتنا عمدہ اَجر ہے نیک کام کرنے والوں کا"۔

حضرات گرامی!

هم بھی گروہ دَر گروہ جائیں گے — وہ بھی گروہ دَر گروہ جائیں گے
ہم اپنے اِماموں کے پیچھے جائیں گے — وہ اپنے اِماموں کے پیچھے جائیں گے

"يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ"

؎ اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

معزز۔ محترم۔ مکرم،

حضرات گرامی!

نسبت اَچھی۔ نسبت بری کے متعلق کسی پنجابی والے نے کہا۔

؎ نسبت نیکاں دی اِنج کر جانو جیویں دُکان عطاراں
بھانویں کچھ خریدیے ناہیں مہکاں آون ہزاراں!
نسبت بداں دِی اِنج کر جانو جیویں دُکان لوہاراں
بھانویں کچھ خریدیے ناہیں چینگاں پین ہزاراں

مٹی سے گلاب کی خوشبو:

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے گلاب کی جڑ سے مٹی اُٹھائی تو اِس سے گلاب کی خوشبو آ رہی تھی، میں نے پوچھا۔ اَے مٹی۔ تو مٹی ہے۔ مٹی کہاں اَور خوشبو کہاں۔ تو مٹی بولی:

جمالِ ہم نشین دَر من اثر کرد!

میرے ہم نشین کے جمال نے مجھ پر اثر کر دیا ہے۔

بگفتہ من گلے نا چیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم!!

سعدی! میں بھی جانتی ہوں کہ مٹی ہوں مگر میری نسبت گلاب کی جڑ سے ہے اِس لئے مجھ میں خوشبو موجود ہے۔

نسبت پیدا کر۔ تجھ سے بھی وہ خوشبو آئے جو اَولیاء کاملین سے آتی ہے۔ پھر تیری بھی قدر و قیمت وُہی ہوگی جو اِن اَولیاء کاملین کی ہے۔

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دِے یہ دولت بڑی چیز ہے

بادام کے چھلکے:

میں بازار گیا ساٹھ روپے کلو بادام خرید کر لایا۔ گھر آ کر باداموں کے چھلکے اُتارے اَور انہیں باہر کوڑے میں پھینکنے گیا۔ ایک سمجھ دار آدمی نے مجھے پوچھا مولوی صاحب کیا پھینک رَہے ہو۔ میں نے کہا چھلکے ہیں بادام کے۔ اس نے کہا مولانا۔ اِن چھلکوں کو ساٹھ روپے کلو لائے ہو، اور اَب کوڑے میں ڈال رہے ہو آخر کیوں سوچو تو سہی؟ اَب مجھے سمجھ آئی کہ یہ چھلکے جب تک مغز کے ساتھ تھے ساٹھ روپے کلو تھے اَور اَب مغز سے علیحدہ ہوگئے تو روڑی اور کوڑے کے بھاؤ ہو گئے۔

تو بھی کسی مغز سے نسبت پیدا کر

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

میز اور ہیرا:

ایک لکڑی کا میز تھا جس کی قیمت ایک ہزار روپیہ تھی اسے کوئی خریدتا نہ تھا۔ اِس میں قیمتی ہیرا جڑ دیا گیا اَور اَب ہر کوئی اِس کا خریدا تھا۔ جب قیمت پوچھی تو ایک لاکھ ایک ہزار روپیہ...... کیوں؟...... یہ میز کی قیمت نہیں اِس میں جڑے ہوئے ہیرے کی قیمت ہے اِس ہیرے کی نسبت نے میز کو قیمتی اَور اَنمول کر دِیا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا!
تو نے خرید کر مجھے اَنمول کر دِیا

تو بھی کسی ہیرے سے نسبت پیدا کر۔
عشق کے بازار کا قیمتی ہیرا بن جا اَور انمول ہو جا۔

اللہ والے سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دِے یہ دولت بڑی چیز ہے

کدّو شریف:

میرے حضور قبلہ عالم، سرکارِ نقش لاثانی قدس سرہ، النورانی تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا، حضور آپ کیا تناول فرمائیں گے؟...... میرا خیال تھا کوئی مرغا چرغا۔ کوئی قیمہ شیمہ پسند فرمائیں گے۔

فرمایا: مولوی جی کدّو شریف پکالو۔ میں حیران تھا کہ کدّو ایک سبزی ہے۔ جیسے دُوسری سبزیاں لیکن، دُوسری سبزیاں شریف نہیں۔ بینگن شریف نہیں۔ گوبھی شریف نہیں۔ آلُو شریف نہیں تو کدّو شریف کیوں؟

فرمایا: مولوی تجھے پتہ نہیں کدّو میرے حضور علیہ السلام کی پسندیدہ غذا ہے اِس لئے وہ کدّو شریف ہے۔

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

بے مثل بیبیاں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ"

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۲)

"اے نبیؐ اَزواجِ مطہرات تم نہیں ہو دُوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند"۔

فرمایا: تم میرے محبوب سے منسوب ہو چکی ہو اور نسبت محبوب نے تمہیں کائنات کی عورتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ کائنات کی کوئی عورت تمہاری مثل نہیں ہو سکتی۔

اللہ والوں سے نسبت بڑی چیز ہے!
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

بہترین اُمت:

اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (پارہ ۴ سورۃ آلِ عمران آیت ۱۱۰)

"تم بہترین اُمت ہو جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں کے لئے"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو خیر الامم کے جلیل القدر لقب سے سرفراز کیا گیا کہ جتنی بھی اُمتیں آج تک صفحۂ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں اِن سب سے تم بہتر ہو۔ کیونکہ تمہاری نسبت میرے محبوبؐ سے ہے۔

محمدؐ سے نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے دولت بڑی چیز ہے

معزز سامعینِ کرام!

نسبت اچھی ہو تو مخلوق کیا خالق کی نگاہوں میں ممتاز کر دیتی ہے۔ اِس لئے فرمایا:

اَے اِیمان وَالو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اِن سے نسبت پیدا کر لو کیونکہ یہ اللہ کے پیارے ہیں اور پیارے کے پیارے بھی پیارے ہوتے ہیں۔ جب تم ان کے پیارے ہو جاؤ گے تو اللہ تم سے پیار کرے گا اور جب اللہ پیار کرے گا تو جبرئیل پیار کریں گے۔ جبرائیلؑ پیار کریں گے تو تمام اہلِ زمین و اہلِ آسمان پیار کریں گے اِس لئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

جب خدا کے بندے سے نسبت مضبوط ہو گئی تو پھر خدا اور خدا کے دوستوں سے ہر چیز ملے گی۔

درِ فیضِ حق بند جب تھا نہ اَب کچھ!
فقیروں کی جھولی میں اَب بھی ہے سب کچھ
یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ
مگر اِن سے چاہیے لینے کا ڈھب کچھ

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ"

دوسرا خطبہ

غوثِ اعظم

رَضِیَ اللہ عنہ

غوثِ اعظم درمیانِ اَولیاء
چوں محمدؐ دَرمیان اَنبیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ
الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْكَامِلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

دُرودِ شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضراتِ محترم!
آج کے خطبہ میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حضور نذرِ عقیدت پیش ... ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
جو آیت ... ھی ہے اس کا ترجمہ سماعت فرمائیں۔

اللہ فرماتا ہے کہ
"اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○"
تمہارا مددگار صرف اللہ تعالیٰ اَور اُس کا رسول اَور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز اَدا کرتے ہیں اَور زکوٰۃ دِیا کرتے ہیں اَور وہ بارگاہِ اِلٰہی میں جھکنے والے ہیں۔

کیا یہ شرک ہے؟

حضراتِ گرامی، آیت کریمہ میں فرمایا گیا کہ

اَللہ بھی	مددگار۔
رسول بھی	مددگار۔
اَولیاءِ کرام بھی	مددگار۔

ملاں سے پوچھو، شرک ہوا کہ نہیں؟
کیونکہ جو صفت خالق کی ہے مخلوق کی نہیں۔ تو تلاوت کردہ آیت میں جو صفت خدا کی بیان کی گئی ہے وہی مصطفےٰ علیہ السلام کی اَور وُہی اَولیاءِ کرام علیہم الرضوان کی بیان کی گئی ہے اِس لئے مُلّاں کے فتوی کے مطابق تو یہ شرک ہے۔
تو کیا قرآن بھی شرک کی تعلیم دیتا ہے؟ (معاذ اللہ استغفر اللہ)

یہ شرک نہیں ہے:

دَراصل بات یہ ہے کہ یہ شرک نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وَلی ہے لیکن وُہ اپنے وَلی ہونے میں کسی کا محتاج نہیں اَور رسول اللہ علیہ السلام واَولیاءِ کرام کو اُس نے وَلی بنایا ہے یہ اپنے ولی ہونے میں اس کے محتاج ہیں۔
جو محتاج نہیں وہ خالق ہے۔
جو اللہ کے محتاج ہیں وہ مخلوق ہیں۔

یہ مشترک ہے:

ایک ہوتا ہے شرک اور ایک ہوتا ہے مشترک۔ اللہ کے علاوہ اور کو الٰہ ماننا شرک ہے کیونکہ الٰہ وہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ کچھ ایسی صفات بھی ہیں جو اس کے اور مخلوق کے دَرمیان مشترک ہیں۔ جیسا کہ تلاوت کردہ آیت میں صفت وَلایت اللہ۔ رسولؐ۔ اَولیاء ہیں، مشترک ہے۔

قرآن پاک میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صفاتِ مشترکہ ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَے میرے پیغمبر نوح علیہ السلام کشتی سے اُترتے وقت یہ دعا کرو۔

پہلی مثال:

"وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ"

(پارہ ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۲۹)

"اور کہو میرے رَبّ اُتار مجھے بابرکت منزل پر اَور تو ہی سب سے بہتر اُتارنے والا ہے"۔

نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو کہا:

"اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ"

اَور جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی غلّہ لینے گئے تو آپ نے غلہ دے کر فرمایا:

قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ" (پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۵۹)

"فرمایا: (دوبارہ آؤ) تو لے آنا میرے پاس اَپنے پدری بھائی کو کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کس طرح پیمانہ پورا بھر کر دیتا ہوں اور میں کتنا بہتر مہمان نواز ہوں"۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو فرمایا:

"اَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ"

بتایئے مُلّاں جی یہ شرک ہے یا مشترک۔

نتیجہ یہ نکلا کہ وُہ خود خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ہے۔

یوسف علیہ السلام کو اِس نے خیر المنز لین بنادِیا ہے۔

دُوسری مثال:

حضراتِ محترم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں سمیع وبصیر ہوں، ملاحظہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ کہ

"اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ o" (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱)

"بے شک وُہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے"

اَور دُوسرے مقام پر فرمایا: میں نے اِنسان کو سمیع وبصیر بنایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ کہ

"فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا" (پارہ ۲۹ سورۃ الدھر آیت نمبر ۲)

"پس ہم نے بنایا اسے (اِنسان کو) سننے والا اَور دیکھنے والا"۔

اَب بتائیں مُلّاں صاحب کہ یہ شرک ہے یا مشترک، نتیجہ یہی نکلے گا کہ وُہ خود سمیع وبصیر ہے اَور اِنسان کو اس نے سمیع وبصیر بنادِیا ہے۔ صرف ایک اَور مثال پیش کر کے آگے چلتے ہیں۔

تیسری مِثال:

اللہ تعالیٰ جلّ شانہ، فرماتا ہے۔

"وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا o" (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۷۹)

"اور کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ"۔

اَور دُوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

"وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا o" (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

"اور ہوگا رسول تم پر گواہ"۔

تیسرے مقام پر فرماتا ہے:

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ o"

(پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں بنایا (اے مسلمانو!) بہترین امت تا کہ تم گواہ بنو لوگوں پر"۔

اللہ بھی شہید — گواہ۔

رسول بھی شہید — گواہ۔

مسلمان بھی شہید — گواہ۔

بتایئے ملاں جی یہ شرک ہے یا مشترک، نتیجہ یہی نکلے گا اللہ خود شہید ہے رسول اللہ ﷺ کو اس نے خود شہید بنا دیا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو اس نے شہید بنا دیا ہے۔

حضرات گرامی، اسی طرح اللہ بھی ولی ہے۔ رسول بھی ولی ہیں۔ اولیاء اللہ بھی ولی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ولی ہے۔ رسول کو اس نے ولی بنا دیا اور اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی اس نے ولی بنا دیا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

مولیٰ:

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ o" (پارہ ۲۸ سورۃ تحریم آیت ۴)

"پس بے شک اللہ آپ کا مددگار ہے۔ جبرئیل اور نیک بخت مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں۔ اور ان کے علاوہ سارے فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں"۔

اللہ بھی — مولیٰ۔

جبرئیلؑ بھی — مولیٰ۔

صالح مومنین بھی — مولیٰ۔

ملائکہ بھی — مولیٰ۔

یہ لفظ مولا بھی اللہ، جبرئیلؑ، صالح مومنین اور ملائکہ کے درمیان مشترک ہے۔

آیئے دیکھئے مولا کا معنیٰ کیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اپنے ترجمہ قرآن میں لکھتے ہیں کہ

"وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ o" (پارہ ۲۸ سورۃ تحریم آیت ۲)

"اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے"۔

(ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

کارساز اور غوث:

حضرات کارساز کا معنیٰ ہے کام بنانے والا اور غوث کا معنیٰ ہے فریاد کو پہنچنے والا کارساز جب ہی کارساز ہوگا جبکہ وہ فریاد کو پہنچے گا۔ لہٰذا غوث اور کارساز لازم وملزوم ہیں تو پتہ چلا کہ اللہ بھی غوث رسول بھی غوث ملائکہ بھی غوث اولیاء بھی غوث اور جبرئیل بھی غوث ہے۔ اللہ خود غوث ہے اور نبی ولیوں ملائکہ کو اس نے غوث بنا دیا ہے۔

حضرات مکرم!

ہم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، کو غوثِ اعظمؓ کہتے ہیں تو ملاں کہتا ہے۔ یہ شرک ہے۔ تو ہم نے پہلے سمجھا دیا ہے کہ یہ صفات شرک نہیں مشترک ہیں۔

غوثِ اعظمؓ:

معلوم ہوا۔ اللہ غوثِ اعظم ہے خود بخود الٰہ ہو کر۔ یعنی تنہا ساری کائنات کا غوثِ اعظم۔ رسول اللہ غوثِ اعظم ہیں امام الانبیاء ہو کر۔

یعنی اللہ کے بنانے سے تمام کائنات کے غوثِ اعظم۔ اَور غوثِ اعظم، غوثِ اعظم ہیں امام الاولیاء ہوکر۔ یعنی رسول اللہ کے نائب ہوکر تمام کائنات کے غوثِ اعظمؓ ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تو ہے وُہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وُہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

لاشریک:

حضراتِ سامعین!

اَللہ خدا ہوکر بے مثال ہے۔ اُس کا خدائی میں کوئی شریک نہیں۔
مصطفیٰ مصطفیٰ ہوکر بے مثال ہے۔ اُن کا مُصطفائی میں کوئی شریک نہیں۔
غوثِ اعظمؓ غوث ہوکر بے مثال ہے۔ اُن کا اَولیائی میں کوئی شریک نہیں۔

تمام اَولیاء کی گردن پر قدم:

اِسی لئے تو اعلان فرمایا کہ:

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" (اخبار الصالحین صفحہ ۱۴۴)

"یہ میرا قدم تمام اَولیاء اَللہ کی گردن پر ہے"۔

مجدد الشعراء، مفسرِ قرآن علامہ صائم چشتی صاحب مدظلہٗ العالی[1] فرماتے ہیں کہ

سارے وَلیوں کی گردن جھکائی گئی مہر اُن کے قدم کی لگائی گئی!
چاہے اَوتاد ہو چاہے اَبدال ہو میرے غوثِ جلی کا مدح خوان ہے
غوثِ اعظمؓ محمد کا محبوب ہے، غوثِ اعظمؓ زمانے کا سُلطان ہے
غوثِ اعظمؓ کی ہر جا مچی دھوم ہے غوثِ اعظمؓ کا گھر گھر میں فیضان ہے

[1] اب کیسے رحمۃ اللہ علیہ کیونکہ اب حضرت وفات پاچکے ہیں۔

میرے سر آنکھوں پر:

حضرت خواجہ خواجگاںؒ، والی ہندوستان، عطاء رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اَجمیری رَحمۃ اللہ علیہ خراسان کی پہاڑیوں پر مصروف عبادت تھے جب آپ کا یہ ارشاد جو آپ نے بغداد میں فرمایا: خراسان میں سُنا تو گردن جھکادی اَور عرض کیا:

"لَا بَلْ عَلٰی عَیْنِیْ وَعَلٰی رَاْسِیْ"

"نہیں بلکہ میری گردن پر اَور میری آنکھوں اَور سَر پر بھی"۔

قدم مبارک اَپنی گردن پر رَکھ لیا:

ایک بار اَثناءِ سخن میں آپ نے فرمایا کہ

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ۝"

شیخ علی الہیتی رضی اللہ عنہ، یہ سُن کر منبر کے پاس آئے اَور آپ کا قدم مُبارک اَپنی گردن پر رَکھا اَور آپ کے دامن میں اپنے تئیں چھپالیا۔ (اخبار الصالحین صفحہ ۱۵۰)

آپ مامور تھے:

کہتے ہیں کہ اَولیاء اللہ میں سے اُس زمانہ میں کوئی اَیسا نہ تھا جس نے سرِ تسلیم خم نہ کیا ہو یہ کلام آپ نے اَپنی طرف سے نہیں فرمایا تھا مگر آپ مامور ہوئے تھے کہ اَیسا کہیں۔

(اخبار الصالحین صفحہ ۱۵۰)

اَللہ نے تجلّی فرمائی:

شیخ ابو سعید قلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس وقت حق سبحانہ، تعالیٰ نے آپ کے قلبِ مُبارک پر تجلّی فرمائی تھی۔ (اخبار الصالحین صفحہ ۱۵۰)

اِس مقام تک کوئی وَلی نہ پہنچا:

صاحبِ سفینۃ الاولیاء فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے اِس قسم کا دعویٰ خدائے عزوجل کے کمالِ عنائیت بے نہایت سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرزندی اَور حمایت میں آپ

نے فرمایا ہوگا۔ تمام اولیاء نے تواضع سے کام لیا اور آپ کے فرمان کو قبول کیا اور یہ وہ مقام ہے جہاں پر کوئی ولی اس وقت تک نہیں پہنچ سکا۔ (اخبار الصالحین صفحہ ۱۵۰)

تاجدارِ بریلی الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ

جس کی منبر بنی گردن اولیاء
اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

بشارت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کی پیدائش ہونے والی تھی تو میرے پاس سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

"یَا اَبَا صَالِحِ اَعْطَاكَ اللهُ اِبْنًا هُوَ وَلِيِّ وَ مَحْبُوْبِىْ وَ مَحْبُوْبُ اللهِ تَعَالٰى وَشَانُهُ فِى الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَقْطَابِ كَشَانِىْ فِى الْاَنْبِيَآءِ وَالرُّسُلِ"

"اے ابو صالح تجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے بیٹے سے نوازا ہے جو میرا ولی اور محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اُس کی شان اولیاء واقطاب میں ایسے ہی ہے جیسی میری شان انبیاء ورسل میں" (سیرت غوث الثقلین)

نانا اور نواسہ:

قربان جائیں نانے پر بھی نواسے پر بھی۔

نانا کی ولادت ہونیوالی ہوتو — انبیاء بشارت دیتے ہیں۔
نواسہ کی ولادت ہونیوالی ہوتو — امام الانبیاء بشارت دیتے ہیں۔
امام الانبیاء دنیا میں تشریف لائیں تو — سجدہ فرماتے ہوئے۔
امام الاولیاء دنیا میں تشریف لائیں تو — روزہ داری دکھاتے ہوئے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

غوثِ اعظمؓ درمیانِ اولیاء!
چوں محمدؐ درمیانِ انبیاء

اور کسی اور عاشق نے کہا۔

غوثِ اعظمؓ متقی ہر آن میں!
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں!

قدرت معجزہ کرامت:

حضرت محترم! تجلی خدا۔ بشارت مصطفٰے ایک جگہ جمع ہو جائے تو غوثِ اعظمؓ بنتے ہیں۔

ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ،
پھونک مارے تو اِنسان معرضِ وجود میں آئے۔
جبرئیل پھونک مارے تو عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوں۔
مصطفٰے علیہ السلام پھونک ماریں تو جابر کے بچے زندہ ہوں۔
عیسیٰ علیہ السلام پھونک ماریں تو پرندے زندہ ہو کر اُڑ جائیں۔
غوثِ اعظمؓ پھونک ماریں تو مرغا زندہ ہو جائے۔
غوثِ اعظمؓ پھونک ماریں تو بغداد کے قبرستان کا مُردہ زندہ ہو جائے۔
خدا کا مُردہ زندہ کرنا ہے قدرت۔
جبرئیلؑ عیسیٰؑ اور مصطفٰے علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا ہے معجزہ۔
اور غوثِ اعظمؓ کا مردہ زندہ کرنا ہے۔ کرامت۔
جبھی تو کسی عاشق نے کہا کہ
عیسیٰؑ کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں
احمدؐ کے معجزوں نے عیسیٰ بنا دیئے ہیں

ایک ہی فعل۔ خدا سے صادر ہو تو قدرت۔

نبی سے صادر ہو تو معجزہ۔

وَلی سے صادر ہو تو کرامت۔

میں نے بشر کو پیدا کیا:

دِیکھئے اَللہ فرماتا ہے کہ اِنسان لاشئی اَور معدوم تھا میں نے کُن فرما کر اِس میں رُوح پھونکی اَور اپنے ہاتھوں سے بنا کر خلافت کا تاج پہنایا۔ اِنسان عدم سے وجود میں آیا۔

"اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ" (پ ۲۳ سورہ ص آیت نمبر ۷۱)

"میں مٹی سے بشر پیدا کرنے والا ہوں"۔

اِنسان کو عدم سے وجود میں لانا یہ ہے خدا کی قدرت۔

جنگ خندق میں حضورؐ کی دعوت:

اِدھر حضورؐ نبی اکرم علیہ السلام جنگ خندق میں موجود ہیں سینکڑوں صحابہ کرام علیہم الرّضوان بھی موجود ہیں۔ کئی دن ہو گئے کھانا نہیں کھایا اَور بھوکے جہاد فرما رہے ہیں۔ حضرت جابر نے حضورؐ کے شکم اطہر پر دو پتھر بندھے ہوئے دیکھے تو دل تلملا اُٹھا۔ گھر گئے اَور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا کچھ سیر جَو کا آٹا بیوی کو دے کر کہا: آپ پکائیں میں حضورؐ کو بلا کر لاتا ہوں۔ یہ حضورؐ کو بلانے کیلئے گئے اِدھر اِن کے دونوں شہزادے چھوٹے بچے تھے دونوں چھت پر چڑھے اَور بڑے نے چھوٹے سے کہا۔ آ میں تجھے بتاؤں کہ ابا جان نے بکری کا بچہ کیسے ذبح کیا ہے؟

اُس نے بھائی کے حلقومِ ناز پر چھری چلا دی وہ ذبح ہو کر تڑپنے لگا۔ یہ ڈر کر بھاگا تو چھت سے نیچے گر کر یہ بھی شہید ہو گیا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔

محبوبؐ کی آمد ہے:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے دونوں کو چارپائی پر لٹا کہ چادر ڈال دِی تا کہ محبوب کی آمد کی خوشی غمی میں نہ بدل جائے۔

حضرت جابر کی پریشانی:

اِدھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضور علیہ السلام سے دعوت عرض کی تو حضورؐ نے فرمایا۔ چلو تمام صحابہؓ کی دعوت جابر کے گھر ہے۔ گھر پہنچے بیوی سے کہا کہ تھوڑا سا گوشت، تھوڑا سا آٹا ہے۔ حضورؐ سب صحابہؓ کو لے کر جلوہ اَفروز ہو رَہے ہیں، کیا بنے گا تو آپ کی بیوی نے عرض کیا۔ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں۔

ہمارے سر پہ تو اَللہ کی رَحمت کا سایہ ہے!

وُہی اُن کو کھلائے گا جو اِن کو ساتھ لایا ہے!

آپ پریشان نہ ہوں آپ نے حضورؐ کی دعوت کی ہے لہٰذا آپ پر تو حضورؐ ہی کی ذمہ دَاری ہے۔ چودہ سو صحابیؓ کی دعوت حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔

لہٰذا اِن کی ذمہ دَاری حضورؐ پر ہے۔

سینکڑوں صحابہؓ سیر شکم:

حضور علیہ السلام جلوہ افروز ہو گئے تو اپنا لعاب دہن شریف سالن میں ڈالا اور آٹے پر اپنا مبارک کپڑا رکھ کر فرمایا: جابر دس دس کی ٹولیاں کو بلاتے جاؤ اور کھلاتے جاؤ۔ تمام صحابہؓ کرام نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور اب آپ خود کھانا کھانے لگے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت اور عرض کیا یا رسول اللہ جب تک جابر کے بچے شامل نہ ہوں آپ کھانا نہ کھائیں۔

بچے زندہ ہو گئے:

فرمایا: جابر بچے کہاں ہیں۔ حضرت جابر نے عرض کیا۔ حضور یہیں ہوں گے۔ آپ

کھانا تناول فرمائیں۔ فرمایا: مجھے اللہ کی طرف سے حکم ہے کھانا تیرے بچوں کے ساتھ کھانا ہے تو حضرت جابرؓ نے بچوں کی نعشیں اُٹھائیں اور حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ دیں تو

ے ویکھ کے کملی والا رویا اکھے ڈھڈا صبر کمایا
حشر دیہاڑے میں نال لیجاساں پاک نبیؐ فرمایا

اور بچوں کو فرمایا: اُٹھو اور میرے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ۔

ے اُٹھو بچو حکم سے اللہ کے
کھانا کھاؤ مل کر رسول اللہؐ سے

دونوں بچے زِندہ ہو گئے۔

عرض کیا یا رسول اللہ علیک السلام ایک اور کرم گستری فرمائیے۔

(شواہد النبوت صفحہ ۱۴۳۔ صفحہ ۱۴۴)

ے یا رسول اللہؐ کرم اپنا کرو!
ہم تو زِندہ ہو گئے بکری کو بھی زِندہ کرو

فرمایا بچو مت گھبراؤ۔

کھانا کھا کر سب ہڈیاں اُسی جگہ ڈال دینا جہاں بکری کا بچہ ہوتا تھا۔ ہڈیاں وہاں ڈالنا تمہارا کام۔ زِندہ فرمانا میرا کام۔

بکری کا بچہ زِندہ ہو گیا:

سب ہڈیاں جمع کر کے وہاں رکھ دیں گئیں۔ حضورؐ نے فرمایا: اللہ کے نبیؐ کے حکم سے اُٹھ جا۔ بکری کا بچہ زِندہ ہو گیا۔ (انوارِ المحمد علامہ نبہانی صفحہ ۳۰۷)

سامعینِ مکرم!

وُہ تھی قدرت۔ یہ تھا معجزہ۔

اَللہ کے حکم سے اُٹھ جا:

ادھر حضور غوثِ اعظمؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مدرسہ میں ایک عورت اپنا بچہ داخل کروا گئی۔ کچھ عرصہ بعد بچہ کو دیکھنے آئی تو دیکھا بچہ نہایت کمزور ہے اور سوکھے ٹکڑے کھا رہا ہے۔ جب آپ کی بارگاہ میں آئی تو دیکھا کہ آپ مرغا تناول فرما رہے ہیں تو عرض کیا حضور میرا بچہ تو سوکھے ٹکڑے کھا رہا ہے اور آپ مرغ کا گوشت۔ آپ نے مرغے کی ہڈیوں کو فرمایا: اللہ کے حکم سے اُٹھ جا۔ وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ فرمایا: مائی جب تیرا بچہ اِس قابل ہو گا تو وہ بھی مرغ کھا لے گا۔ (سیرت غوث الثقلین)

خدا کی قدرت۔ نبی کا معجزہ۔ غوث کی کرامت۔

ے میرے غوث جیہا نا ہیں غوث کوئی!
ٹولہ ولیاں دا آپ پھرو لیا میں
میری جھٹ کیتی میراں دستگیری
یا غوث کہہ کے جدوں بولیا میں

نور کی چمک:

جب آپ کی شہرت دور دراز تک پھیل گئی تو بغداد کے اذکیاء میں سے ایک سو فقیہ علوم میں آپ کا اِمتحان لینے کو جمع ہوئے اور ہر ایک متعدد مسائل لے کر آپ کے پاس آیا۔

جب وہ سب بیٹھ گئے تو آپ نے گردن جھکا لی اور آپ کے سینہ سے نور کی اِک چمک ظاہر ہوئی جو سب کے سینوں پر سے گزری اور ان کے دلوں میں جو تھا سب محو ہو گیا۔ چنانچہ وہ ہکا بکا رہ گئے اور سخت بیقراری ہوئی پھر آپ نے منبر پر تشریف لا کر ان کے تمام سوالات کے جوابات دیئے اور وہ متحیر آپ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ (اخبار الصالحین صفحہ ۱۴۹۔ صفحہ ۱۴۸)

وعظ کی محفل:

آپ کے وعظ کی محفل میں لاکھوں سامعین ہوتے اور آپ کی آواز جس طرح پہلی صف والے سنتے اسی طرح آخری صف والے بھی سنتے اور آپ علمی رُوحانی وعظ فرماتے۔

ایک مرتبہ دورانِ وعظ فرمایا:

"یَا اِسْرَائِیْلِیُّ اِسْمَعْ کَلَامَ مُحَمَّدِیْ" (سیرت غوث الثقلین)

"اے خضر علیہ السلام۔ رُک جاؤ اور محمدی کلام سنتے جاؤ"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے:

تکملہ میں ہے کہ ۵۵۵ھ میں ایک مرتبہ تقریباً دس ہزار آدمی آپ کی مجلس حاضر تھے کہ شیخ علی الہیتی پر نیند کا غلبہ ہوا اور آپ سو گئے۔ حضرت غوثِ اعظم منبر سے نیچے اُتر آئے اور ان کے سرہانے ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اُنہوں نے کہا سبحان اللہ! مجھے خواب میں نظر آتا ہے آپ کو بیداری میں نظر آتا ہے۔

(اخبار الصالحین صفحہ ۱۳۵)

ولی آئیں مرسل آئیں خود حضورؐ آئیں!
وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوثؓ

نبیؐ و علیؓ کی جلوہ فرمائی:

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے جدِّ اَمجد حضور نبی کریم علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"یَا بُنَیَّ لِمَ لَا تَتَکَلَّمُ"

"اے میرے بیٹے تم تقریر کیوں نہیں کرتے"۔

میں نے عرض کیا:

"یَا اَبَتَاہُ اَنَا رَجُلٌ اَعْجَمِیٌّ کَیْفَ اَتَکَلَّمُ عَلٰی فُصَحَاءِ بَغْدَادَ"

"اے ابا جان میں ایک عجمی مرد ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کیسے تقریر کروں"۔

حضورؐ نے فرمایا:

"اِفْتَحْ فَاکَ"۔ اپنا منہ کھولو۔

جب میں نے منہ کھولا تو۔

"فَتَفَلَ فِیْہِ سَبْعًا وَقَالَ تَکَلَّمْ عَلَی النَّاسِ"

"تو حضورؐ نے سات مرتبہ لعاب دہن مبارک میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا: تقریر کرو"۔

یہ ظہر کے پہلے کا واقعہ ہے اور جب ظہر پڑھ کر میں مجلس میں بیٹھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور اِسی طرح آپ نے پوچھا میں نے جواب دیا تو آپ نے بھی فرمایا: منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا تو

"فَتَفَلَ فِیْہِ سِتًّا"

آپ نے چھ مرتبہ لعاب دہن مبارک ڈالا تو میں نے عرض کیا۔ حضورؓ آپ نے سات مرتبہ کیوں نہ ڈالا تو فرمایا:

"اَدَبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

(الحاوی للفتاوی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اَدب کرتے ہوئے"۔

وہ اِمام الانبیاء ہیں۔

میں اِمام الاولیاء ہوں۔

تو میں نے آپ کا اَدب کرتے ہوئے ایک مرتبہ کم لعاب دہن [illegible]۔ فیض نبوت بھی ملا اَور فیض ولایت بھی۔ پھر ایسا وعظ فرمایا کہ وقت کے [illegible] آپ کے [illegible]

سننے دُور دُور سے آیا کرتے۔

دِین کو زِندہ کرنے والے:

آپ کا لقب محی الدّین ہے، یعنی دِین کو زِندہ کرنے والے۔

سفینۃ الاولیاء اور مراۃ الاسرار میں ایک واقعہ دَرج کیا گیا ہے جو اِس لقب سے ملقب ہونے کا سبب بنا اور وہ واقعہ یہ ہے کہ

ایک مرتبہ آپ کسی سیاحت سے بغداد تشریف لائے جمعہ کا روز تھا رَاہ میں ایک شخص بیمار ضعیف البدن متغیر اللون ملا اُس نے کہا:

السلام علیکم یا عبدالقادرؒ!

آپ نے جواب سلام دِیا۔ اُس نے کہا ذرا نزدیک تشریف لائیے۔ آپ قریب گئے۔ اُس نے کہا مجھے بٹھا دِیجئے۔ آپ نے بٹھا دِیا۔ یکا یک اُس کا جسم تر وتازہ اور اچھی صورت اور رنگ صاف نکل آیا۔

اُس نے پوچھا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، اُس نے کہا۔

''میں آپ کے جد کا دِین ہوں۔ ضعیف ہوگیا تھا آپ کی مدد سے خدائے عزوجل نے مجھے زِندہ کیا۔ آپ محی الدین ہیں''۔

اِس کے بعد جو ملتا آپ کو محی الدین کہتا اور ہاتھ پیر چومتا تھا۔

(اخبار الصالحین صفحہ ۱۴۰۔صفحہ ۱۴۱)

تو حسنی و حسینی کیوں نہ محی الدین ہو
اَے خِضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

ڈاکو توبہ کر گئے:

آپ اپنی والدہ ماجدہ سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے رُخصت ہو کر ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوئے غالباً اس کے بعد آپ کو اپنی والدہ سے ملنے کا موقعہ نہیں ملا۔

جب آپ ہمدان سے آگے بڑھے تو ساٹھ سواروں نے جو ڈاکو تھے اِس قافلہ کو گھیر لیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا۔ لیکن ناگاہ ایک شخص میرے پاس آیا اور پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟

میں نے کہا چالیس دِینار ہیں، پوچھا کہاں ہیں؟ میں نے کہا بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہیں، اُس نے سمجھا کہ لڑکا ہنسی کر رہا ہے۔ اِتنے میں دُوسرا آیا۔ اُس نے بھی یہی سوال کیا اور میں نے یہی جواب دیا۔ پھر دونوں نے میرا قصہ جا کر اپنے سردار سے بیان کیا۔ جس نے مجھے بلوایا اور وُہی سوال کیا؟

میں نے وہی جواب دِیا اُس نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے کھول کر دیکھو آیا یہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ جب میرے کپڑے کھولے گئے تو سچ پایا۔ مجھ سے پوچھا کہ تم نے کیسے قبول دیا؟ میں نے کہا کہ رُخصت ہوتے وقت میں نے اپنی ماں سے عہد کیا تھا کہ ہمیشہ سچ بولوں گا۔ اِس لئے میں اَب خیانت نہیں کر سکتا۔

آپ کا یہ ارشاد اُس سردار کے دل پر تیر کی طرح لگا اور رو کر کہنے لگا۔ اِتنے برس گزر گئے کہ ہم اپنے پروردگار کے عہد سے خیانت کر رہے ہیں، پھر میرے ہاتھ پر توبہ کی۔

اس کے ساتھیوں نے کہا کہ قطع طریق میں تم ہمارے سردار رَہے ہو، اَب اِس توبہ میں بھی ہمارے سردار بنو۔ یہ کہ کر سب نے توبہ کی آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے والوں میں سے یہ لوگ سب سے پہلے تھے۔ (اخبار الصالحین صفحہ ۱۴۲۔صفحہ ۱۴۳)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی!
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی!

حضرات سامعین!

اَپنے تو اَپنے بیگانے بھی غوثِ اعظمؒ کے تصرف کو بلکہ اِن کے اِسم مبارک کے تصرف کو تسلیم کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو بیمار اِن دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا۔

دھوبی بخشا گیا:

سرکارِ غوثِ اعظمؓ کا مرید ایک دھوبی تھا جب وہ مرگیا تو قبر میں منکر نکیر نے سوال کیا۔

مَا رَبُّكَ. تیرا ربّ کون ہے۔

اُس نے کہا میں سرکارِ غوثِ اعظمؓ کا دھوبی ہوں۔

مَا دِیْنُكَ. تیرا دین کیا ہے۔

اُس نے کہا کہ میں تو غوثِ اعظمؓ کا دھوبی ہوں۔

"مَا تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلْ"

اُس نے کہا میں غوثِ اعظمؓ کا دھوبی ہوں۔

؎ خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظمؓ کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظمؓ کا

فرشتوں نے کہا، ٹھہر جا تجھے ابھی بتاتے ہیں۔ کھینچ لیں گرزیں اور تیار ہوئے مارنے کیلئے۔ اُس نے کہا مجھے کوئی خوف نہیں کیونکہ

؎ مریدی لاتخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو!
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوثِ اعظمؓ کا

فرشتوں نے کہا: عجیب آدمی ہے نہ جواب دیتا ہے نہ سزا کیلئے تیار ہے۔ اُلٹا کہتا ہے میں غوثِ اعظمؓ کا مرید ہوں اور مجھے کوئی خوف نہیں۔

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''فرشتوں نے عرض کیا یا مولا اِس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ حکم آیا بخش دیا جائے''۔ (اَلافاضات الیومیہ جلد دوم صفحہ ۶۹)

اِسی لئے جمیل قادری مرحوم کہتے ہیں کہ

؎ عزیزو کر چکو تیار جب میرے جنازے کو
تو لکھ دینا کفن پر نام والا غوثِ اعظمؓ کا

اور

قبر میں جب نکیرین آ کے پوچھیں گے تو کہہ دوں گا
طریقہ قادری ہوں نام لیوا غوثِ اعظمؓ کا

اور

فرشتو روکتے کیوں ہو مجھے جنت میں جانے سے
یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس کا غوثِ اعظمؓ کا

حضرت بایزید بسطامی:

حضراتِ محترم! اللہ والے قبروں میں منکر نکیر سے اَیسے ہی گفتگو کیا کرتے ہیں:

ملاحظہ ہو، حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں پوچھا منکر نکیر سے آپ نے کس طرح نجات پائی تو فرمایا:

اُنہوں نے مجھ سے سوال کیا:

مِنْ رَّبُّكَ. تیرا ربّ کون ہے۔

میں نے اُن سے کہا: تم واپس جا کر اُسی سے پوچھو، جس نے تمہیں بھیجا ہے کہ میں اُس کا کیا ہوں، جو کچھ وہ کہے گا وہی میں ہوں گا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۲)

سرکارِ لاثانی:

میرے دادا مرشد حضور قبلہ عالم محبوب سبحانی سرکارِ لاثانی، رحمتہ اللہ علیہ، علی پوری کا ایک مرید خادم جو آپ ڈیرے کا نمبردار ہے''۔

ایک دِن فرمایا، نمبردار۔ قبر میں فرشتوں نے سوالات پوچھے تو کیا جواب دو گے۔

عرض کیا کہہ دوں گا میں سرکارِ لاثانی کی بھینسوں کو چارہ ڈالا کرتا تھا۔

فرمایا: یہی کہہ دینا تیری نجات ہو جائے گی۔ (انوارِ لاثانی)

پتہ چلا کہ

؎ کتا راکھواں کوئی نہیں مار سکدا ملکاں وِچہ قانونی نظام لکھیا
سردار اُوہنوں نکیراں نے پچھنا ای نہیں، جیہدے کفن تے پیر دَا نام لکھیا

حضراتِ گرامی! بات بہت دُور نکل گئی بات یہ کر رَہا تھا کہ

اللہ بھی — وَلی۔
رسول بھی — وَلی۔
اَولیاء بھی — وَلی۔

لہٰذا۔ اللہ کی قدرت۔ نبی کا معجزہ۔ وَلی کی کرامت۔

آج بڑا شور مچایا جاتا ہے:

آج بڑا شور مچایا جاتا ہے کہ جی یہ بریلوی کتنے مشرک ہیں کہتے ہیں کہ بارہ سال کا ڈوبا ہوا۔ بیڑا غوثِ اعظمؓ نے تار دیا۔ کیا وہ باراتی بارہ سال تک زِندہ رہے اگر زندہ رہے تو کیا کھاتے رہے۔ کیا پیتے رہے اور وہ پیشاب لیٹرین کہاں کرتے رہے۔ (العیاذ باللہ)

ایسی باتیں ان کی تقریروں میں کثرت سے ملیں گی۔

میں کہتا ہوں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، کے ہاتھ پر بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا اتار نہیں سکتا؟

پوری ذریت مرزائیہ دیوبندیہ وہابیہ سے چیلنج ہے کہ وہ کریں قدرت خداوندی کا اِنکار؟

جواب یہی ہوگا کہ کر سکتا ہے وہ جو کچھ وہ چاہے وہ "عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" ہے۔

چالیس سال زیادہ یا سوسال:

بتایئے بارہ سال زیادہ ہیں یا سوسال؟ سوسال زیادہ ہیں؟ نا۔ اللہ فرماتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام پر میں نے نیند طاری کر دی اور وہ سوسال تک سوتے رہے جب

اُنہیں اُٹھایا تو پوچھا:

"قَالَ کَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ"
(پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۹)

"فرمایا کتنی مُدّت تم یہاں ٹھہرے رہے کہا میں ٹھہرا ہوں گا۔ ایک دِن یا دِن کا کچھ حصہ"۔

"قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ" (پارہ ۳ البقرہ آیت نمبر ۲۵۹)

"فرمایا نہیں بلکہ تم تو سوسال تک ٹھہرے رہے اور دیکھئے میری قدرت کاملہ کہ آپ کا کھانا جو عام طور پر چند گھنٹے گزر جانے کے بعد بدبودار ہو جاتا ہے۔ جوں کا توں ہے اُور گدھے کا گوشت پوست گل سڑ گیا ہے اور اِس کی ہڈیاں بکھری پڑی ہیں"۔

"فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا" (پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۹)

"آپ دِیکھیے ذرا اپنے کھانے کو اور پینے (کے سامان) کی طرف یہ باسی نہیں ہوا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور یہ سب اس لیے کہ ہم بنائیں تجھے نشان لوگوں کے لئے اور دیکھ ان ہڈیوں کو کہ ہم کیسے جوڑتے ہیں انہیں پھر کیسے ہم پہنچاتے ہیں انہیں گوشت"۔

حضراتِ گرامی! آناً فاناً ان ہڈیوں پر اور سڑے ہوئے ڈھانچے پر گوشت آ گیا اور وہ گدھا زِندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

بتایئے اور غور سے سوچ کر بتایئے کہ

"جو خدا سوسال کے بعد نبی کی شان دکھانے کے لئے مردہ گدھا زِندہ کر سکتا ہے وہ خدا بارہ سال کے بعد وَلی کی شان دِکھانے کے لئے بیڑا نہیں تار سکتا"؟

غور فرمائیے! یہ سب کچھ اللہ نے کیوں فرمایا۔

"وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ"

تا کہ تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں۔

اِسی طرح بارہ سال بعد باراتی زِندہ فرمائے تا کہ غوثِ اعظم کونشانی بنایا جائے لوگوں کے لئے، جہاں سو سال تک کھانا بالکل تروتازہ رہ سکتا ہے، وہاں بارہ سال تک باراتی بھی زندہ رہ سکتے ہیں، کیونکہ حضورؐ کی اُمت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیوں کی[1] طرح ہیں، نتیجہ کیا نکلا یہی کہ

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں
محمدؐ کے معجزوں نے عیسیٰ بنا دیئے ہیں

تین صدیوں تک زِندہ:

اِسی طرح اصحاب کہف کو تین سونو سال اللہ تعالیٰ نے بغیر کھانے پینے اور بغیر لیٹرین پیشاب کے زِندہ رَکھا ان پر شیطاری کی لوگ سمجھے رہے کہ یہ جاگتے ہیں اور وہ سوتے رہے۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِاْئَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ○

(پ۱۵ سورۃ الکہف: ۲۵)

اور وہ ٹھہرے اپنی غار میں تین سونو سال۔

اَللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ" (پارہ ۱۵ سورۃ کہف آیت نمبر ۱۸)

"اور ہم ان کی کروٹ بدلتے رہتے ہیں، دائیں جانب اور بائیں جانب

[1] جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ:
عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ (الحدیث) میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

اور ان کا کُتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو اِن کی دہلیز پر"۔

حضراتِ محترم! صرف اِن کی کروٹیں اللہ کریم بدلتے رہے اور وہ سوتے رہے اور کُتا دَامن پھیلا کر ان کے دَروازے پر بیٹھا رہا۔

کُتا سمجھ گیا:

کُتا تو سمجھ گیا مگر یہ اِنسان نُما کُتے نہ سمجھے۔ کُتے کو پتہ چل گیا وَلی اِسی غار میں ہیں۔ زِندہ ہیں۔ کبھی باہر بھی تشریف لائیں گے۔ مگر مُلاں نہیں مانتا۔ تو جو ذاتِ باری تعالیٰ تین سونو سال تک ان کو زِندہ رکھ سکتی ہے وہ بارہ سال تک اس بیڑے کے باراتیوں کو بھی زِندہ رکھ سکتی ہے۔

وہ خدا کی قدرت ہے یہ وَلی کی کرامت۔

نگاہِ وَلی میں وہ تاثیر دیکھی!
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضراتِ گرامی!

اللہ بھی وَلی ہے۔

رسول بھی وَلی ہے۔ اور

اَولیاء بھی وَلی ہے۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

تیسرا خطبہ

"وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ"

وسیلہ تلاش کرو،

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے دَر سے
اِک لفظ "نہیں" ہے کہ تیرے لب پہ "نہیں" ہے!

خطبہ:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

درودِ شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضراتِ گرامی!

آج کے خطبہ جمعہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں وسیلہ کی حیثیت بیان کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث سننے اور اِس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ"

(پارہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳۵)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو"۔

جب تک جاگ نہ لگے:

حضراتِ محترم!

دُودھ خالص ہو کڑھا ہوا بھی ہو اگر اس کو جاگ نہ لگائی جائے تو وہ کبھی نہ جمے گا اور اگر وہ جمے گا نہیں تو اس سے گھی مکھن نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اِسی طرح ایمان اور تقویٰ خالص دُودھ ہیں جب تک انہیں وسیلہ کی جاگ نہ لگے گی خدا تک پہنچا نہ سکے گا اور یہ جاگ یعنی وسیلہ بغیر مرشد کے نہیں لگ سکتی۔

میاں صاحب علیہ الرحمۃ کھڑی شریف والے فرماتے ہیں:

دُودھ وجود تیرے وِچ شیریں روغن دار سمانی!
مرشد لاوے جاگ کرم تھیں تاں جمے دُودھ پانی

وہ راستہ جو اللہ سے ملائے:

اِسی مضمون کو دُوسری جگہ پر یوں بیان کیا گیا ہے کہ

"وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ" (پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۵)

"اور اِس راستہ کی پیروی کرو جو میری طرف مائل ہو"۔

وہ کونسا راستہ ہے:

اِس آیت کریمہ سے صاف پتہ چلا کہ وہ راستہ جو اللہ تک پہنچاتا ہے وہ وسیلہ ہے۔ خدا تک پہنچنے کا اَب سوال یہ ہے کہ وہ راستہ کون سا ہے تو ارشاد ہوا۔

انعام یافتگان کا راستہ:

"صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" (پارہ سورۃ الفاتحہ آیت نمبر ۶)

"ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا ہے"

جب یہ پتہ چل گیا کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اِنعام فرمایا ہے ان لوگوں کا راہ اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے تو آیئے۔ قرآن کریم سے پوچھیں وہ انعام پانیوالے کون سے لوگ ہیں

۔فرمایا:

اِنعام یافتگان کون ہیں؟:

"اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ" (پارہ ۵سورۃ النساءآیت نمبر ۶۹)

جن پر اللہ تعالیٰ نے اِنعام فرمایا:

جن پر اللہ تعالیٰ نے اِنعام فرمایا:

یعنی اَنبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ پتہ چلا:

اَنبیاء کا راستہ اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

صدیقین کا راستہ اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

شہداء کا راستہ اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

صالحین کا راستہ اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

اور جو اِن سب کو چھوڑ کر خدا تک پہنچنا چاہتا ہے وہ اِن سب آیات کا منکر ہے اور گمراہ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بے مرشد گمراہ:

"وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرۡشِدًا" (پارہ ۱۵سورۃ کہف آیت نمبر ۱۷)

"اور جسے گمراہ کردے وہ تو تُو نہیں پائے گا اس کے لئے کوئی مددگار اور راہنما"۔

یعنی جو گمراہ ہوگا اُس کا کوئی مرشد نہ ہوگا۔

وہ بے مرشدا ہوگا کیونکہ نہ تو وہ کسی نبی کو راہنما اور مددگار سمجھے گا۔ نہ کسی صدیق کو نہ کسی شہید کو اَور نہ ہی وَلی کو اس کے نزدیک۔

نبی کو مددگار اور رہنما ماننا — شرک۔

صدیق اکبرؓ کو مددگار اور رہنما ماننا — شرک۔

سید الشہداء کو مددگار اور رہنما ماننا — شرک۔

غوثِ اعظم کو مددگار اور رہنما ماننا — شرک۔

لہٰذا وہ تو شرک میں ہی پھنسا رہے گا اور ہدایت پر وہی ہوگا جس کا عقیدہ یہ ہوگا کہ

نبی ہمارے — مددگار اَور رہنما۔

صدیق ہمارے — مددگار اَور رہنما۔

سید الشہداء ہمارے — مددگار اَور رہنما۔

غوثِ اعظم ہمارے — مددگار اَور رہنما۔

تو جو شخص۔ نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور ولیوں کو بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کا وسیلہ جانتا ہے۔

اُسی کا اِن آیات پر ایمان ہے۔

وسیلہ کسے کہتے ہیں:

آیئے معلوم کریں کہ وسیلہ کا معنیٰ کیا ہے۔ ابنِ منظور وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اَلۡوَسِیۡلَۃُ فِی الۡاَصۡلِ مَا یَتَوَسَّلُ بِہٖ اِلَی الشَّیۡءِ وَیَتَقَرَّبُ بِہٖ اِلَیۡہِ"

یعنی جس چیز کے ذریعہ کسی تک پہنچا جائے اور اُس کا قرب حاصل ہو اسے۔ وسیلہ کہتے ہیں۔ (لسان العرب)

صاحب تفسیر کشاف نے لکھا ہے کہ

"اَلۡوَسِیۡلَۃُ کُلُّ مَا یَتَقَرَّبُ بِہٖ"

(کشاف بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۶۶)

"اور وسیلہ ہر وہ شی جس سے کسی کے لئے تقرب حاصل کیا جائے"۔

وسیلہ کی مثال:

شیخ الحدیث علامہ معراج الاسلام صاحب اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ انتہائی فیاضہ اور سخیہ تھیں حضرت ابنِ زبیر جو کہ ان کے بھانجے

تھے نے انہیں زیادہ سخاوت کرنے پر ٹوکا تو حضرت عائشہؓ ناراض ہوگئیں۔

حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محبوب تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ بعد، ہجرت سے پہلے یہ ہی پیدا ہوئے تھے جبکہ کفار نے یہ دعویٰ کر رکھا تھا کہ مسلمانوں پر جادُو کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اَب اِن کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

دُوسری وجہ یہ تھی کہ خود حضرت عائشہ کو بھی یہ محبوب تھے اِنہیں کے نام پر سیدہ عائشہ کی کنیت اُم عبداللہ رکھی گئی۔

اِن وجوہات کی بنائی پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ناراض ہونا ان کے لئے نا قابل برداشت تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے کئی طرح سے خالہ جان کو رَاضی کرنا چاہا مگر سیدہ عائشہ مسلسل ناراض ہوتی چلی گئیں، آخر مجبور ہوکر حضرات ابن زبیر نے چند قریشی حضرات کا سہارا لیا اور ان کی سفارش سے حضرت خالہ جان کو راضی کرنا چاہا مگر ان کی یہ کوشش بھی رائیگاں گئی دِن بیتتے گئے۔ ابنِ زبیر کی بے قراری اور بے چینی میں اَضافہ ہوتا گیا مگر ان کی خالہ جان کا دِل نہ پسیجا۔ اُنہوں نے سفارشیوں کی بات ماننے سے بھی اِنکار کر دِیا۔ آخر اِن کی گریہ وزاری پر قدرت کو رحم آ گیا اور اِس اَذّیت ناک پریشانی سے نجات کا غیب سے سامان ہوگیا۔

ہوا یوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اَمی جان کے رشتہ داروں میں کچھ لوگ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ملنے کے لئے آگئے اِن میں عبدالرحمان بن اَسود اور مسور بن مخرمہ بھی تھے۔

"وَكَانَتْ اَرَقَّ شَیْءٍ عَلَیْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

حضرت عائشہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ انتہائی مہربانی فرمایا کرتی تھیں۔

حضرت ابن زبیر نے موقعہ غنیمت جانا اور

"فَاسْتَشْفَعَ بِرِجَالٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَ بِاَخْوَالِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

حضرت عائشہؓ تک رسائی کے لئے قریش کے چند اکابرین اور حضور کے ننہالی رشتہ کے بزرگوں کو وسیلہ بنایا۔ جب اِن عزیز ترین اور قابل اِحترام ہستیوں نے سفارش کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی بات مان لی، اور ابنِ زبیر سے بولنے کا وعدہ کرلیا۔ (اِسلام میں وسیلہ کا تصور صفحہ ۱۸ صفحہ ۱۹ صفحہ ۲۰)

پتہ چلا کہ جب ابن زبیر سے سیدہ کسی طرح بھی رَاضی نہ ہوئیں تو اُنہوں نے ان کو منانے کے لئے رسول اللہ علیہ السلام کے رشتہ داروں کا وسیلہ پکڑا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مان گئیں۔

انبیاء صدیقین شہداء صالحین وسیلہ ہیں:

بعینہٖ اِسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور اسے رَاضی کرنا ہو تو پھر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کو وسیلہ بنائیں گے۔ نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ رَاضی ہو جائے گا۔

آدم علیہ السلام اور وسیلہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے آدم علیہ السلام کو منع فرمایا کہ دَرخت کے قریب نہ جانا اور جب وہ چلے گئے تو میں نے ان کو زمین پر بھیج دِیا۔ وہ بہت رَونے لگے۔ کتب میں لکھا ہے کہ ساڑھے تین سو سال تک روتے رہے مگر توبہ قبول نہ ہوئی بالآخر۔

"فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ" (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۷)

"پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات تو اللہ نے اُن کی توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا"۔

وہ کلمات کیا تھے؟

وہ کلمات کون سے تھے اِس کے متعلق شاہ عبدالعزیز تفسیر فتح العزیز میں اور طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم نے ابونعیم نے اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

"اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ غَفَرْتَ لِیْ ط"

"اے مولا میں تجھ سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے"۔

حق تعالیٰ نے اِن کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمد کو تو نے کہاں سے جانا عرض کیا میں نے عرش پر تیرے نام کے ساتھ ان کا نام دیکھا تھا۔

فرمایا: اے آدم محمد سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہے اور تیری اولاد میں سے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔ (تفسیر عزیزی جلد نمبر ا ص ۱۱۶)

اور صاحب روضۃ الشہداء نے لکھا ہے کہ آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

پنجتن کا واسطہ

"اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَحُسَیْنٍ اَنْ غَفَرْتَ لِیْ ط (روضۃ الشہداء اوّل ص ۴۲)

"یا اللہ! پنجتن پاک کا واسطہ مجھے معاف فرما"

اور دیگر کتب میں یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ!

چاروں کا واسطہ:

"بِحُرْمَتِ اُولٰٓئِكَ الْاَشْبَاحِ الْخَمْسَةِ الَّذِیْنَ فَضَّلْتَهُمُ الْاٰنَ عَلَیَّ فَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ۝" (الریاض النضرہ اوّل صفحہ ۵۱)

"الٰہی اِن پانچوں اشباح کی حرمت سے کہ جنہیں تو نے فضیلت عطا فرمائی ہے میری توبہ قبول فرما"۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

حضرات یہ پانچ کون تھے۔

یہ پانچ تھے: حضور علیہ السلام۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (الریاض النضرہ اوّل صفحہ ۵۱)

حضرات گرامی!

ہم آدمؑ کی اُولاد ہیں اور آدم علیہ السلام ہمارے باپ حلالی، اولاد وہ ہوتی ہے کہ جو باپ کے نقش قدم پر چلے۔ باپ تو آل واصحاب کا وسیلہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کرے اور اولاد شرک کا فتویٰ دے۔ معلوم ہوتا ہے آدم کی اُولاد ہی نہیں۔

حضور علیہ السلام کا وسیلہ:

قرآن کریم میں موجود ہے کہ

"وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا"

(پارہ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۹)

"اور وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر آپکے وسیلہ سے"۔

حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے قبل جب کبھی یہودی کفار ومشرکین سے جنگ کرتے اور ان کی فتح کے ظاہری امکانات ختم ہو چکتے تو اُس وقت وہ تورایت کے سامنے رکھ کر وہ مقام کھولتے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کا ذکر ہوتا وہاں ہاتھ رکھتے اور ان الفاظ سے دُعا کرتے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِیِّكَ الَّذِیْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تَبْعَثَهٗ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْیَوْمَ عَلٰی عَدُوِّنَا فَیَنْصُرُوْنَ"

(رُوح المعانی قرطبی بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۷)

"اے اللہ ہم تجھے تیرے اس نبی کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں"

جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے آج ہمیں اپنے دُشمنوں پر فتح دے تو حضور پرنور کے صدقے اللہ تعالیٰ انہیں فتح دیتا"۔

عظمتِ رسالت ؐ سے بے بہرا:

عظمتِ رسالت ؐ سے کتنے بے بہرا ہیں وہ ملوانے جو ہمیں نبی کریم علیہ السلام کا اور اَولیائے کاملین کا صدقہ رَب سے مانگنے پر مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں، حالانکہ اِن یہودیوں کی طرح وہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے صدقہ سے خدا سب کچھ عطا فرماتا ہے۔

اَعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

؎ وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہؑ کو حاجت رسول اللہؐ کی

وہ لوگ کلمہ نہ پڑھتے تھے اور سرکار کا صدقہ مانگتے تھے، یہ لوگ کلمہ تو پڑھتے ہیں لیکن سرکارؐ کے وسیلہ کے انکاری ہیں۔

؎ اور تم پر میرے آقاؐ کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ:

سرکارِ دوعالم علیہ السلام کے ایک نابینا صحابی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے سامنے بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا:

"اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ"

میرے لئے عافیت کی دُعا فرمائیے (کہ اللہ مجھے بینائی دے)

فرمایا: "اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ"

"اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دُعا کردُوں اور اگر تو چاہے تو صبر کرے وہ تیرے لئے بہتر ہے"۔

عرض کیا آپ دُعا ہی فرمادیں۔

فرمایا: وضو کر کے اچھی طرح۔ پھر یہ دُعا کرو۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ[1] اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ" (جامع الترمذی الجزء الثانی صفحہ ۱۹۷)

"اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو کہ نبی رحمت ہیں"۔

یا رسول اللہ میں اپنی اِس حاجت میں آپ کے وسیلے سے اپنے رَبّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ پوری کردی جائے۔

یا اللہ میرے حق میں نبی اکرم کی شفاعت کو قبول فرما"۔

یہ نابینا صحابی دُعا سیکھ کر مسجد میں گئے اَور اَچھی طرح وضو فرما کر بڑے خشوع و خضوع سے یہ دُعا کی اَور جب وَاپس دربارِ رسالت میں پہنچے تو دونوں آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔

؎ ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے دَرؐ سے
اِک لفظ "نہیں" ہے کہ تیرے لب پہ "نہیں" ہے

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یہ دُعا یاد رکھی اور موقع آنے پر اِس سے اِستفادہ حاصل کیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے دُور میں ایک نادار شخص روزانہ دَربارِ خلافت میں جاتا مگر آپ اپنی مصروفیت کی وجہ سے اِس پر توجہ نہ دیتے۔ وہ اِتنا پریشان تھا کہ اِسے فوری توجہ کی ضرورت تھی مگر آپ کی عدم توجہ اُس کے لئے بڑی شکستہ دِلی کا

[1] لفظ بِکَ مخاطب کی ضمیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صحابی نے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ کہا ہوگا پرانی کتابوں میں یا محمد کا لفظ موجود ہے مگر مکتبہ مجیدیہ اور فاروقی کتب خانہ چونکہ دیوبندیوں کا ہے اس لئے یہ کتابوں سے یا محمدؐ یا رسول اللہ کا لفظ کاٹ کر اہلسنت کو دھوکہ دینے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

باعث بنتی اور روزانہ اَیسے ہی رنجیدہ خاطر ہو کر لوٹ جاتا۔

ایک دِن حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ملاقات ہوئی۔ اس کی پریشانی کا سبب پوچھا تو اُس نے سارا واقعہ سنا دیا۔

حضرت عثمان بن حنیف نے اِس کو یہی دُعا تعلیم فرمادِی وہ جب وضو کر کے پورے خشوع وخضوع سے مسجد میں یہ دُعا مانگ کر دَربارِ عثمانی میں حاضر ہوا تو فوراً حضرت عثمان متوجہ ہوئے اور سب کام چھوڑ کر اُسی سے معذرت کرتے ہوئے اس کا کام کر دیا۔

(مجمع الزوائد جلد دوم صفحہ ۲۷۹)

ثابت ہوا:

اِس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے وَصال[۱] کے بعد اَب بھی حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے دُعا کرنی جائز ہے اور اِس سے کماحقہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

بیت جائیں گے دِن زِندگی کے
ہم بھی منگتے ہیں تیریٰ گلی کے
تیرےؐ صدقے سے کیا کیا نہ پایا
تیرےؐ دَر سے ملا کیا نہیں ہے

حضرت عباسؓ کے وسیلہ:

۱۷ ہجری حضرت فاروقِ اعظمؓ کی خلافت کا دَور تھا کہ حضرت کعب اَحبار رضی اللہ عنہ، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت عالی مرتبت میں حاضر ہوئے اَور عرض کیا۔ حضور قحط سالی کی وجہ سے عوام میں سخت اضطراب ہے بھوک اور مایوسی کی وجہ سے لوگ بے چین ہیں۔ بارش کی ضرورت ہے۔

"یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کَانُوْا اِذَا اَصَابَهُمْ مِثْلَ هٰذَا اِسْتَسْقُوْا بِعَصَبَةِ الْاَنْبِیَآءِ" (اَلِاستعاب جلد سوم صفحہ ۹۸)

[۱] دورِ عثمانی تک نبی کریم علیہ السلام کی وفات کو تیسری دھائی لگ چکی تھی۔

"اَے اَمیر المومنین بنی اِسرائیل میں یہ دستور تھا کہ جب اِس قسم کا قحط نمودار ہوتا تو وہ انبیاء کرام کے خاندان کے وسیلہ سے بارش کی دُعا کیا کرتے تھے"۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا:

ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا محترم اور بنو ہاشم کے سربراہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، موجود ہیں جو سرکارِ دوعالم علیہ السلام کو اپنے والد کی طرح عزیز تھے اِس لئے ہم اُن کے وسیلہ سے دُعا کریں گے، یہ سوچ کر آپ حضرت عباسؓ کے پاس گئے اَور ان کو دُعا کے لئے آمادہ کیا۔

دُوسرے روز لوگ اکٹھے ہوئے منبر بچھا دِیا گیا۔ حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اَپنے پاس منبر پر بٹھالیا اَور یوں دُعا کی۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ۝"
(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۱۳۸)

"اے اِلٰہ العالمین ہم تیرے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا فرمایا کرتا تھا اَور ہم اَب تیرے پیارے نبیؐ کے پیارے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما۔ پس بارش عطا کی گئی۔

پھر حضرت عباسؓ سے کہا آپ بھی دعا کریں۔

حضرت عباسؓ نے یوں دُعا فرمائی۔

اَے خدا بے شک بادل بھی تیرے پاس ہے اور پانی بھی ان بادلوں کو پھیلا دے پھر ہم پر بارش نازل فرما۔ جڑوں کو مضبوط شاخوں کو ... اور پیتا ... وُدو ... کے لئے ... فرما دے۔

اَے اللہ تو گناہوں کے سبب ... نازل ... تا ہے ... توبہ سے اِن کو ... فرما ...

ہے، اِس وقت لوگ میرے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہیں ہمیں بارش سے سیراب فرما۔

اَے اللہ ہمارے اَہل وعیال اَور خود ہمارے حق میں ہماری شفاعت قبول فرما''۔

(اَحیاء العلوم جلد اوّل صفحہ ۳۱۶)

چنانچہ اِس دُعا کی برکت سے آسمانوں نے اَپنے دھانے کھول دِیئے پہاڑوں کی طرح بادل چھا گئے یہاں تک کہ ٹیلوں کے گڑھے بھر گئے زمین سرسبز ہوگئی اَور لوگوں نے سُکھ کا سانس لیا۔

فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھٰذَا وَاللّٰہِ الْوَسِیْلَۃُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَالْمَکَانُ مِنْہُ، (استیعاب جلد سوم صفحہ ۹۹)

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، وسیلے کی برکت سے دُعا کے فوری اثرات دیکھ کر بے ساختہ فرمایا کہ

بخدا اللہ کے دَربار میں وسیلہ اِسی کو کہتے ہیں اَور مرتبہ اِسی چیز کا نام ہے۔ حضرت عباسؓ کی یہ فضیلت وکرامت دیکھ کر لوگوں نے دیوانہ وَار آپ کو چومنا شروع کردیا۔

اَعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر اَبر رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے وَالے
چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانیوالے
میرا دِل بھی چمکا دِے چمکانے والے!

حضرات محترم!

آج اُلٹی گنگا بہتی ہے ایک طرف تو یہ مُلاں کہتے ہیں کہ ہم سپاہ صحابہؓ ہیں۔ ہم صدیقی اَور فارُوقی ہیں۔

دوسری طرف وَسیلہ سے مانگنے وَالے کو مشرک کہتے ہیں۔ عجیب تماشہ ہے کہ اَپنے آپ کو سُنی کہلواتے ہیں اَور شرک کے فتوے دِے کر دورنگی چال بھی چلتے ہیں۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں!

عوامِ اَہلسنّت کو ان کی دَغابازیوں اَور دورَنگیوں کو بھانپ کر ان سب بچنا چاہیے۔

حضرت صائم چشتی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم نوچ ڈالیں!
فریب سراپا نقابیں تمہاری
یا پھر خود تمہیں اہلسنّت کا پردہ
رُخِ نجدیت سے ہٹانا پڑے گا

سامعین محترم!

سپاہِ صحابہؓ دَراصل وُہ ہیں جو صحابہ کرامؓ کے عقائد کو دِل وجان سے تسلیم کرتے ہیں اَور وہ اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اَنبیاء واَولیاء کا وسیلہ ضروری ہے۔

اَللہ وَالوں کا وسیلہ دینی دُنیاوی برکات کا سبب ہے جیسا کہ حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ، نے خود بھی حضرت عباسؓ عم رُسول اللہ کا وسیلہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا اَور ان سے بھی کروایا۔

دُعا فوراً قبول بھی ہوئی۔

اِس وَاقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دُعا کروانا سُنّت فارُوقی ہے اَور ایسی دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔ جو بزرگوں سے کروائی جائے۔

عاشقِ مدینہ الحاج علامہ محمد یوسف نگینہ کہتے ہیں:

ولیاں تے نبیاں دے دَر تے
مقبول دُعاواں ہُندیاں نے
ہڑ وگدے نے جد اَشکاں دِے
فیر معاف خطاواں ہُندیاں نے

وسیلے سے مراد بیعتِ مرشد ہے:

ضیاءُ الاُمّت حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمت فرماتے ہیں:

اِیمان، نیک اعمال، پیروی سُنّت اُور گناہوں سے بچنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اُور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اُور ذریعہ ہیں اُور مرشد کامل جو اَپنی رُوحانی توجہ سے اَپنے مُرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار دے، دِل میں یادِ الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے اِس کے وسیلہ ہونے میں کون شُبہ کر سکتا ہے۔

کاملینِ اُمّت نے اَیسے مُرشد کی تلاش میں سینکڑوں ہزاروں کوس کی مسافت کو پا پیادہ طے کیا ہے اُور ان کی رَہنمائی اُور دستگیری سے آسمانِ معرفت وحکمت پر مہر و ماہ بن کے چمکے ہیں۔

شاہ وَلی اللہ محدّث دَہلوی:

حضرت شاہ وَلی اللہ رَحمت اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اِس آیت میں وسیلہ سے مُراد بیعت مُرشد ہے۔ (قولِ جمیل)

مولوی اسماعیل دہلوی:

اِسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل دہلوی کو بھی لکھنا پڑا

''اَہلِ سلوک اِیں آیت رَا اشارت بسلوک می فہمند و وسیلہ مُرشد رَا مے دَانند پس تلاشِ مُرشد بنا بر فلاحِ حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مُجاہدہ ضروری ست و سُنّت اللہ بر ہمیں منوال جاریست لہٰذا بدون مُرشد رَاہ یابی نادر اَست''۔ (صراطِ مستقیم)

''یعنی سالکانِ رَاہِ حقیقت نے وسیلہ سے مُراد بیعت مُرشد لیا ہے پس حقیقی کامیابی وکامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ دریافت سے پہلے تلاش مُرشد اَز بس ضروری ہے اُور اَللہ تعالیٰ نے سالکانِ رَاہِ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اِسی لئے مُرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے''۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے رُوم!
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد! (رُومیؒ)

دمِ عارف نسیمِ صُبحدم ہے — اِسی سے ریشۂ معنیٰ میں نم ہے
اگر کوئی شُعیب آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے (اقبالؒ)

(تفسیر ضیاءُ القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۶۶)

حضراتِ محترم!

اِس تفسیر سے معلُوم ہوا کہ اِنسان کو خدا تک پہنچنے کے لئے دُشوار گزار جن رَاستوں سے پالا پڑتا ہے اُن سے کامل طور پر نکل جانے کے لئے بیعت مُرشد ضروری ہے۔

اِسی لئے کسی عاشق نے کہا:

ایہہ منزلاں بیرا اَوکھیاں نے
میں تے تڑپیا تیرے سہارے تے
میرا خیال رکھیں ہر منزل تے
جدوں ڈولاں سامنے توں ہوویں

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم:

مولانا رُوم اَپنے شاگردوں کو درس ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت شاہ شمس تبریزی اُدھر سے گزرے اور اُن سے پوچھا۔

اِیں چیست۔ یہ کیا ہے:

مولانا نے کہا:

''اِیں قال اَست تراز قال چہ کار اَست''
''یہ قال ہے تجھے قال سے کیا کام ہے''

حضرت شاہ شمس تبریزی رَحمتہ اللہ علیہ نے تمام کتابیں اُٹھائیں اُور حوض میں ڈال دیں۔

مولانا نے پوچھا: باباجی۔

اِیں چیست۔ یہ کیا ہے؟

''فرمایا: اِیں حال اَست تراز حال چہ راَست''۔

یہ حال ہے، تجھے، حال سے کیا کام ہے؟

مولانا رُوم پریشان ہوگئے کہ میری ساری زیست کا سرمایہ، اِس بزرگ نے حوض میں ڈال دِیا ہے۔

حضرت شاہ شمس تبریزی نے کتابیں حوض سے نکال کر سامنے رَکھ دِیں۔

جب مولانا نے دیکھا تو کتابیں ایسے ہی خشک تھیں کہ جیسے پانی میں ڈالی ہی نہ ہوں۔ تب مولانا رُوم حضرت شاہ شمس تزیزی کے مُرید ہوئے اَور عرض کیا:

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم
تا غلام شمس تبریزی نہ شُد!
ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شُد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شُد

مولانا روم ہرگز مولوی نہ ہوسکا جب تک حضرت شمس تبریزی کا غلام نہ ہوا۔ کوئی چیز خود بخود چیز نہیں بن سکتی۔ کوئی لوہا خود بخود تلوار نہیں ہوسکتا۔ لوہا لوہار کے ہاتھ میں جائے گا وہ اُسے بھٹی میں آگ کر کے نرم کرے گا پھر کاریگر اسے تلوار بنائے گا۔ ایسے ہی انسان بھی کسی مرشد کامل کے ذکر وفکر کی بھٹی میں جل کر نرم ہوگا تو اسے درجہء ولایت ملے گا۔

حضرت شاہ شمس تبریزؒ نے فرمایا:

قال رَا بگزار مرد حال شو!
پیش مردے کا ملے پامال شو

اِس قال کی دُنیا کو چھوڑ اَور صاحب حال ہو جا۔ اَور کسی اَللہ کے مردِ کامل کے سامنے پامال ہوجا۔

جد تک عاجز کنگھی وانگوں آرے ہیٹھ نہ آوے
یار سجن دیاں زُلفاں تائیں کیونکر اُنگ لگاوے

اِس لئے مُرشدِ کامل کا وسیلہ ضروری ہے۔

اَعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رَحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضرت اِمام رَازی علیہ الرّحمتہ:

جب امام فخر الدّین رَازی رَحمتہ اللہ علیہ کا وقت نزع آگیا تو اُن کے پاس شیطان آ گیا اَور کہنے لگا۔

اَے رازی کیا تم نے خدا کو ایک مانا ہے۔

فرمایا: بے شک خدا ایک ہے۔

کہا۔ اِس پر دلیل؟

آپ نے دلیل دی' اُس نے رَد کر دِی۔ حتیٰ کہ تین سو ساٹھ دَلیلیں دیں، شیطان نے توڑ دِیں، اَب آپ سخت پریشان ہوئے کہ کیا کیا جائے تو آپ کے پیر کامل حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ جو کہیں دُور دَراز تشریف فرما تھے۔ آواز دِی۔

''رَازی کیوں نہیں کہتے کہ بغیر دَلیل کے خدا کو ایک مانتا ہوں''۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد چہارم صفحہ ۳۸۹)

حضراتِ گرامی!

حضرت اِمام رَازی وہ شخصیت ہیں کہ جن کے متعلق مولائے روم نے فرمایا کہ:

گر با ستدلال کارے دیں بدے
فخر رَازی رَاز دَارِ دِیں بدے

اگر صرف دلائل سے دِین کا کام چلتا تو فخر الدین رَازی دِین کا رَاز دَاں ہوتا۔ مگر مرشد کامل کے بغیر ان کا بھی گزارا نہ ہوا۔

اگر مرشد کامل نہ ہوتے تو قریب تھا کہ رَازی مرتد ہوجاتے۔

بناں مرشد کامل دے سالک
کتے عشق دا راہ نہ مل بیٹھیں
اِس راہ دے وِچ شیطان جہیاں
کئی ہور بلاواں ہندیاں نے

اَپنے جسم پر ہی غور کیجئے:

حضراتِ محترم!

آپ اَپنے بدن پر ہی غور فرمالیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ دِیئے	پکڑنے کا وسیلہ
آنکھیں دیں	دیکھنے کا وسیلہ
کان دِیئے	سننے کا وسیلہ
دَھن دیا	چکھنے کا وسیلہ
زبان دِی	بولنے کا وسیلہ
پاؤں دِیئے	چلنے کا وسیلہ

حالانکہ اس کی شان تو یہ ہے کہ

"اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۰)

"بے شک اَللہ ہر چاہت پر قادر ہے"۔

جو چاہے اُسے بالفعل کرنے پر قادر ہے۔

غور کیجئے اَور سوچیے۔

اگر اللہ چاہتا تو۔ بغیر ہاتھوں کے پکڑا سکتا تھا۔ وہ اِس پر قادر ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو۔ بغیر آنکھوں کے دِکھا سکتا تھا۔ وہ اِس پر قادر ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو۔ بغیر کانوں کے سنوا سکتا تھا۔ وہ اِس پر قادر ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو۔ بغیر منہ کے چکھوا سکتا تھا۔ وہ اِس پر قادر ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو۔ بغیر زبان کے بلوا سکتا تھا۔ وہ اِس پر قادر ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو۔ بغیر پاؤں کے چلوا سکتا تھا۔ وہ اِس پر قادر ہے۔

پھر پکڑنے کے لئے ہاتھ	کیوں دیئے؟
دیکھنے کے لئے آنکھیں	کیوں دِیں؟
سننے کے لئے کان	کیوں دِیئے؟
چکھنے کے لئے منہ	کیوں دِیا؟
بولنے کے لئے زبان	کیوں دِی؟
چلنے کے لئے پاؤں	کیوں دِیئے؟

اِسی لئے کہ وسیلہ کی اَہمیت اُجاگر ہو جائے۔

جو اِنسان وسیلہ کا قائل نہیں، اُسے چاہیے:

بغیر ہاتھوں کے پکڑے۔

بغیر آنکھوں کے دیکھے۔

بغیر کانوں کے سنے۔

بغیر منہ کے چکھے۔

بغیر زبان کے بولے۔

بغیر پاؤں کے چلے۔

اَیسا نہ ہوا۔ نہ ہو سکتا ہے۔

کیونکہ یہ سب کچھ وسیلہ کے خلاف ہے اَور خلافِ فطرت ہے۔

وسیلہ فطرت کے موافق ہے۔

غور کیجئے!

نکاح وسیلہ ہے:

اگر بغیر نکاح کے وسیلہ کے اَولاد ہو تو حلالی نہیں، نکاح کے وسیلہ سے اَولاد حلالی

ہوتی ہے اس لیے وسیلہ فطرت کے موافق ہے۔ وسیلہ مشیت ایزدی کا تقاضہ ہے۔

وسیلہ مومنوں کا شعار ہے۔

وسیلہ مرضی پروردگار ہے۔

اللہ تعالیٰ وسیلہ پکڑنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

چوتھا خطبہ

فضائل تبرکات

لے جاؤ ایہہ کُرتا میرا منہ پدر تے پائیو!

مُڑ بینائی واپس آوے وِیکھ لیو ازمائیو!

خطبہ:

حَمِدْتُ اللّٰهِ رَبِّیْ وَصَلَّيْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ
نَبِیٍّ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ
الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٥
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضراتِ گرامی!

آج کے خطبہ جمعہ میں انشاء اللہ العزیز بزرگوں کے تبرکات کی برکت پر قرآن و حدیث کی روشنی سے بیان کیا جائے گا۔

ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٥
(پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۱۵)

"پس جب (بڑے اصرار سے) اُسے (یوسف کو) لے گئے اَور سب نے یہی طے کر لیا کہ اِسے کسی گہرے تاریک کنویں میں ڈال دیں اَور (عین اُس وقت) ہم نے اُسے وَحی کی (گھبراؤ نہیں) تم ضرور اِنہیں آگاہ کرو گے ان کے اِس فعل پر اَور وہ نہیں سمجھے"۔

حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی قمیص:

حضراتِ محترم!

اِس آیت کے تحت تفسیر مدارک۔ رُوح۔ البیان۔ خازن اور کبیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ بھیجا تو اُن کے گلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قمیص تعویذ بنا کر ڈال دِیا تا کہ محفوظ رہیں۔ (جاء الحق جلد اوّل صفحہ ۳۷۰)

معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے نزدیک حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا قمیص، حضرت یوسف علیہ السلام کو بچا سکتا تھا۔

اِسی لئے اِن کے گلے میں ڈالا۔

وُہی قمیص کنویں میں پہنائی گئی:

پھر جب پروگرام کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو اِس تاریک کنویں میں ڈال دِیا گیا تو رَسّی کاٹ دِی گئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام ایک پتھر پر بیٹھ گئے جو پانی کے اُوپر تھا تو اُس وقت

"فَجَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْرَجَهٗ وَاَلْبَسَهٗ"
(تفسیر کشاف جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۴۹)

"پس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اَور قمیص نکال کر ان کو پہنا دی"۔

کھاری کنواں میٹھا ہو گیا:

حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کنویں میں پھینکا گیا اس کا پانی کڑوا تھا۔

"کَانَ مَآءُهٗ مِلْحًا فَعَذُبَ حِیْنَ اُلْقِیَ یُوْسُفُ فِیْهِ"

(تفسیر نسفی جلد دوم صفحہ ۱۶۵)

''اِس کنویں کا پانی کڑوا اَور نمکین تھا جب آپ کو اُس میں ڈالا گیا تو آپ کی برکت سے وہ پانی میٹھا ہو گیا''۔

؎ برکت لب سجھ کے پانی شیریں ہویا وچہ دَم دے!
آب صفا پر لذت ہویا برکت نال قدم دے

یوسف دِی خوشبویوں اِس دِی دُور ہوئی بدبوئی
وانگ چراغ بدن دِے نُوروں جا گہ روشن ہوئی

معلوم ہوا۔ بزرگوں کے وجود۔ ان کے تبرکات میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہوئی ہے۔ اِن کے کُرتے آفات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اَوران کے وجود کی برکت سے کھاری کنویں میٹھے ہو جاتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا لعاب دَہن:

حضرت یوسف علیہ السلام کے وجود سے کھاری کنواں میٹھا ہوا۔ مگر ہمارے آقا کے لعاب دہن مبارک سے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

؎ جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنیں
اِس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام!

تبرک کا ایک دو واقعہ عرض کرتا ہوں۔

کڑوے کنویں میٹھے ہو گئے:

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک کنواں تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس میں اَپنا لعاب دَہن شریف ڈالا تو وہ اَیسا میٹھا ہوا

کہ سارے مدینہ میں اس سے شیریں تر اَور کوئی کنواں نہ تھا۔

(اَنوار المحمدیہ للنبھانی صفحہ ۲۶۲)

ایک مرتبہ چند لوگ آئے حضور علیہ السلام سے شکایت کی کہ اِن کے کنویں کا پانی کڑوا ہے۔ حضور خود ان کے ساتھ تشریف لے گئے آپ نے کنویں پر کھڑے ہو کر تھوڑا سا آب دَہن شریف کنویں میں ڈالا کنویں کے پانی میں پرشورِ جوش ہوا پانی کی کڑواہٹ زمین میں چلی گئی۔ اَب تک اِس کنویں کا پانی میٹھا ہے۔ لوگ پیتے ہیں یہ کنواں آج تک ان لوگوں کی اَولاد کی ملکیت ہے۔ (شرف النبی صفحہ ۱۶۳۔ صفحہ ۱۶۴)

دَربارِ عالیہ علی پور سیداں شریف:

آج تک دَربارِ عالیہ علی پور سیداں شریف میں وہ کنواں موجود ہے جس میں میرے دَادا مرشد سرکارِ لاثانی علی پوری علیہ الرحمۃ نے اَپنا لعاب شریف ڈالا تھا اس کا پانی نہایت شیریں اَور کئی اَمراض کی شفاء ہے۔

سرکار نے خود فرمایا تھا جو یہاں سے پیئے گا اللہ تعالیٰ اُسے شفایاب فرمائے گا۔

حضراتِ محترم! بات اس قمیص کی ہو رہی تھی جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اور پھر حضرت جبرائیلؑ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنائی۔

توجہ فرمائیں! اِدھر یہ قمیص ان کو پہنائی گئی۔ اور

بینائی ختم ہو گئی:

اُدھر حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رو رو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں سے بینائی جاتی رہی۔

"وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ"

(پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۴)

؎ جے توں بڑیاں دَرداں والا تے میں وی نہیں دَرددوں خالی!
لگے نے زخم جدائیاں وَالے سال گئے ہو چالی

لے جاؤ ایہہ کُرتا میرا:

حضراتِ گرامی!

ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بتایا گیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں سے بینائی ختم ہوگئی ہے تو فرمایا:

"اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا o"

(پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۹۳)

"میرا یہ پیراہن لے جاؤ اور ڈالو اسے میرے باپ کے چہرے پر وہ بینا ہو جائیں گے"۔

(یعنی جو قمیص اس وقت زیب تن فرمائی ہوئی تھی وہ اُتار کر دی اور فرمایا) لے جاؤ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر رکھ دو ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔

(ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۴۵۵)

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لے جاؤ ایہہ کُرتا میرا منہ پدرتے پائیو!

مڑ بینائی واپس آوے دیکھ لیو ازمائیو!

مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے:

حضراتِ گرامی! ادھر کُرتا لے کر روانہ ہوئے اُدھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی باذنِ الٰہی مہرِ خاموشی توڑ دی اور فرمانے لگے۔

"اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنَ o"

(پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۹۴)

"میں تو یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بیوقوف خیال نہ کرو"۔

(ترجمہ ضیاء القرآن)

یعنی اگر تم یقین کرو اور مجھے نادان، مخبوط الحواس نہ کہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ آج مجھے اپنے یوسف بیٹے کی خوشبو آرہی ہے۔

عارف باللہ! حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابھی قافلہ آٹھ دن کی مسافت پر تھا کہ آپ کو حضرت یوسف کی خوشبو آنے لگی۔ (ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۴۵۶)

آپ کے سارے بیٹے تو مصر گئے ہوئے تھے۔ گھر میں جو بہو بیٹیاں یا پوتے پوتیاں تھیں اُنہوں نے کہا بابا جی رہنے دیجئے آپ کو تو ہر وقت یوسف کے خواب ہی آتے رہتے ہیں جس خوشبو کا آپ ذکر کر رہے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ o

(پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۹۵)

"گھر والوں نے کہا بخدا آپ اپنی اس پرانی محبت میں مبتلا ہیں"۔

ترجمہ کنز الایمان، ایمان کی جان:

حضراتِ گرامی! سورۃ الضحیٰ کی آیت

"وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى o" (پارہ ۳۰ سورۃ والضحیٰ آیت نمبر ۷)

کا ترجمہ یہ کرنے والے کہ مَعاذ اللہ آپ کو گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اس مندرجہ بالا آیت کو سامنے رکھیں اور پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کریں تاکہ ایمان تازہ ہو۔

اِس آیت میں ضلالك کا معنیٰ ہے "محبت" اسی طرح ضالاً کا معنیٰ اعلیٰ حضرت نے محبت فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں، اور آپ کو اپنی محبت میں وَارفتہ پایا اور اپنی طرف راہ دی۔

یہی معنیٰ دُرست ہے جس کی تائید آیت مندرجہ بالا سے ہوتی ہے کہ "آپ اپنی اسی پرانی محبت میں مبتلا ہیں"۔

ے زندہ یاد اَے مُفتی اَحمد رَضا خاں زِندہ باد!

اِسی ترجمہ سے عشق رسولؐ کی خوشبو آ رہی ہے۔

میاں محمد صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ے دَرد منداں دے سُخن محمد دِین گواہی حَالوں!

جس پلّے پھل بدھے ہوون آوے باس رُو مالوں

بینائی واپس آ گئی:

اِدھر جب قافلہ پہنچا تو آنیوالے نے اطلاع دِی۔

"فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۝"

(پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۹۶)

"پس جب آ پہنچا سنانے والا تو خوشخبری سنائے وَالا اس نے ڈالا وہ پیراہن آپ کے چہرہ پر تو وہ فوراً بینا ہو گئے"۔

حضراتِ محترم!

یہ کوئی قِصّہ کہانی نہیں ہے۔ کسی مُلاں کی کتاب کا حوالہ نہیں ہے۔ کسی ڈائجسٹ کی بات نہیں ہے۔

یہ قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ ہے۔

مُلاں کہتا ہے۔ تبرکات میں کیا رکھا ہے۔ وُہ بھی صحیح کہتا ہے کیونکہ اس کے ہاں کوئی بزرگ آیا ہو تو تبرک ہو اُسے کیا معلوم کہ تبرکات میں کیا ہوتا ہے۔ تبرکات کی بات تو وہ کریں جو قرآن وحدیث پڑھیں۔

معزز سامعینِ کرام!

بات کُرتے کی ہو رہی تھی۔

ملاحظہ کیجیے سرکار دو عالم علیہ السلام کے جُبّہ مبارک کی برکت۔

حضور علیہ السلام کا جُبّہ مبارک:

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا، کی ہمشیرہ اَور حضرت زبیرؓ کی زوجہ، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما، کی وَالدہ حضرت اسماء کے پاس سرکار اَبد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک جُبّہ مبارک تھا جو حضرت عائشہ کے توسط سے اِنہیں ملا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت اسماء نے وہ جُبّہ نکال کر اہل نظر کو دکھایا وہ پارسی چادروں کا بنا ہوا تھا جس کے گریبان پر دیباج کی پٹی لگی ہوئی تھی۔ اِسی طرح اس کے کنارے دیباج (ریشم کی ایک قسم ہے) کے دَھاگے سے کڑھے ہوئے تھے۔

حضرت اسماء نے بتایا کہ

"كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى وَ نَسْتَشْفِيْ بِهَا"

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۴)

"یہ جُبّہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس تھا جب اِن کا وصال ہوا تو میں نے لے لیا۔ اُسے حضور علیہ السلام پہنا کرتے تھے۔ اِس لئے ہم اسے دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں اَور اِس کے وسیلہ سے شفا حاصل کرتے ہیں"۔

حضراتِ گرامی!

اِس حدیث پاک میں بھی حضور علیہ السلام کی قمیص مبارک سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے۔

حضرت اُویس قرنی:

منقول ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہؓ نے عرض کی کہ آپ کا مرقع کس کو دِیا جائے۔ آپ نے فرمایا:

اُویس قرنی کو۔ اُسے میرا سلام کہنا اَور یہ مرقع دے کر کہنا کہ یہ حضورؐ نے تمہارے

لئے اَرسال فرمایا ہے اَور وصیّت فرمائی ہے کہ میری اُمّت کے لئے دُعا فرمائیں۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۹)

جناب فارُوقِ اعظمؓ اَور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرت اُویس قرنی کے پاس گئے اَور اُن سے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ!

آپ نے جواب سلام عرض کیا تو فارُوقِ اعظمؓ نے پوچھا:

آپ کا نام کیا ہے۔ کہا: عبداللہ!

فرمایا: ہم سب عبداللہ یعنی اللہ کے غلام ہیں اَپنا خاص نام ارشاد فرمائیں:

جواب دیا: اُویس

فرمایا: اَپنا دَایاں ہاتھ دِکھائیں؟

تب آپ نے اَپنا دَایاں ہاتھ دِکھایا جو نشان جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اُس کو دیکھ کر جناب فاروقؓ نے فرمایا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے اَور اَپنا مرقع تم کو اَرسال فرمایا ہے اَور وصیت فرمائی ہے کہ میری اُمّت کے لئے دُعا فرمائیں۔

آپ نے فرمایا کہ اَے عمرؓ تم مجھ سے بہتر دُعا کر سکتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے جواب دِیا کہ میں بھی یہی کام کرتا ہوں۔ آپ حضورؐ کی وصیّت بجالائیں۔

اُویس نے کہا کہ اَے عمرؓ شاید کوئی اَور اُویس ہے جس کو وصیّت دِی گئی ہو؟۔ فارُوقِ اعظمؓ نے فرمایا۔ نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ہی کا نِشان دِیا تھا جو نشان اُنہوں نے فرمایا تھا وہ نشان ہم نے دیکھ لیا ہے۔

اِس کے بعد حضرت اویس نے کہا:

اَچھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس لاؤ تا کہ میں دُعا کروں۔

یہ کہہ کر حضور علیہ السلام کا مرقع لے کر ذرا فاصلے پر جا کر سر بسجود ہو گئے اَور عرض کیا کہ خدا میں اُس وقت تک تیرے حبیب کا مرقع نہ پہنوں گا جب تک تو ساری اُمّت کو نہ بخش دے کیونکہ جناب رسالت مآب نے اُمّت کو میرے حوالے کیا ہے۔

آواز آئی کہ

چند آدمیوں کو تیری خاطر بخش دیا۔

آپ نے پھر عرض کی کہ میں سب کو بخشانا چاہتا ہوں اِسی قیل و قال میں جب سفارش کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی تو حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے۔

حضرت اُویس نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

کاش تم لوگ ذرا اَور صبر کرتے تو میں ساری اُمّت بخشوا لیتا۔ کیونکہ میں نے جناب باری میں عرض کی تھی کہ جب تک تو ساری اُمّت کو نہ بخشے گا میں یہ مرقع نہیں پہنوں گا۔

بعد اَزاں حضرت اُویس نے وہ مرقع پہن لیا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۰ صفحہ ۱۹)

حضراتِ محترم!

نبی اکرم علیہ السلام کے جُبّہ مبارک کو وسیلہ بنا کر دُعا کرنے کا حکم خود نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اَور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ، نے اِس جُبّے کے وسیلہ سے اُمّت کی بخشش کی دُعا ہی نہیں فرمائی بلکہ اُمّت کی بخشش کا خدا سے وعدہ لے لیا۔

معلوم ہوا کہ تبرکات کے توسّل سے دُعا قبول بھی ہوتی ہے اَور برکات تبرکات بھی حاصل ہوتی ہیں۔

خواجہ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ:

جناب سلطان محمود غزنوی نے سومنات کے مندر پر متعدد حملے کئے لیکن فتح نہ ہوئی بالآخر حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا خرقہ سامنے رکھ کر دُعا کی فتح ہو گئی۔

رات ہوئی۔ سُلطان سویا تو حضرت خواجہ خواب میں جلوہ اَفروز ہوئے اُور فرمایا:

خرقہ ماراچہ کردی۔ میرے خرقہ کا کیا کیا ہے۔

عرض کیا اِس کو سامنے رکھ کر سومنات کی فتح کے لئے دُعا مانگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت عطا فرمادی ہے۔

فرمایا:

خلیے اَرزاں فروختی۔ بہت سستا فروخت کیا۔

اَے سُلطان محمود اگر تو یہ کہتا کہ اِس خرقہ کا صدقہ یا اللہ تمام کافروں کو ہدایت دے تو اِس خرقہ کی بدولت تمام کافر مسلمان ہو جاتے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۸۹)

(تذکرۃ غوثیہ صفحہ ۲۵۵) (اخبار الصالحین صفحہ ۸۴)

دیوبندی فتویٰ:

خرقہ کے متعلق ایک دیوبندی مولوی عزیز الرحمان اَپنی کتاب امام اعظم ابوحنیفہ میں لکھتا ہے کہ

ابن دحیہ اور ابن صلاح فرماتے ہیں کہ یہ باطل ہے اِس طرح امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ اِس کی سندات میں کوئی بھی سند اَیسی نہیں ہے جو ثابت ہو اَور اس مضمون پر کوئی حدیث جو صحیح، حسن یا ضعیف ہو موجود نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابیؓ کو اس فعل کا حکم دیا ہو۔ (امام اعظم ابوحنیفہ صفحہ ۳۷)

خرقہ حضرت علیؓ کو مِلا تھا:

حضراتِ گرامی! خرقہ کی اَصل حقیقت ملاحظہ فرمایئے:

حضرت اَمیر حسن سنجری اَپنے پیر و مُرشد حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاءؒ کے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ

''خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا: کہ مصطفےٰ علیہ السلام کو شبِ معراج میں ایک خرقہ ملا تھا اور اِس خرقہ کو خرقہ فقر کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلایا

اُور ارشاد فرمایا: مجھے ایک خرقہ ملا ہے اُور مجھے حکم ہے کہ یہ خرقہ ایک شخص کو عطا کروں اُور میں صحابہ کرامؓ سے ایک سوال پوچھوں گا کہ اِس کا کیا جواب دیتے ہیں اُور مجھے سے کہا گیا ہے کہ جو شخص یہ جواب دے اس کو خرقہ عطا کر دینا اُور میں اِس جواب کو جانتا ہوں دیکھیے یہ جواب کون دیتا ہے؟

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کی طرف رُخ کر کے فرمایا:

اگر یہ خرقہ تمہیں دیدوں تو تم کیا کرو گے؟

عرض کی کہ میں سچ کو اختیار کروں گا اُور طاعت کروں گا اُور داد و دہش اَپناؤں گا۔

اِس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اگر تمہیں یہ خرقہ دُوں تو تم کیا کرو گے؟

بولے۔ عدل کروں گا اُور انصاف کا خیال رکھوں گا اِس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، سے پوچھا کہ اگر میں یہ خرقہ تمہیں دے دُوں تو تم کیا کرو گے؟

عرض کی کہ میں خرچ اُور بخشش کیا کروں گا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دَریافت فرمایا کہ اگر تمہیں یہ خرقہ دُوں تو تم کیا کرو گے؟

عرض کی میں پردہ پوشی سے کام لُوں گا اُور خدا کے بندوں کے عیب چھپاؤں گا۔

رسُول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: کہ لو یہ خرقہ تم کو دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے حکم تھا کہ جو یہ جواب دے اُسی کو یہ خرقہ دینا۔ (فوائد الفواد جلد چہارم صفحہ ۳۸۲)

منافقوں کی پہچان:

حضراتِ محترم! میں دعویٰ سے یہ بات کہتا ہوں کہ اگر یہی خرقہ حضراتِ اصحابہ ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو ملتا تو مُلاں اُسے سر پہ اُٹھالیتا اور صحیح یا حسن نہیں تو کم از کم ضعیف حدیث تو ضرور مان لیتا مگر کیا کریں، یہ حدیث حضرت علیؓ کے فضائلِ سے تعلق رکھتی ہے۔ اُور منافق فضائلِ حیدرِ کرار کو برداشت نہیں کرتے۔

حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی یہی معیارِ صداقت رَکھا تھا۔ وہ فرماتے

ہیں کہ

"کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ بِبَغْضِهِمْ عَلِیًّا" (ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۳)

"ہم منافقین کو بغضِ علی سے پہچانتے تھے"۔

چونکہ منافق شروع سے حیدرِ کرار کا وجود برداشت نہیں کر سکے اِس لئے ان کی اَولاد بھی وجودِ علی برداشت نہیں کرتی۔ محض اِسی لئے خرقہ فقر کا اِنکار کیا جاتا ہے کہ یہ فضیلت چھپ جائے مگر

؎ سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اُصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

حضرت حَسن بصریؒ کا خرقہ:

حضراتِ گرامی! خرقہ مُصطفویہ کا ذِکر حضرت اسماءؓ سے سنا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے سُنا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ، سے سُنا۔ مگر مُلاں مانتا ہی نہیں۔

آ جا کے ایک اَور نقص یہ نکالا کہ

"حضرت حَسن بصریؒ کو حضرت علیؓ سے سماع حاصل نہیں ہے کجا کہ حضرت علیؓ کا ان کو خرقہ پہنایا"۔ (امام اعظم ابوحنیفہ صفحہ ۳۷۷)

حالانکہ اِن عقل کے اَندھوں سے کوئی پوچھے کہ کیا خرقہ کے لئے ملاقات اَور سماع ضروری ہے؟

کتنے اَیسے خرقے ہیں کو بغیر ملاقات اَور سَماع کے آگے چلے۔ ملاحظہ ہو مثال کے طور پر؟

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو حضور علیہ السلام سے مُلاقات اَور سماع حاصل نہیں۔ لیکن آپ کا جُبہ مبارک اُن کو پہنچا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۹)

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی مُلاقات اَور سماع حضرت شیخ اَحمد سرہندی مجدّد اَلف ثانی رَحمتہ اللہ علیہ سے ثابت نہیں، اَلبتہ جُبہ کا پانچ سو سال بعد ان کو ملنا ثابت ہے۔ (اِبتدائیہ ترجمہ مکتوبات شریف)

اِسی طرح حضرت حَسن بصریؒ کی اگر بالفرض مُلاقات حضرت علیؓ سے ثابت نہیں تو خرقہ اِن کو ملنا کیسے ثابت نہیں ہے؟

حضرت شیخ فرید الدین عطار رَحمتہ علیہ نے فرمایا:

حضرت خواجہ حَسن بصریؒ اَپنے زمانے کے ایک مُنفرد وَلی اللہ ہوئے۔

آپ نے ایک سوتیس صحابہ کرامؓ کی زیارت کی ان میں سے ستر اصحابؓ بدری تھے۔

کتاب "تحفہ" میں مذکور ہے کہ آپ کو حضرت امام حَسنؓ بن علیؓ سے ارادت تھی اِنہی سے آپ نے خرقہ خلافت حاصل کیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۵)

یہ خرقہ اِمام حَسنؓ سے ملا تھا:

اَب پوچھیے اِس مُلاں سے کہ حضرت حَسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس کس کا خرقہ تھا۔ یقیناً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ہی تھا۔ تو وُہی خرقہ خلافت حضرت حَسن بصریؒ کو ملا اَور اُن سے آگے مُنتقل ہوتا گیا۔

معلُوم ہوا کہ حضرت علیؓ کا خرقہ حضرت اِمام حَسنؓ سے حضرت حَسن بصریؒ کو ملا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ خرقہ کی کوئی اَصل نہیں ہے۔ یہ بے بنیاد ہے یا تو علم کی کمی ہے یا حضرت علیؓ کی ذات سے بُغض وعناد ہے۔

اَور یاد رَکھو!

؎ جسے علیؓ کی ولایت کا اعتراف نہیں!
وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام دِل بُغضِ علیؓ
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طوافِ نہیں!

کتابوں کے چور:

حضراتِ گرامی قدر! اِن کتاب چوروں نے کئی کتابوں سے عبارتیں اُڑا دی ہیں۔

یہی فوایدالفودا کا ترجمہ ایک عنصر صابری دیو بندی نے کیا: اُس نے اِس پہرہ سے سابقہ اُور لاحقہ سب کچھ اِسی طرح لکھا جس طرح اَصل کتاب میں ہے مگر یہ پورا پہرہ حزف کر دیا ہے۔

ملاحظہ ہو فوایدالفودا (جلد چہارم صفحہ ۹۶۳ مترجم عنصر صابری پروگریسو بک ڈپو لاہور بمعہ ہشت بہشت)

اِسی طرح ابن ماجہ صفحہ ۹۹ پر

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی روایت میں یا محمدؐ کے اَلفاظ موجود ہیں مگر اَب جو دیو بندی اس کا فوٹو چھاپ رَہے ہیں اُس میں یا حذف کر دیا ہے۔

''اَدب المفرد'' امام بخاری علیہ الرّحمتہ کی اَصل کتاب میں حضرت ابن عمر رَضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا یا محمدؐ کہنا موجود ہے۔ ملاحظہ ہو ترجمہ ''ادب المفرد'' کتاب زندگی صفحہ ۲۸۵ مطبوعہ نفیس اکیڈمی لاہور پر یہ اَلفاظ موجود ہیں مگر اَب جو دیو بندی، وہابی یہ کتاب چھپوا رَہے ہیں اُس میں یا محمدؐ حذف ہے۔ اِس لئے اَصل کتابیں، (ہمارے پاس موجود ہیں جو ان کے سرقہ کو ظاہر کر دیتی ہیں۔) ان کا مطالعہ کیا کریں اِن سرقہ بازوں سے بچیں، اِن کی کتابیں نہ پڑھیں۔

آپ لوگ بڑے سادہ اُور بھولے بھالے ہیں ان کی باتوں پر اعتماد کر کے اپنے عقیدہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

خبردار اَپنے عقاید دُرست رکھیں اُور اِن مذہبی بہروپیوں سے بچنے کی پوری کوشش کریں وَرنہ

؎ تمہاری دَاستان بھی نہ ہو گی دَاستانوں میں!

تبرکات کو چومنا:

حضراتِ سامعین! یہ لوگ ایک اُور اعتراض کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ چلو ہم نے مانا کہ یہ فضائل تبرکات قرآنِ مجید میں موجود ہیں: مثلاً: حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتہ مگر تم تو اَپنے بزرگوں کے کپڑوں کو عصاؤں کو جوتیوں اُور ہاتھوں پیروں کو چومتے ہو یہ کہاں لکھا ہے۔

یہ چومنا ہی بدعت ہے۔

جھکتے ہوئے آؤ:

حضراتِ محترم! اِس کا ثبوت بھی قرآن و حدیث سے ساعت فرمائیں۔ اَللہ کریم تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطٰيٰكُمۡ وَسَنَزِيۡدُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ" (پارہ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵۸)

''اُور دَاخل ہونا دَروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اُور کہتے جانا (ہمیں) بخش دے، ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں اُور ہم زیادہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو''۔

یہاں پر سجدہ کا معنی تواضع اُور اِنکسار ہے۔ فرمایا جا رہا ہے جب تم فاتح ہو کر واپس لوٹو اُور بیت المقدس میں دَاخل ہو تو جھک کر دَاخل ہونا۔

تکبر اُور غرور نہ کرنا۔

ستر ہزار انبیاء کے مزارات:

حضراتِ گرامی!

بیت المقدس ستر ہزار اَنبیاء کی آرام گاہ ہے اِن کی تعظیم اِس طرح کروائی گئی کہ وہاں بنی اسرائیل کو جھکتے ہوئے حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا گیا کہ یہاں تعظیم کرتے ہوئے آؤ اُور دُعا کرو کہ ہمارے گناہ معاف کر دِیئے جائیں۔ ہم تمہارے گناہ معاف فرما

دیں گے۔

پتہ چلا کہ متبرک مقامات اَور مزارات پر جا کر اَپنی مغفرت کی دُعا بھی کرنی چاہیے وُہ جلد قبول ہوتی ہے۔

ے دیوانے نہیں اَور دَانے نے جیہڑے دَرولیاندے جاندے نے
وَلیاں دیاں پاک مزاراں تے سب ختم سزاواں ہندیاں نے

صحابہؓ نے حضورؐ کا منبر چوما:

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِىْ يَجْلِسُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِى الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَضَعُهَا عَلٰى وَجْهِهٖ''

(شفا قاضی عیاض)

''جس منبر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ فرماتے تھے اِس پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، اَپنا ہاتھ لگا کر اَپنے منہ پر رکھتے تھے''۔

جن سواریوں پر صحابہؓ سوار تھے:

حضراتِ گرامی! جن سواریوں کی پیٹھوں نے صحابہ کرامؓ کے قدموں کو اپنے سے مس کیا۔ اَور چھوا اُن کے پاؤں سے نکلنے والی چنگاریوں کی قسم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝

''قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں، پھر اَچانک حملہ کرتے ہیں صبح کے وقت پھر اس سے گردوغبار اُڑاتے ہیں''۔

اَعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ نے فرمایا:

ے کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اِس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

تو حضراتِ گرامی!

جن پاکبازوں کے گھوڑوں اور گھوڑوں کے ہانپنے پھر آگ نکالنے کی قسم اللہ فرماتا ہے۔

ہم اِن سواریوں۔ گھوڑوں۔ گھوڑوں وَالوں کی تعظیم کیوں نہ کریں اَور اُنہیں بوسے کیوں نہ دیں۔

ے جس رَاہ تھیں سوہنیاں لنگھ جاویں
اَوہدی خاک اُٹھا کے چم لیناں
جیہڑی قلم لکھے ناں سوہنے دَا!
اَوہ قلم اُٹھا کے چم لیناں
دَر مُرشد دَا دَر تیرا اِے
رَبّ آکھے اَوہ دَر میرا اِے
تائیوں میں مرشد کامل دی
چوکھٹ نوں جا کے چم لیناں

حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام بن حجر مکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

''اِسْتَنْبَطَ بَعْضُهُمْ مِنْ مَشْرُوْعِيَّةِ تَقْبِيْلِ الْاَرْكَانِ جَوَازَ تَقْبِيْلِ كُلِّ مَنْ يَّسْتَحِقُّ الْعَظْمَةَ مِنْ اٰدَمِيٍّ وَّغَيْرِهٖ''

(شرح بخاری لابن حجر پارہ ششم صفحہ ۱۵)

ارکانِ کعبہ کے چومنے سے بعض علماء نے بزرگانِ دِین وغیرہ ہم کے تبرکات کا چومنا استنباط فرمایا ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نُقِلَ عَنْ اِمَامِ الاَحْمَدِ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ تَقْبِیْلَ الْحَجَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقْبِیْلِ قَبْرِہٖ قَالَ فَلَمْ یُرٰی بِہٖ بَأْسًا"[1]

(شرح بخاری لابن حجر پارہ ششم صفحہ ۱۵)

"اور ابن ابی صنف یمانی سے نقل کیا گیا جو کہ مکہ کے علماء شافعیہ میں سے ہیں کہ قرآنِ کریم اوراقِ احادیث اور صالحین کی قبروں کو چومنا جائز ہے"۔ (ایضاً)

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

"حافظ الحدیث امام المحدثین علامہ جلال الدین علیہ الرحمۃ سیوطی فرماتے ہیں، اِسْتَنْبَطَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ مِنْ تَقْبِیْلُ الْحِجْرِ الْاَسْوَدِ تَقْبِیْلَ قُبُوْرِ الصّٰلِحِیْنَ"

"حجر اسود کے چومنے سے بعض عارفین نے بزرگانِ دین کی قبروں کا چومنا ثابت کیا ہے"۔

تاہیوں میں مُرشد کامل دی!
چوکھٹ نوں جا کے چم لیناں

ہاتھ پاؤں چومنا:

حضرت ذراع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں وفد عبدالقیس میں تھا جب ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں

[1] حضرت امام احمد سے منقول ہے کہ ان سے سوال کیا گیا نبی کریم علیہ السلام کے منبر اور قبر مبارک کو چومنے کے متعلق تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی قباحت نہیں جائز ہے۔

مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو ہم اپنی سواریوں سے اُترنے میں جلدی کرنے لگے اور پھر

"نُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ"

"ہم حضور علیہ السلام کے ہاتھ چومتے تھے اور پاؤں آپ کے"۔

ہتھ چماں تے کیئاں نوں پیڑ پیندی
میرا دِل کردا اے میں چماں جتیاں نوں
مجنوں پاک سی، پاک سی عشق اُوہدا
چمدا رہیا اوہ لیلیٰ دیاں کتیاں نوں

قدم چوم لو:

شب معراج حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے مبارک تلووں کو بوسہ دیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

"یَا جِبْرِیْلُ قَبِّلْ قَدَمَیْہِ" (درۃ التاج صفحہ ۸۱)

"اے جبرئیل حضور کے قدموں کو بوسہ دے کر بیدار کرو"۔

جبرئیلؑ کہتے ہیں کہ آج شب معراج مجھے معلوم ہوا کہ میرے یہ لب کافوری بنانے میں یہی حکمت تھی کہ ان لبوں کو سرکارؐ کے قدموں پر رکھ دوں ان کی ٹھنڈک سے حضورؐ بیدار ہو جائیں۔

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا!
مزا جو محمدؐ کی تلیوں میں دیکھا

حضراتِ محترم!

یہ بدبخت اس کا اِقرار نہیں کرتے اُلٹا کہتے ہیں کہ یہ تو زندہ تھے اور تم مردوں کو چومتے ہو اور مردوں کا احترام کرتے ہو۔

ملاحظہ ہو سرکار علیہ السلام کا ارشاد ہے:

جنازہ کا احترام کرو:

"اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا حَتّٰی تَخَلَّفَكُمْ" (بخاری اوّل صفحہ ۱۷۵)

''جب تم کسی جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ گزر جائے تم سے''۔

کیوں جناب! سرکارِ دو عالم علیہ السلام کو معلوم ہوتا تھا کہ ایک قوم ایسی ہوگی جو بزرگوں کی تعظیم نہیں کرے گی۔

سرکارؐ نے فرمایا: ایک عام مسلمان جنازے کی تعظیم کے کھڑے ہو جاؤ۔ مسلمان زندہ بھی قابلِ تعظیم ہے اور مردہ بھی۔

حضورؐ نے حضرت سعد بن معاذ کی تعظیم کے لئے قیام کا حکم فرمایا جبکہ وہ مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئے تو فرمایا:

"قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِكُمْ" (مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد صفحہ ۳۴۰)

''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ''۔

(یہ حکم ان کے قبیلہ والوں کے لئے تھا۔)

اب یہ کہیں گے کہ تم میت کو چومتے ہو یہ کہاں لکھا ہے۔

حضراتِ گرامی!

میت کے احترام میں اُسے بوسہ دینا بھی ثابت ہے۔

میت کا منہ چومنا:

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پر ملال ہوا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضورؐ کے چہرہ مبارک پر بوسہ دیا۔

"اِنَّ اَبَابَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَیِّتٌ"

(ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۱۱۸)

''حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی اکرم علیہ السلام کا بوسہ لیا اس حال میں کہ اُن کا انتقال ہو چکا تھا''۔

حضورؐ نے میت کو بوسہ دیا:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو چوما۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُ عُثْمَانَ ابْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَیِّتٌ" (ابوداؤد شریف جلد ثانی صفحہ ۹۵)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضرت عثمان بن مظعون کا بوسہ لیتے تھے اس حال میں کہ ان کا انتقال ہو چکا تھا''۔

حضراتِ گرامی!

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی میت کا بوسہ لینا جائز ہے تو حضرات اولیاء کرام تو اُس کے زیادہ مستحق ہیں۔

بزرگوں کے سامنے جھکنا:

بوسہ لیتے وقت رکوع کی حالت کی طرح جھکنا پڑتا ہے اگر میت یا زندہ کی تعظیم کے لئے جھکنا شرک ہوتا تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کیوں بوسہ لیتے۔

اور اگر میت کے لئے جھکنا جائز ہے تو زندہ بزرگوں کے لئے جھکنا کیوں نا جائز ہے؟

ایسے ہی اگر میت کا بوسہ لینا جائز ہے تو زندہ کا ناجائز کیوں؟

سامعینِ کرام!

اس ساری تقریر سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے تبرکات کا احترام کرنا۔ بوسہ لینا عین جائز ہے۔

حضرت یوسف کے قمیص سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا واپس آنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

حضور علیہ السلام کے جبّہ مبارک سے مریضوں کا درست ہونا۔ اُمت کی مغفرت ہونا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قمیص کی وجہ سے یوسف علیہ السلام کی جان کا محفوظ ہونا قرآنِ کریم کی تفسیر سے ثابت ہے۔

بزرگوں کے خرقے اور ان سے تبرک حاصل ہونا بھی روایات سے ثابت ہے۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

اسرارِ خطابت

خطباتِ ماہِ جمادِی الاوّل

پہلا خطبہ

اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ

اِنعام یافتگان

راہِ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رَو محرم نہیں!
مصطفٰے ہیں مسندِ ارشاد پر کچھ نہیں!

خطبہ:

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا ۝
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝
اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝
صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۝
صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ ۝

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصۡحَابِكَ يَا حَبِيۡبَ اللّٰهِ

راہِ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رو محرم نہیں!
مصطفٰے ہیں مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں!

ہوں مسلماں گرچہ ناقص ہی سہی اے کاملو
ماہیت پانی کی آخر نم میں یم سے کم نہیں!

حضراتِ سامعین کرام!
آج کے خطبہ میں صراطِ مستقیم کے بارے میں عرض کیا جائے گا۔ کیونکہ ہر نمازی اپنی نماز میں یہ دُعا مانگتا ہے کہ مولا مجھے سیدھے رَاستہ کی رہنمائی فرما جو آیاتِ تلاوت کی ہیں اِس میں اِس دُعا اور اِس رَاستہ دونوں چیزوں کا ذکر ہے۔

حضراتِ گرامی!

چاہے عام گنہگار نمازی ہو یا خاص متقی۔ ہر کوئی یہ دُعا کرتا ہے کہ

ہر نمازی کی دُعا:

"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ"

"مجھے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرما"۔

وَلی	یہ دُعا کرتے ہیں	یا اللہ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔
غوث	یہ دُعا کرتے ہیں	یا اللہ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔
قطب	یہ دُعا کرتے ہیں	یا اللہ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔
ابدال	یہ دُعا کرتے ہیں	یا اللہ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔
اوتاد	یہ دُعا کرتے ہیں	یا اللہ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔
ہر نمازی	یہ دُعا کرتا ہے	یا اللہ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔

کیا نماز سیدھی رَاہ نہیں:

سوال یہ ہے کہ وضو کر کے۔ پاک صاف ہو کے۔ مسجد میں آ کے نماز پڑھ رہا ہے کیا یہ سیدھی رَاہ نہیں ہے؟

جواب یہ ہے کہ یہ سیدھی رَاہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اِس رَاہ میں اِنسان کے بھٹکنے کا قوی احتمال ہے کیونکہ نفسِ امارہ ہر وقت برائی کے خیالات دِل میں پیدا کرتا رہتا ہے اَور اِنسان کو برائی کے لئے اُبھارتا ہے۔

ملاحظہ ہو اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ" (پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۳)

"بیشک نفس تو حکم دیتا ہے برائی کا"۔

اِسی لئے حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ نے فرمایا:

مکن نفس امارہ را پیروی

دگر روز گارش کند چا کری!

نفس امارہ:

اَے نفس اَمارہ کی پیروی نہ کر اگرچہ سارا زمانہ اس کی نوکری کرے مگر تو کبھی نفس کا غلام نہ بن۔

اَب نماز پڑھنے والے کو ایک نہ ایک دِن نفس کہے گا تو تو بڑا نمازی ہے اور اس طرح نمازی میں تکبر پیدا ہوگا۔ جو اَللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

تکبر نہ کرو:

"وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ o" (پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۸)

"اَور نہ چلا کر زمین میں اتراتے ہوئے۔ بیشک اَللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا گھمنڈ اَور فخر کرنے وَالے کو"۔

دُوسرے مقام پر فرمایا کہ

لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ o" (پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۳)

"کہ تم غمزدہ نہ ہو اِس چیز پر جو تمہیں نہ ملے اَور نہ اترانے لگو، اس چیز پر تمہیں مِل جائے اَور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رَکھتا۔ کسی مغرور شیخی باز کو"۔

تیسرے مقام پر فرمایا:

"اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ" (پارہ ۲۴ سورۃ زمر آیت نمبر ۶۰)

"کیا نہیں ہے ٹھکانہ جہنم میں تکبر کرنے وَالوں کا"۔

شیطان نے اَپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بہتر خیال کیا تھا اس نے لاکھوں سال عبادت کی مگر جب تکبر کیا تو رَاندۂ درگاہ ہو گیا۔

شیطان نے تکبر کیا:

"اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ" (پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۴)

"اُس نے انکار کیا اَور تکبر کیا اَور ہو گیا وہ کفار میں سے"۔

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ

؎ تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد!

حضراتِ گرامی!

شیطان کی ہزاروں لاکھوں برس کی عبادت تکبر کیوجہ سے غارت ہوگئی اَور وہ رَاندۂ دَرگاہ ہوگیا۔

لہٰذا اگر تم نے کچھ سال عبادت کی پھر تکبر کیا تو تمہارا کیا بنے گا۔

؎ گیا شیطان مارا ایک ہی سجدہ نہ کرنے سے
ہزاروں سال گر سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

اَور

نہنگ وَاژدھاؤ شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا

توجہ طلب بات:

بڑی توجہ طلب بات ہے ایک وہ ہیں کہ تھوڑی بہت عبادت پر تکبر کرتے ہیں اَور ایک وہ ہیں کہ

؎ راتیں زاری کر کر رَوندے
نیند اُکھاں تھیں دَھوندے
فجریں اَو گنہار سہاندے
سبھ تھیں نیوں ہوندے

اَللہ کے بندے:

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا o وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا o" (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۳-۶۴)

"اَور رَحمان کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اَور جب گفتگو کرتے ہیں اِن سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو اَور جو رَات بسر کرتے ہیں، اَپنے رَبّ کے حضورؐ میں سجدہ کرتے ہوئے اَور کھڑے ہوئے"۔

؎ بندے ربّ دے زمین دے اُتّے ہولی قدم ٹکاون
تیرے میرے وَانگ فقیرا آکڑ نہ دِکھلاون!

اَللہ نے اَپنے ان بندوں کی اِن صفات کو سامنے ایک مثال بنا کر رکھا اَور فرمایا:

اَے نمازیو! یہ سیدھے رَاستہ کی ہدایت مانگتے ہوئے یہ بھی کہو۔

"صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" (پارہ ۱ سورۃ فاتحہ آیت نمبر ۶)

"ان لوگوں کا رَستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا"۔

تا کہ جس طرح حضور قلب سے نمازیں پڑھ کر وہ تکبر سے لاکھوں کوس دُور تھے۔ اِسی طرح کا ہمیں بھی بنا دے کہ ہم تیری عبادت سکون وچین سے کریں اَور پھر اِس پر تکبر نہ کریں۔

حضرات غور کیجئے!

غیر اللہ:

نماز اللہ کی رَاستہ غیر اللہ کا۔

موحدین (کہ جو بزم خویش اَپنے علاوہ کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے ان) کو چاہیے کہ نماز میں یہ آیت چھوڑ دیا کریں کیونکہ اس میں غیر اللہ کی طرف ترغیب دِی جا رہی

ہے۔ بلکہ سارا قرآن ہی چھوڑ دیں کچھ اور پڑھا کریں۔ کیونکہ قرآن اگرچہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مگر اس میں سورتیں ساری غیر اللہ۔

کوئی سورت اَللہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ سورۃ محمدؐ ہے۔ سورۃ ابراہیمؑ ہے۔ سورۃ یوسفؑ ہے۔ سورۃ یونس ہے۔ بلکہ البقرہ گائے کی سورۃ ہے۔ کیا گائے اَللہ ہے؟

نہیں اور ہرگز نہیں۔ پھر اس سے ہی کلام باری شروع کیوں؟

کس لئے۔ اِس لئے کہ وہ گائے کوئی عام گائے نہ تھی بلکہ ایک وَلی اللہ کی گائے تھی۔ پتہ چل گیا غیر اَللہ اور ہے وَلی اَللہ اور ہے۔

وَلی اللہ کی گائے:

غیر اللہ مکھی نہیں بنا سکتا اور وَلی اللہ کی گائے کے ذریعہ مردہ زِندہ ہو سکتا ہے۔

مفسرین نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک نیکوکار آدمی تھا اُس کا ایک معصوم بچہ تھا اور اس کے باپ کی ایک بچھیا تھی، جب مرنے لگا تو اُس نے دُعا کی۔

''اَے بارِ الٰہا اِس ننھے بچے کے لئے میں یہ بچھیا تیرے پاس اَمانت رکھتا ہوں اور اس بچے کو تیرے سپرد کرتا ہوں''۔

پھر اس بچھیا کو جنگل میں چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ اُپنے اِس نیک بندے کی عرض کو قبول فرمایا: اَللہ تعالیٰ کی حفاظت میں وہ پلتی رَہی۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ ٦٦)

اِدھر۔ بنی اسرائیل میں ایک بوڑھا دَولت مند تھا اس کا ایک لڑکا تھا اِس بوڑھے کے بھتیجوں نے اُس کے لڑکے کو قتل کر دیا کہ اِس کی وَراثت بھی اِنہیں ملے اور اس کی لاش کو اُٹھا کر دُور شہر کے دَروازہ پر پھینک آئے۔ صبح ہوئی تو خود مُدعی بن بیٹھے اللہ تعالیٰ نے اَپنی حکمت اور قدرت کا ایک روشن نشان دِکھانے کے لے انہیں ایک گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول پر مارو، دیکھو وہ میری قدرت سے زندہ ہوتا ہے اور کس طرح حقیقت حال سے پردہ اُٹھتا ہے۔ (تفسیر ضیاء

القرآن جلد اوّل صفحہ ٦٤)۔

اِدھر وہ گائے کے [illegible] لڑکا جنگل میں گیا اور اُس نے [illegible] دی اے میری گائے۔ گائے نے فوراً آواز پہچانی اور دوڑتی ہوئی آ گئی۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ ٦٦)

جب بنی اسرائیل نے اَللہ تعالیٰ کے بتائے [illegible] مخصوص حُلیہ وَالی گائے کی تلاش شروع کی تو ان تمام صفات سے متصف صرف ؤ ہی گائے ملی جو اس کے نیک بندے کے لڑکے کے پاس تھی۔ بنی اسرائیل نے اُسے منہ مانگی قیمت اَدا کی اور گائے خرید لی۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ ٦٦)

مردہ زِندہ ہو گیا:

اس گائے کو ذبح کر کے جب اس کے جسم کا ایک حصہ مُردہ کے ساتھ مَس کیا گیا تو مردہ زندہ ہو گیا اور اُس نے اپنے قتل کے سارے حالات بتا دِیئے۔

اِس گائے کا ذِکر کرتے ہوئے اس پوری سورۃ کا نام سورۃ بقرہ گائے کی سورت رکھ دیا۔

اِسی طرح سورۃ النمل۔ چیونٹی کی سورت وہ چیونٹی جو حضرت سلیمانؑ کے واقعہ سے منسوب ہے اس کے نام پر سورت۔

سورۂ محمد حضور علیہ السلام کی سورت۔

قرآن سارے کا سارا کلام اللہ

سورتیں ساری کی ساری غیر اللہ۔

اگر کوئی کہے کہ سورۃ الرحمان بھی تو قرآن میں ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ رحمٰن اللہ کا صفاتی نام ہے ذاتی نہیں۔ اور محمدؐ۔ ابراہیمؑ۔ یونسؑ۔ یوسفؑ سب اَنبیاء کرام کے ذاتی نام ہیں اور قرآن میں سورہ محمد۔ سورۃ ابراہیم۔ سورۃ یونس۔ سورۃ یوسف موجود ہے۔

لہٰذا اِن موحدین کو وہ قرآن پڑھنا چاہیے جس میں کوئی سورۃ غیر اللہ کی نہ ہو۔ اور

وہ نماز پڑھنی چاہیے کہ جس میں غیر اللہ کے رَاستہ پر چلنے کی دُعا نہ ہو۔

حضراتِ گرامی!

عرض یہ کر رہا تھا کہ نماز میں یہ دُعا سب نمازی کرتے ہیں کہ

"یا اللہ! ہمیں سیدھی رَاہ پر چلا ان لوگوں کی رَاہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا ہے"۔

آیئے اَب یہ معلوم کریں کہ وہ اِنعام یافتہ لوگ کون ہیں۔

اَللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ"۔ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹)

اِنعام یافتگان:

اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا:

نبیوں پر اَور صدّیقین پر اَور شُہداء پر اَور صالحین پر۔

اِنعام یافتہ گروہ چار ہیں۔

اَنبیاء علیہم السلام۔ صدیقین۔ شُہداء رضی اللہ عنہم اَور اَولیاء کرام رحمہم اللہ۔

لہٰذا صدیقین، شہداء صالحین اَور اَنبیائے کرام کا رَاستہ ہی صراطِ مستقیم ہے۔ آیئے فی الحقیقت کون لوگ ہیں جو ان لوگوں کی رَاہ پہ چلتے ہیں اور انہیں اپنے رہبر و رَہنما تسلیم کرتے ہیں۔

نبیّین کا گروہ:

تمام اَنبیاء کے سردار حضور علیہ السلام ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے آپ کی ذاتِ اَقدس پر ہر طرح سے اِیمان لانا ضروری ہے۔

خصوصاً آپ کو خاتم النبیین ماننا اَور جاننا ایمان کی جان ہے۔

کیونکہ آپ کا اِرشاد ہے کہ

"اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ"

"میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں"

اَب اگر حضور علیہ السلام کے اِس فرمانِ عالیشان کو مبنی بر صداقت مانتے ہو کر میرے بعد کوئی نبی نہیں تو سرکار کا علم غیب بھی تسلیم کرو۔

کیونکہ یہ آیندہ آنے والے زمانہ کی خبر ہے جو حضورؐ دے رہے ہیں اور اگر علم غیب تسلیم نہ کرو گے تو اِس خبر کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ...... ماننا پڑے گا اَور ختم نبوت کا عقیدہ ختم ہو جائے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ!

ہم سنی حنفی بریلوی حضور علیہ السلام کو آخری نبی بھی مانتے ہیں اور عالم الغیب بھی، لہٰذا ہم اِنعام یافتگان میں سے ہیں اَور جو ختم نبوت کو مانے مگر علم غیب کو نہ مانے وہ اِس گروہ میں سے نہیں ہے اَور اگر ختم نبوت بھی مانے، علم غیب کا اِنکار بھی کرتا رَہے تو پھر

اُوہنوں کدی نہ ماہی ملدا
جیہڑا دو ہاں گھراں دَا ساہنجہ
اِکّو پاسہ رہندا!
ہیرے یا کھیڑے یا رانجھہ!

لہٰذا ختم نبوت کے منکروں نے گویا کہ "مِنَ النَّبِيّٖنَ" کو سمجھا ہی نہیں اَور اِس گروہ کو مانا ہی نہیں کیونکہ ختم نبوت کا انکار ایک لاکھ کئی ہزار اَنبیاء کی نبوت اَور تین سو تیرہ رَسولوں کی رسالت کا اِنکار ہے۔ اِس لئے کہ حضور علیہ السلام کی ذاتِ گرامی تمام اَنبیاء و رُسل کی تصدیق فرمانے والی ہے۔

ختم نبوت کے منکر اِس گروہ سے نکلے اور ایک علیحدہ فرقہ بن گئے۔ کیونکہ وہ جماعت سے نکل گئے۔

صدیقین کا گروہ:

حضراتِ محترم!

اِنعام یافتگان کا دوسرا گروہ ہے صدیقین کا گروہ اُور تمام صدیقین کے سردار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں کیونکہ صدیق کہتے ہیں، تصدیق کرنے والے کو۔

واقعہ کے مطابق جو تصدیق کردے وہ صادق ہے اور صدیق اس سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ لہٰذا جو بہت زیادہ تصدیق کرے اُسے صدیق کہتے ہیں، آپ کی صداقت کو تسلیم کرنا لازمی وضروری ہے کیونکہ اگر اسے تسلیم نہ کیا جائے تو وہ صرف حضرت صدیق اکبرؓ کی ذات کا انکار نہ ہوگا۔ بلکہ ذات نبوت کا اِنکار ہوگا۔ کیونکہ آپ نبوت کی تصدیق فرمانے والے ہیں۔

اگر ذات نبوت کا اِنکار ہوگیا تو تمام نبیوں رُسولوں کا اِنکار ہوگا کیونکہ حضور تمام اَنبیاء ورُسل کے مصدّق ہیں اِسی لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَالَّذِیْ صَدَّقَ بِهٖ (اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ،")

(تفسیر نسفی تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ)

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدِّیْقِ"

سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ہیں۔

علامہ محمود اَحمد آلوسی نے فرمایا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ. هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ صَدَّقَ بِهٖ. هُوَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ،

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ"

سے مراد وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر رُوح المعانی زیر آیت مذکورہ)

"وَالَّذِیْ صَدَّقَ بِهٖ"

سے مراد وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، ہیں:

اَب حق اُور سچ لے کر آنے والی ہستی بھی ایک۔

اُور اِس حق اور سچ کی تصدیق کرنے والی بھی ایک کیونکہ جآء (آیا) اُور صَدَّقَ (تصدیق کی) دونوں واحد مذکر غائب کے صیغے ہیں اُور آگے اولئک جمع کی ضمیر ہے کیوں؟

تثنیہ کی ضمیر کیوں نہیں؟

اِسی لئے کہ آنے والا ایک اُور تصدیق کرنے والا ایک مگر اس کی تصدیق میں تمام اَنبیاء کی نبوتوں اُور تمام رُسولوں کی رسالتوں کی تصدیق ضمناً موجود ہے کیونکہ وہ آنے والی ہستی جس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ مصدق انبیاء ہے۔ اِس لئے جمع کی ضمیر بولی اور حضرت سیدنا ابوبکرؓ پر صدیقیت کبری کی مہر ثبت فرمادی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کا مرتبہ بعد اَز انبیاء ساری کائنات کے لوگوں سے اَفضل ہے۔

بعد نبیاں دے ہے شان صدیقؓ دا
دیکھو رُتبہ محمدؐ دے ولدار دا
ثانی اثنینؓ قرآن وِچہ آ کھیا
ڈِٹھا اِیثار جد غار دے یار دا

اِس لئے سیدنا صدیق اکبرؓ کا منکر بھی اِنعام یافتہ گروہ سے نکل کر ایک فرقہ بن گیا اُور جماعت سے کٹ گیا۔

شُہداء کا گروہ:

معزز سامعین کرام!

اِنعام یافتگان کا تیسرا گروہ ہے شہداء کا اور شہداء کے سردار حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں۔ لہٰذا آپ کی شہادت کو برحق ماننا بھی ضروری اُور لازمی ہے۔

کیونکہ اگر ان کی شہادت نہ ہوتی تو پھر

جے کر ہستی رسولؐ دے دُوہترے دِی
نہ کربلا آن قربان ہندی
نہ ایہہ حج، زکوٰۃ نہ نماز روزہ!
نہ ایہہ دین اِسلام دِی شان ہندی
نہ کوئی منبراں اُتے قرآن پڑھدا
نہ ایہہ مسجداں وِچہ اَذان ہندی
سب صدقہ حسینؓ دے صدقیاں دَا
نہیں تے ہستی دِی ہستی وِیران ہندی

خلافت ثلاثہ حق تھی:

کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا میدان میں آنا صداقت صدیقؓ عدالت فاروقؓ، حیاء عثمانؓ اور شجاعت حیدریؓ کے برحق ہونے کی دَلیل ہے۔ اور اس بات کی تصدیق ہے کہ خلافت ثلاثہ حق تھی۔ خلافت صدیقؓ۔ خلافت فاروقؓ اور خلافت عثمانؓ حق تھی، اگر وہ حق نہ ہوتی تو حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ، کبھی خاموش نہ رہتے۔ یزید حق پر نہ تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ، بچے لے کر میدان میں آ گئے۔

حسینؓ گر نہ شہید ہوتے
تو آج گھر گھر یزید ہوتے!

اُور کسی نے کہا:

رُوح یزیدیّت کو پشیمان کر گیا
اِس قوم کی حیات کا سامان کر گیا

اُور کیا خوب کہا گیا:

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا
جو رہا تو نام حسینؓ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

اور کسی عاشق نے یوں بھی کہا کہ:

اَے بار الٰہا میں نوحہ سناتا ہوں
تا حشر میں حسینؓ کے ترانے گاتا پھرتا
امداد کرتے نہ اگر کربلا میں حسینؓ ابن علی
اسلام تیرا ٹھوکریں کھاتا پھرتا!

حضراتِ سامعین!

حسینؓ کو باغی اور یزید کو ہاری کہنے والے انعام یافتگان کے گروہ میں سے نہیں ہیں کیونکہ وہ شہداء کے سردار کو باغی کہہ کر جماعت سے نکل گئے اور ایک علیحدہ فرقہ بن گئے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے
شبیرؓ تیرا نام مٹانے والے

صالحین کا گروہ:

حضراتِ گرامی قدر!

اِنعام یافتگان کا یہ چوتھا گروہ صالحین کا گروہ ہے۔ آج کل تو کئی ماڈل کے صالحین موجود ہیں۔

صالحین کا ماڈل نمبر ایک:

سر پر بستر۔ ہاتھ میں اُسترا۔ لمبی ریش۔ مونچھیں صاف، شلوار ٹخنوں سے بہت اُوپر یہ ہیں حضرات صوفیئن وصالحین وجدید مبلغین۔

یا اللہ! یہ بھی صالح ہونے کے دعویدار ہیں؟

فرمایا: میرے نزدیک اُسترا۔ بستر۔ ریش ایسی طویل کہ جو سلف وخلف سے بالکل ہی علیحدہ ہو۔ مونچھیں صاف، شلوار کا گھٹنوں کے قریب ہونا آدھی آدھی پنڈلیاں عریاں ہوں۔ پنڈو پنڈ رائے ونڈ شرط نہیں، میرے نزدیک معیار صالحیت و معیار ایمان و معیار حق صرف اور صرف عشقِ رسولؐ ہے۔

کیا میرے حبیب علیہ السلام کا وہ ارشاد بھلا دیا کہ

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (بخاری شریف، جلد اوّل صفحہ ۷)

"اُس وقت تک کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک والدین۔ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے"۔

علامہ اقبالؒ کہتے ہیں:

مغزِ قرآن رُوحِ ایمان جانِ دِیں
ہست حبِ رحمۃ اللعالمین

اور جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری نے کہا کہ

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

صالحین کا ماڈل نمبر دو:

وہ ہے کہ جن کو گواہی دینے کے لئے ہم بھی تیار ہیں کہ یہ قربانی کی کھالیں لینے کے لئے سال بھر ہمارے سامنے صالحین بن کر آتے رہتے ہیں اور ہم انہیں خوب جانتے اور پہچانتے ہیں، انہی صالحین کے امیرِ محترم جمیلہ مصری کے اغوا کا داغ لے کر قبر میں پہنچے ہیں۔

اللہ اکبر!

بڑے سیدھے بڑے سادھے کہیں کے
ذرا دَھبے تو دیکھو آستیں کے

جو آج بھی اور چون سال قبل بھی کشمیریوں کے غم میں بلکاں ہو کر چندہ اکٹھا کرتے

ہیں اور پھر اس چندے کا بٹوارہ اِن کی صالحیت کا عکاس ہوتا ہے۔

صوفی ضیاء الحق کے دَورِ حکومت میں ان صالحین کا شب و روز اعلان تھا کہ سیمنٹ اُسے ملے گا جس کے پاس ہمیں چرمہائے قربانی دے کر ہم سے حاصل کردہ رسید ہو گی جو کہ اِن صالحین کے ہاں صالحیت کی رہنمائی کرتی تھی۔

سبحان اللہ کیا معیارِ صالحیت تھا اور ہے

صالحین کا ماڈل نمبر تین:

یہ اِن مادر پدر آزاد نقلی پیروں اور جعلی ولیوں کا گروہ ہے جو

پیتے ہیں بھنگ رگڑتے ہیں ڈوڈا
کھاتے ہیں نمازیں ہضم کرتے ہیں روزہ!

اگر ان کا آدھا جسم ننگا ہو تو — آدھے وَلی۔
پورا ننگا ہو تو — پورے وَلی۔
بس جی پہنچے ہوئے ہیں،
حضرت صاحب کہاں؟۔ — جہنم کے کنارے پر۔
گھوٹ گھوٹ پیتیاں، — رَبّ نال گلاں کیتیاں۔
نہ نیتیاں ، — نہ قضا کیتیاں۔
یا اَلی — ہم تیرے ہیں۔
جہنم کے لئے نمازی — بتھیرے ہیں۔
نماز روزے سے تنگ، — پیتے ہیں بھنگ
پہنتے ہیں ونگ، — علی کے پکے ملنگ

کبھی توجہ سے سنیے یا علی اِن کے منہ سے کبھی نکلا ہی نہیں، جب بھی نکلا۔ یا اَلی ہی نکلا۔

ذرا سوچیے! کہ کیا یہ گروہ حقیقت صالحین میں سے ہے؟۔ اور کیا وہ معمولات جن کو

آج کل ان لوگوں نے اپنا رکھا ہے۔ کبھی اولیائے عظام، صالحین کرام نے بھی اپنایا تھا۔
کبھی یا کہیں اِس ظاہری ساز و سامان یا ان منشی اشیاء سے لگاؤ رکھا تھا نہیں ہرگز
نہیں بلکہ وہ تو اِس شان کے مالک ہیں کہ

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ٥ (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۳)

''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیز گاری کرتے رہے''۔

داتا ہجویریؒ — متقی پرہیز گار۔
خواجہ اجمیریؒ — متقی پرہیز گار۔
صابر پیاؒ — متقی پرہیز گار۔
خواجہ مہر علیؒ — متقی پرہیز گار۔
شاہ جماعت علیؒ — متقی پرہیز گار۔
میرے غوث جلیؒ — متقی پرہیز گار۔

یہ نمازیں چھوڑنے والے۔ روزے ہضم کرنے۔ اور زکوٰۃ کھا جانے والے، کیسے
اولیاء ہیں۔

رُومی نے فرمایا:

؎ کار شیطاں می کند نامش وَلی!
گر وَلی اِیں اَست لعنت بر وَلی

صالحین کون ہیں؟

آؤ اللہ تعالیٰ سے پوچھیں:

اَے پروردگارِ عالم صالحین کون ہیں، اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ

''يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥''
(پارہ ۴ سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۱۱۴)

''ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روزِ آخرت پر اور حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور
منع کرتے ہیں برائی سے اور جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں اور یہ لوگ
صالحین ہیں''۔

حضرت خواجہ اجمیری:

کیا یہ موجودہ صالحین اس معیار پر پورے اُترتے ہیں؟
نہیں ہرگز نہیں۔ اِس معیار پر پورا وہ اُترا تھا جو ہندوستان میں آیا تو اکیلا تھا۔ جب
اس کا جنازہ اُٹھا تو ننانوے لاکھ مسلمان ساتھ تھے۔

ایمان اُس کا مضبوط تھا۔
یوم آخرت پر ایمان اس کا تھا۔
تبلیغ اُس نے کی تھی۔
نیکی کرنے میں جلدی وہ کرتا تھا۔
جسے آج بھی سنی یوں عرض کرتے ہیں۔
اَے پورے برصغیر کی ایمانی کشتی کو کنارے لگانے والے خواجہ اجمیریؒ۔

؎ بگر داب بلا افتاد کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

حضرت مجدد اَلف ثانی:

یا اس معیار پر میرے امام ربانی حضرت مجدد اَلف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی
رحمۃ اللہ علیہ پورے تھے جن کو اکبر بادشاہ جو ہندوستان کا مغلِ اعظم تھا کہتا رہا۔

؎ رہائی چاہتا ہے گر تو جھک جا پیر کے آگے

اور میرا مجدد جواب میں فرماتا رہا:

؎ مسلماں ہوں یہ سر جھکتا نہیں ہے غیر کے آگے

اِس کی اس جرأت رندانہ کا اعتراف درویش لاہوری نے بھی کیا کہ

؎ حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک جو ہے زیر فلک مطلع انوار
اِس خاک ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اِس خاک میں پوشیدہ ہے وہ مخزنِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جانگیر کے آگے
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

مولانا کفایت علی کافی:

یا پھر اِس معیار پر پورا اُترنے والا وہ مولانا کفایت علی کافی تھا کہ جس نے تختہ دار پر بھی یہ اشعار پڑھے۔

؎ کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا!
پر رسول اللہؐ کا دین حسن رہ جائے گا
ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اڑا جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا!
اطلس و کمخوب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اِس تن بے جان پر خالی کفن رہ جائے گا

حضرت امام خطابت:

اِسی معیار پر پورا اُترنے والی ایک شخصیت حضرت امام خطابت علامہ غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف سمندری والے بھی تھے۔ وقت کے آمر نے سچی بات کہنے پر ضلع بدر کیا اور پھر اُس وقت کے وزیر اوقاف مولوی کوثر نیازی کو ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کا چیک دو کنال اراضی کے کاغذات، ملکیت برائے امام خطابت دے کر بھیجا۔

لاہور داتا مارکیٹ میں ایک مکان پر کوثر نیازی نے کہا:
حضرت بچوں پر ترس کھایئے اور اپنی جوانی پر رحم کیجئے۔
وزیر اعظم بھٹو نے تو بہت سخت آرڈر دے رکھا تھا۔ میں نے اس کی منت سماجت کی ہے کہ میں مولانا کو سمجھاؤں گا۔ یہ پلاٹ کے کاغذات اور ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ لے لو۔

صرف ایک کام کرنا ہے کہ گورنمنٹ کی ہاں میں ہاں ملانی ہے۔ حضرت کو جوش آ گیا اور فرمایا: کوثر نیازی صاحب لاؤ رقم میرے سامنے رکھو۔ میں اس پر پیشاب کی دھار مارتا ہوں۔ تم نے مجھے بکاؤ مال سمجھ رکھا ہے۔ یاد رکھو میں حضرت مجدد الف ثانی کا غلام ہوں، کیسے بک سکتا ہوں وہ اور لوگ ہیں پہلے بکتے ہیں۔ پھر بکتے ہیں، مگر میرا نظریہ یہ ہے کہ

؎ ہوواں نقشبندی جھکاں غیراں آگے
ایہہ مسلک تے نہیوں سرہند دے وَلی دا
میں قائل ہیں انج تے ہر اِک ہی والی دا
سگ خاص ہاں پر جماعت علی دا

ہم دَربارِ رسالتؐ میں بک چکے ہیں:

اور سنو۔ مولوی کوثر نیازی صاحب سنو۔ ہم پہلے ہی بک چکے ہیں۔ پاکستان کے بازار میں نہیں بلکہ نبیوں کے سلطان کے دربار میں۔ سودا درہم دینار پر سونے چاندی پر نہیں ہوا بلکہ یہ خواہش پوری ہوئی ہے کہ

؎ غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں!
محمدؐ نام پر سودا سرِ بازار ہو جائے

حضراتِ گرامی!

یہ ہے چوتھا گروہ صالحین جو کہ اِنعام یافتہ گروہ ہے اِس سے جو کٹ جائے وہ فرقہ

ہوتا ہے کیونکہ وہ جماعت سے کٹ گیا۔

اَہلسنّت و جماعت فرقہ نہیں:

یاد رکھیئے اہلسنّت و جماعت فرقہ نہیں جماعت ہے کیونکہ یہ سب کو مانتے ہیں:

نبیوں پر — اِن کا ایمان۔

صدیقوں پر — اِن کا ایمان۔

شہداء پر — اِن کا ایمان۔

صالحین پر — اِن کا ایمان۔

جس نے عظمت نبوت کا اِنکار کیا وہ نکل گیا اور بن گیا فرقہ

جس نے عظمت صدیق کا اِنکار کیا وہ نکل گیا اور بن گیا فرقہ

جس نے عظمت شہداء کا اِنکار کیا وہ نکل گیا اور بن گیا فرقہ

جس نے عظمت شہداء کا اِنکار کیا وہ نکل گیا اور بن گیا فرقہ

کیونکہ فرقہ تفریق سے ہے اور تفریق کا مطلب ہے نکالنا۔ چھوٹی رقم کو بڑی رقم سے نکالنے والے سوال کو تفریق کا سوال کہتے ہیں۔

لہٰذا یہ سب نکلے ہوئے فرقے ہیں۔ ہم انہیں دعوت فکر دیتے ہیں کہ آؤ واپس آجاؤ۔

دعوتِ فکر:

عظمت انبیاء کو — تسلیم کرلو۔

عظمت صدیقین کو — تسلیم کرلو۔

عظمت شہداء کو — تسلیم کرلو۔

عظمت اَولیاء کو — تسلیم کرلو۔

فرقے نہ بنو۔ جماعت کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ یہ تعمیل ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فرمایا:

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا"

(پارہ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۰۳)

"اور تھام لو اللہ کی رسی کو اکٹھے ہو کر اور فرقے نہ بنو۔

آؤ۔ انعام یافتہ لوگوں کا دامن تھام لیں اور انبیاء صدیقین شہداء صالحین کے قدموں کی خاک بن جائیں، اِسی میں عافیت ہے۔ اِسی میں ملک و ملت کی بھلائی ہے۔ اِسی میں دُنیا و آخرت کی خیر ہے۔

"وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ"

دوسرا خطبہ

توحید کی دلیل ناطق

؎ آؤ یہ راز تم کو بتاؤں کیوں ہے بے نکتہ نام محمدؐ
نام پر بوجھ نکتے کا آئے حق کو یہ بھی گوارا نہیں ہے!

خطبہ:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ

درودِ شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضراتِ محترم!

آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں لفظ برہان کے متعلق بحث کی جائے گی اور اس کا ایک معنیٰ آج اور دوسرا معنیٰ إنشاء اللہ العزیز اگلے جمعہ کے خطبہ میں عرض کیا جائے گا۔

حضراتِ سامعینِ کرام!

جب بھی کوئی آنیوالا آتا ہے تو اُس کی آمد پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون آیا۔ کہاں سے آیا۔ کس کی طرف آیا۔

جب حضور تاجدارِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہی سوال پیدا ہوا تو فرمایا:

تم پوچھتے ہو کون آیا۔ تو سنو۔

"قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ" برہان آیا۔

تم پوچھتے ہو کس کی طرف آیا تو سنو۔

قَدْ جَآءَكُمْ. تمہاری طرف آیا۔

تم پوچھتے ہو کہاں سے آیا تو سنو۔

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے آیا ہوں۔

تو اَب پورا ترجمہ یہ ہوا کہ

"قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ" (پارہ ۶ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۵)

تحقیق آیا تمہاری طرف برہان تمہارے رب کی طرف سے

برہان بمعنی دلیل:

حضراتِ گرامی!

لفظ برہان کے کئی معانی ہیں مگر میں نے آج صرف ایک معنیٰ پر بحث کرنی ہے اور وہ ہے دلیل۔

یعنی فرمایا: اَے لوگو تمہارے پاس رب کی طرف سے دلیل آ گئی ہے یعنی حضور ذات باری کے دعویٰ توحید کی دلیل ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ ذات باری کی توحید کی دلیل ذات رسالت ہے کیونکہ ہم جو کلمہ پڑھتے ہیں، اِس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ (دعویٰ بھی اور دلیل بھی۔)

ملاحظہ ہو۔

دعویٰ اور دلیل:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دعویٰ ہے اور

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِس کی دلیل ہے۔

دعویٰ اور دلیل میں موافقت:

دعویٰ اور دلیل میں موافقت ہوا کرتی ہے اور دلیل وہی معتبر ہوا کرتی ہے کہ جو دعویٰ

کے مطابق ہو جو دلیل دعویٰ کے موافق و مطابق نہ ہو اُسے تسلیم کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دعویٰ ہے اور

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِس کی دلیل

اِس دعویٰ اور دلیل میں موافقت موجود ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے حروف بھی بارہ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حروف بھی بارہ۔

اِدھر الا اللہ پر شد	اُدھر رسول اللہ پر شد۔
اِدھر اللہ پر شد	اُدھر محمد پر شد۔
نقطہ اِدھر بھی نہیں	نقطہ اُدھر بھی نہیں۔
وہ بھی بے مثال	یہ بھی بے مثال۔
وہ بھی لاجواب	یہ بھی لاجواب،
وہ بھی لاشریک	یہ بھی لاشریک۔
عیب اس میں بھی نہیں	عیب اُس میں بھی نہیں۔
وہ خدا ہے	یہ مصطفیٰ ہے۔
وہ خدائی میں لاجواب ہے	یہ مصطفائی میں لاجواب ہے۔
اِس کا خدائی میں شریک نہیں	اُس کا مصطفائی میں شریک نہیں۔
وہ بھی بے نقطہ ہے	یہ بھی بے نقطہ ہے۔
خدا بھی نقطے سے پاک	مصطفیٰ بھی نقطے سے پاک۔

تو پھر جو ان پر نکتے لگائے کتنا بے وقوف ہے۔ جاہل ہے۔ وہ پتھر کی لکیروں کو مٹانا چاہتا ہے وہ شیشے کے محل کو پتھر سے بچانا چاہتا ہے مگر خود ہی پتھر مارتا ہے۔

یہ راز کی بات ہے۔

آؤ یہ راز تم کو بتاؤں کیوں ہے بے نکتہ نام محمدؐ

نام پر بوجھ نقطے کا آئے حق کو یہ بھی گوارا نہیں ہے

اسم احمد کی تعظیم کے منکر وان کی عظمت کو قرآن میں دیکھ لو!

بے لقب اُنکا نام مبارک کہیں اُنکے معبود بھی پکارا نہیں

حضراتِ گرامی!

یہ علیحدہ مضمون ہے جسے کبھی معارف اسم محمد (علیہ السلام) میں بیان کیا جائے گا

اَب اس وقت تو لفظ برہان پر بحث کرنی ہے۔

حضور خدا کی توحید کی دلیل ہیں:

توحید کے دیگر دلائل:

سامعینِ محترم! خدا کی توحید کے اس دلیل کے علاوہ اور بھی دلائل موجود ہیں، مثلاً

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ موجود کہ

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○"

(پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۲-۲۱)

''اے لوگو عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا فرمایا: اور تم سے پہلوں کو پیدا فرمایا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ وہ جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت اور اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کے لئے پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لئے مد مقابل اور تم جانتے ہو''۔

زمین، آسمان، بارش:

حضراتِ گرامی اِس آیت کریمہ سے ثابت ہو۔

ہمارا پیدا ہونا	اس کی توحید کی دِلیل۔
ہم سے پہلوں کا پیدا ہونا	اس کی توحید کی دِلیل۔
زمین کو بچھونا بنانا	اس کی توحید کی دِلیل۔
آسمان کو عمارت بنانا	اس کی توحید کی دِلیل۔
بارش برسانا	اس کی توحید کی دِلیل۔
اس سے پھل نکالنا	اس کی توحید کی دِلیل۔

دُوسرے مقام پر فرمایا:

"ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَہٗ مَنَازِلَ"

(پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۵)

"وہی ہے جس نے بنایا سورج کو روشنی اور چاند کو نور اور مقرر کیں اُس کی منزلیں"۔

چاند سورج اور اُس کی منزلیں:

معلوم ہوا کہ

چاند کو نور بنانا	اس کی توحید کی دلیل۔
سورج کو درخشندہ بنانا	اس کی توحید کی دلیل۔
چاند کی منزلیں مقرر کرنا	اس کی توحید کی دلیل۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ"

(پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر ۲۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن اور داخل کرتا ہے دِن کو رَات میں"۔

دِن رَات:

معلوم ہوا کہ

دن کا رات میں داخل ہونا	اُس کی توحید کی دلیل۔
رات کا دن میں داخل ہونا	اُس کی توحید کی دلیل۔

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے کہ

"اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ"

(پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۲)

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا فرمایا: آسمانوں کو اور زمین کو"۔

زمین و آسمان:

معلوم ہو کہ

زمین کا پیدا ہونا	اُس کی توحید کی دلیل۔
آسمان کا پیدا ہونا	اُس کی توحید کی دلیل۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً"

(پارہ ۴ سورۃ النساء آیت نمبر ۱)

"اَے لوگو اپنے اِس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے اِن دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں)"۔

تخلیق آدمؑ وحوا:

معلوم ہوا۔

تخلیق آدمؑ اُس کی توحید کی دلیل۔

تخلیق زوجین اُس کی توحید کی دلیل۔

مردوں کی تخلیق اُس کی توحید کی دلیل۔

عورتوں کی تخلیق اُس کی توحید کی دلیل۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ" (پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۲)

''اور وہی ہے جس نے پیدا کیے ہیں، باغات کچھ چھپروں پر چڑھائے ہوئے اور کچھ بغیر اس کے اور کھجور اور کھیتی الگ الگ کھانے کی چیزیں انکی اور زیتون اور انار (جو شکل میں) ایک جیسے اور (ذائقہ میں) مختلف''۔

باغات کھیتیاں درخت:

معلوم ہوا!

باغات کا پیدا ہونا اُس کی توحید کی دلیل۔

کھیتوں کا پیدا ہونا اُس کی توحید کی دلیل۔

درختوں کا پیدا ہونا اُس کی توحید کی دلیل۔

مختلف ذائقوں کا پیدا ہونا اُس کی توحید کی دلیل۔

"اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ" (پارہ ۲۲ سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۷)

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُتارتا ہے آسمان سے پانی پس ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے طرح طرح کے پھل جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں سے بھی رنگ برنگ ٹکڑے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ مختلف رنگوں میں اور بعض حصے سخت سیاہ''۔

رنگ برنگے پہاڑ اور پھل پھول:

پتہ چلا کہ:

یہ رنگ برنگے پھول اور پھل اللہ کی توحید کی دلیل۔

یہ مختلف رنگ کے پہاڑ اللہ کی توحید کی دلیل۔

فرق یہ ہے:

حضورؐ بھی دلیل۔

یہ سب بھی دلیل۔

مگر ان میں فرق یہ ہے کہ یہ سب خاموش دلائل ہیں اور حضورؐ منہ سے بولتی ہوئی دلیل ہیں۔

یہ سب خاموش دلائل ہیں:

زمین و آسمان توحید کی دلیل ہیں مگر خاموش۔

چاند توحید کی دلیل ہے مگر خاموش،

سورج توحید کی دلیل ہے مگر خاموش،

دن توحید کی دلیل ہے مگر خاموش،

رات توحید کی دلیل ہے مگر خاموش،

زمین توحید کی دلیل ہے مگر خاموش،

آسمان توحید کی دلیل ہے مگر خاموش،

باغات توحید کی دلیل ہیں — مگر خاموش،
کھیتیاں توحید کی دلیل ہیں — مگر خاموش،
درخت توحید کی دلیل ہیں — مگر خاموش،
رنگ برنگے پھل پھول توحید کی دلیل ہیں، مگر خاموش،
مختلف رنگ کے پہاڑ توحید کی دلیل ہیں مگر خاموش،

حضورؐ ناطق دلیل ہیں:

اور کملی والا توحید کی دلیل ہے — مگر ناطق۔
فاطمہؓ کا بابل توحید کی دلیل ہے — مگر ناطق۔
حسنینؓ کا نانا توحید کی دلیل ہے — مگر ناطق۔
یہ دلیل کبھی چٹیل میدانوں میں — گونجتی رہی۔
کبھی لق و دق صحراؤں میں — گونجتی رہی۔
کبھی فارس کی چوٹیوں میں — گونجتی رہی۔
کبھی اُحد کی پہاڑیوں میں — گونجتی رہی۔
کبھی مکہ کے بیابانوں میں — گونجتی رہی۔
کبھی مدینہ کی اذانوں میں — گونجتی رہی۔
کبھی بدر اُحد خندق کے میدانوں میں — گونجتی رہی۔

اقبالؒ نے کیا خوب کہا کہ

یہ ایسی دلیل ہے کہ اس کے وجود سے سب دلائل قائم ہیں:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب!
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

دعویٰ والا بھی موجود دلیل بھی موجود:

حضراتِ گرامی! دعویٰ ہر اس جگہ ہوتا ہے جہاں دلیل کا وجود ہو کیونکہ دلیل

سے دعویٰ کی پہچان ہے اس لئے جہاں دعویٰ موجود ہیں دلیل موجود پتہ یہ چلا کہ جہاں خدا موجود وہیں مصطفیٰ موجود۔

قرآن پاک نے واضح فرمادیا ہے کہ

خدا ہر نفس میں موجود ہے۔

اور مصطفیٰ ہر مومن کے دل میں موجود ہے۔

"وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" (پارہ ۲۶ سورۃ الذاریات آیت نمبر ۲۱)

میں تمہارے نفسوں میں ہوں۔

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۶)

نبی تمہاری جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

دعویٰ والا بھی نور دلیل بھی نور:

ارشاد باری ہے۔

"اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۳۵)

اللہ زمین و آسمانوں کا نور۔

"قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۵)

تحقیق تمہاری طرف آیا نور

خدا بھی نور ہے۔

اور مصطفیٰ بھی نور ہے۔

دعویٰ والا بھی عالم دلیل بھی عالم:

اللہ فرماتا ہے:

اللہ بھی عالم غیب ہے: "عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ"

پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ (پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۲)

اور

مصطفیٰ بھی عالم غیب ہے:

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۳)

اور سکھایا آپ کو جو آپ نہ جانتے تھے۔

دعویٰ والا بھی شہید دلیل بھی شہید:

ارشاد باری ہے:

اللہ بھی شہید ہے: "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْد"

اللہ ہر شئے پر گواہ (پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۱۷)

اور

مصطفیٰ بھی شہید ہے، "وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْد٥"

قیامت کے میدان میں سب پر حضور گواہ۔ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۴۱)

دعویٰ والا بھی حاکم دلیل بھی حاکم:

ارشاد فرمایا:

اللہ بھی حاکم: "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" (پارہ ۷ سورۃ انعام آیت نمبر ۵۷)

حکم صرف اللہ کا

مصطفیٰ بھی حاکم: "لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ"

وہ مومن نہیں جو آپ کو حاکم نہ مانے۔ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵)

خاموش بھی ناطق ہو گئے:

حضراتِ محترم! حضور اللہ کی توحید کی ایسی ناطق دلیل ہیں کہ جن خاموش دلیلوں کو حضور کے دامن سے نسبت ہو گئی وہ بھی ناطق ہو گئیں۔ چھ ماہ کا بچہ کبھی نہیں بولتا مگر جب وہی بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا جائے تو بول اُٹھتا ہے۔

علامہ رُومی فرماتے ہیں کہ

ششماہا بچہ بول اُٹھا:

ایک عورت اپنے ششماہے بچے کو اِس لئے حضور کی بارگاہ میں لائی کہ میں آزماؤں نبی سچا ہے یا معاذ اللہ......

چھ ماہ کا بچہ سرکار کی بارگاہ میں کپڑے میں لپیٹ کر پیش کیا اور پوچھا......اگر آپ نبیؐ ہو تو بتاؤ۔

یہ بچہ ہے یا بچی۔ لڑکا ہے یا لڑکی۔ مذکر ہے یا مونث۔

ابھی وہ پوچھ ہی رہی تھی کہ بچہ بول اُٹھا:

"گفت کودک سلم اللہ علیك

یا رسول اللہ قد جئنا الیك"

اَے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ

"قَدْ جِئْنَا اِلَيْكَ" "ہم آپ کی طرف آئے ہیں"

کوئی کسی وزیر کے پاس جاتا ہے۔

کوئی کسی اُمیر پاس جاتا ہے۔

مگر ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ اُم الانبیاء کے پاس اللہ کے محبوب کی خدمت میں۔

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْجِئْنَا اِلَيْكَ"

ماں نے دیکھا تو پریشان ہو گئی۔

کہا، چپ ہو جا۔

اُس نے کہا یہ دیکھو، جبرئیلؑ میرے پاس کھڑے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے بچے بول آج مصطفیٰ کا اِمتحان ہو رہا ہے۔

اَللہ اکبر۔

؎ گفت حق آموخت و آنکہ جبرئیلؑ !
درمیاں با جبرئیلم من رسیل

یہ ٹھیک ہے بچے بول نہیں سکتے۔لیکن جب عصمت نبوت کا معاملہ ہوتو بچے بھی بول اُٹھتے ہیں۔جب وہ بولا تو حضور علیہ السلام نے بڑے پیار سے پوچھا:

اَے بچے تیرا نام کیا ہے؟

بچے نے جواب دِیا۔

؎ گفت نامم پیش حق عبد العزیز
عبد عزیٰ پیش آں یکمشت نیز

میرا نام اللہ کے نزدیک لوحِ محفوظ میں عبدالعزیز ہے مگر میری ماں نے میرا نام عبدالعزیٰ رکھا۔

اَندازہ فرمائیے:

لوحِ محفوظ کا علم آ گیا اُس بچے کو۔

صرف دامن مصطفےٰ سے وابستہ ہوا تو اُسے لوحِ محفوظ کا علم آ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوحِ محفوظ کا علم کیسے نہیں ہوگا۔

لوحِ محفوظ بچے نے دیکھ لی کیونکہ

؎ لوح محفوظ اَست پیشانی یار!
رازِ پنہاں می شود زاں آشکار

بچے نے بت سے بیزاری کا اعلان کر دیا:

بچے نے عرض کیا حضورؐ:

یہ نام میری ماں نے رکھا ہے میں تو عزی بت سے بیزار ہوں۔

؎ من زعزی پاک و بیزار و بری
حق آنکہ دادت ایں پیغمبری

یا رسول اللہ! میں تو عزیٰ سے بیزار ہوں۔مجھے اُس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

خدا اور معبود سچا وہی ہے جس نے آپکو پیغمبر بنایا ہے۔

اِستنِ حنانہ اَز ہجرِ رسولؐ:

بچہ تو جاندار چیز ہے۔

حضراتِ محترم! بے جان درخت بول اُٹھا۔

محدثین نے لکھا ہے کہ صحابہؓ نے حضورؐ سے عرض کر کے منبر تیار کروالیا۔جب منبر نہیں تھا تو سرکارؐ اِس کھجور کے خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔جب منبر بن گیا تو حضورؐ نے منبر پر خطبہ دِیا۔اِس خشک تنے نے حضورؐ کی جدائی میں رونا شروع کر دیا۔

صحابہؓ نے اُس کا رونا سماع فرمایا:

وہ فرماتے ہیں:

"سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ اَصْوَاتِ الْعِشَارِ" (بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۲۵صفحہ ۲۸۱)

''ہم نے اِس سے ایسی آواز سنی، جیسے اُونٹنی کا بچہ روتا ہے''۔

رُومی فرماتے ہیں:

؎ اِستنِ حنانہ اَز ہجرِ رسولؐ
نالہ میزد ہمچوارِ باب عقول!

گویا کہ اُس نے میاں صاحب کی زبانی عرض کیا:

؎ پناہ خدا دِی اُتے قسم خدا دی برے عذاب جدائیاں
پچھلے لوگ جدائیاں کولوں دیندے گئے دہائیاں
آدر داہن خالی خانے یا وچہ دخل مکاناں!
محبوباں نوں وداع کریندیاں مشکل بچدیاں جاناں

عاشق رسولؐ حامل فروع و اُصول عالم علم لدنی حضرت علامہ الحاج مولانا محمد یوسف نگینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی منظر کشی یوں فرمائی کہ

میں تیریاں وچہ اُڈیکاں دے دن گزاراں رو رو کے
ہن سن میریاں فریاداں نوں ہر وقت پکاراں رو رو کے
آساں دے پھل کملا گئے نے نہیوں پھیرا پایا مالی نے!
ٹر چلیاں میرے گلشن چوں تھک ہار بہاراں رو رو کے

ایک اور عاشق نے عرض کیا کہ

در تے کھڑا غلام بڑی دیر ہو گئی
بھر دو میرا وی جام بڑی دیر ہو گئی
دو مٹھڑے مٹھڑے بول ذرا بول سوہنیاں
سنیاں تیرا کلام بڑی دیر ہو گئی

ہماری عرض:

اے آقاؐ۔
والضحیٰ کے چہرے والے آقاؐ۔
والیل کی زلفوں والے آقاؐ۔
الم نشرح کے سینے والے آقاؐ۔
میرے مدینے والے آقاؐ۔
خوشبودار پسینے والے آقاؐ۔
واسطہ صدیقؓ کی صداقت کا۔ فاروق کی عدالت کا۔
عثمانؓ کی سخاوت کا۔ حیدر کی شجاعت کا۔
فاطمہؓ کی عصمت کا۔ حسنؓ کی ریاضت کا۔
حسینؓ کی شہادت کا۔ صغریٰ کی زاری کا۔

عابد کی بیماری کا۔ کربلا کے پیاسے ننھے شہید کا۔
آج ہمیں بھی شرف کلام سے مشرف فرما دے آقا! ہمیں بھی چہرہ انور دکھا دے۔

اے الم نشرح دے سینے والیا
اے شہنشاہا مدینے والیا
تیری دید لئی اکھیاں دا بوہا کھولیا
آوی جاہن میرے مدنی ڈھولیا
آوی جاہن کول او گنہار دے
تارے سبھناں دا بیڑا تار دے

حضراتِ سامعین!

جب کھجور کا وہ خشک تنا رویا اور اُس نے عرض کیا:

میرے دل کی دھڑکنوں میں تیرا نام آ گیا ہے
لے لو سلام آقاؐ یہ غلام آ گیا ہے
یہ کہاں نصیب میرے کہ تو آپ چل کے آتا
کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے

حضور علیہ السلام تشریف لے آئے اور اُس کی پشت پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا کہ میں تجھے ہرا بھرا نہ کر دوں۔ (جامع المعجزات اُردو صفحہ ۹۲)

تو گویا اس نے عرض کیا:

باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری!
یار ملن دُکھ جان ہزاراں شکر کراں لکھ واری

حضور نے صحابہؓ سے فرمایا کہ یہ اس لئے روتا ہے کہ میں نے اِس پر ٹیک لگا کر خطبہ دینا بند کر دیا ہے۔

جب حضور نے اپنا دست اس پر رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ جب مسجد کی تعمیر نو ہوئی تو حضرت اُبی ابن کعب اُسے اپنے گھر لے گئے۔ (شواہد النبوت صفحہ ۱۶۱)

بت بول اُٹھا:

ابوجہل کا بیٹا عکرمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ دور رہا کرتا تھا کہ کہیں اسلام قبول نہ کر بیٹھے۔ ایک دن اتفاقاً حضورؐ سے ملاقات ہو گئی۔ حضورؐ نے نبوت سے پہچان لیا کہ یہی عکرمہ بن ابی جہل ہے۔

آپ نے عکرمہ سے فرمایا:

عکرمہ۔ تم کتنے حسین و جمیل ہو۔ اسلام قبول کر لو۔ جنتی ہو جاؤ گے۔

عکرمہ یہ سن کر گھبرایا اور بھاگ نکلا۔

وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔

''میں مر گیا ہوتا تو اچھا تھا کاش میں محمدؐ کا چہرہ نہ دیکھتا''

وہ سیدھا بت خانے آیا اور بتوں کے قدموں میں گر کر کہنے لگا۔

''میرے معبودو! میری رُوح قبض کر لو محمد کو دوبارہ دیکھنے سے بہتر ہے کہ میں مر جاؤں''۔

بت نے کہا!

''کیا کہتا ہے کہ تو محمد کو دوبارہ نہ دیکھے اور مر جائے''۔

ارے تم نے نہیں دیکھنے کا اِرادہ کرنا ہے تو وہ میرے لئے کرو۔

محمدؐ تو خدا کے سچے رسولؐ ہیں انہیں مت بھولو۔

بھولنا ہے تو نے تو تو مجھ کو بھول
مصطفےٰ تو اللہ کے ہیں سچے رسولؐ
مثل احمد کل جہاں میں ہے نہیں
مصطفےٰ تو بھولنے کی شئی نہیں

عکرمہ۔ محمدؐ نے تمہارے مسلمان کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اب اِن سے بچنا تمہارے لئے محال ہو گا۔

عکرمہ نے جب بت کی باتیں سنی تو کہنے لگا اب تو میرے خدا بھی میرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں، بہتر ہے کہ دریا میں ڈوب کر ہی مر جاؤں۔ دریا پر گیا۔ چھلانگ لگائی تو آواز قدرت آئی۔

اَے دریا مت تو اس کو غرق کر
پڑ گئی ہے محبوبؐ کی اِس پر نظر

دریا نے نکال باہر کیا:

بالآخر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا۔

فرمایا: عکرمہ کیا ہوا۔ عرض کیا:

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے

فرمایا: پھر اَب

تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

(جامع المعجزات صفحہ ۲۹۶ صفحہ ۲۹۵ صفحہ ۲۹۵ صفحہ ۲۹۳)

انگشت مبارکہ سے مس ہونیوالا کھانا بول اُٹھا:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:

''كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ'' (بخاری اوّل صفحہ ۵۰۵)

''حضورؐ جس کھانا کو تناول فرماتے تھے ہم نے اِس کھانے سے تسبیح کی آواز سنی تھی، حالانکہ وہ کھایا جا رہا تھا''۔

حضرات گرامی!

''جس کھانے میں جان نہیں وہ حضور علیہ السلام کی انگشت مبارکہ سے مس ہوا تو اِس میں جان آ گئی اور بول کر تسبیح کرنے لگا''۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تو ناطق تھے ہی، آپ کی نسبت جس بے جان سے ہوئی وہ بھی ناطق ہو گیا۔

بکری کا گوشت بول اُٹھا:

حضرات گرامی!

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تھا تو

"اُهْدِيَتْ لِلنَّبِي شَاةٌ فِيهَا سَمٌّ"

نبی اکرم علیہ السلام کو ایک زہر آلود بکری ہدیہ کی گئی۔ تا کہ پتہ چل جائے کہ نبیؐ ہیں یا نہیں۔ اگر نبیؐ نہ ہوئے تو انہیں یہ گوشت (معاذ اللہ) ہلاک کر دے گا اور اگر نبیؐ نہ ہوئے تو اُنہیں نقصان نہ دے گا۔

بکری بولی، اے اللہ کے رسولؐ مجھے مت تناول فرمانا۔ کیونکہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ان خیبر کے یہودیوں کو جمع فرما کر فرمایا: اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو سچ سچ بتاؤ گے۔

کہا: جی ہاں بالکل سچ بتائیں گے۔

فرمایا: پھر سن لو۔ تم نے بکری میں زہر ملایا ہے۔ (بخاری شریف اوّل صفحہ ۴۴۹)

جس بکری دا ہے ایہہ گوشت لوکو!
اوہ تے اَدبوں پئی عرض سناوندی اے
نہ کھادیا جے میں وچہ زہر ملیا
ذات نبیؐ دی ایہہ بتلاوندی اے

حضرات گرامی!

جس بکری پر تین اموات جمع ہو چکی ہیں۔

1- پہلی ذبح والی:

اُسے ذبح کر دیا بلکہ بوٹیاں بوٹیاں کر دی گئیں۔

2- دُوسری اُسے پکانے والی:

ایک انسان کو آگ پر رکھو تو جل کے مر جائے گا۔

3- تیسری زہر والی:

اگر کسی کو زہر دیدو تو ہلاک ہو جائے گا۔

بکری کو ذبح کیا گیا۔

پھر آگ پر پکایا گیا۔

پھر اس میں زہر ملایا گیا

مگر سرکار دو عالمؐ کی انگشت مبارکہ سے مس ہوا تو زِندہ ہو کر بول اُٹھا۔

نبی حیات بخش ہے:

ایسے بھی مسلمان ہیں جو کہتے ہیں کہ نبیؐ مر کر مٹی میں مل گیا (معاذ اللہ استغفر واللہ)

ان سے پوچھو نبیؐ مر گیا ہے تو تم کس کا کلمہ پڑھتے ہو؟

پاگلو مردہ نبی کا کلمہ پڑھتے ہو۔

میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف خود ہی حیات نہیں، بلکہ حیات بخش ہے اس کی نسبت بے جانوں سے ہو تو اُن میں جان پڑ جاتی ہے۔

زہر آلود بکری سے ہو تو وہ زندہ ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

غسان کا بت

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائے اسلام کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کی خدمت عالی مرتبت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں

ایک اجنبی آیا اور آ کر ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اُس کے لباس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بہت دور سے سفر کر کے آیا ہے۔

اُس نے ہم سے پوچھا:

''آپ میں سے محمد کون ہیں؟''

ہم نے حضورؐ کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ حضورؐ وہ ہیں تو وہ اجنبی حضور علیہ السلام سے مخاطب ہو کر بولا:

''پہلے میں آپ کو اپنے بت کی بات سناؤں یا آپ مجھے اپنے رب کے احکام سنائیں گے؟''

فرمایا: پہلے مجھ سے میرے رب کے احکام سنو!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہہ کر فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

۱- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دینا۔

۲-نماز قائم کرنا۔

۳-زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴- رمضان کے روزے رکھنا۔

۵-اگر توفیق ہو تو حج کرنا۔

پھر فرمایا:

اب بتاؤ تمہارے بت نے کیا کہا ہے؟

اجنبی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! میرا نام غسان بن مالک العامری ہے ہمارا اِک بت ہے جس کے قدموں میں رجب کے مہینہ میں ہم اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں ہم میں سے عصام نامی ایک شخص نے بت کے سامنے قربانی دی جب وہ قربانی سے فارغ ہوا تو بت سے آواز آئی۔

''اے عصام اسلام ظاہر ہو چکا ہے اور بت سرنگون ہو چکے ہیں''۔

عصام نے ہمیں یہ بات بتائی۔ چند روز بعد طارق نامی ایک شخص نے بھی اس کے قدموں میں قربانی پیش کی تو بت کے شکم سے آواز آئی۔

''طارق نبیٔ صادق اپنے عزیز خالق کی جانب سے وحیِ ناطق لے کر آ چکے ہیں''۔

طارق نے شور مچا دیا اور تمام لوگوں کو یہ بات بتا دی۔

ہم نے آپ کے بارے میں سن رکھا تھا اس طرح ہم لوگ گومگو میں پڑ گئے۔ یہاں تک کہ تین روز ہو گئے ہیں۔

یہی واقعہ میرے سامنے پیش آیا ہے میں بھی جب قربانی سے فارغ ہوا تو بت نے فصیح زبان میں کہا:

غسان:

''جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط

''بنی ہاشم مبعوث ہو چکے ہیں ان کے غلاموں کو سلامتی اور دشمنوں کو ندامت ہے''۔

یہ کہہ کر بت اوندھے منہ گر پڑا۔

غسان نے اپنی داستان ختم کی اور حضورؐ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ صحابہؓ نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ (جامع المعجزات اُردو ص۲۵، ص۲۶)

حضرات سامعین!

سرکارِ دو عالم علیہ السلام توحید کی وہ دلیل ہیں جن کے دامن سے وابستہ ہو کر بت بولے۔ گونگوں نے کلمہ پڑھا۔

بے جان بول پڑے

فرمایا:

"قَدْ جَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط

تمہاری طرف دلیل آ گئی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ.

تیسرا خطبہ

سراپا معجزہ

میں قربان اس ادائے دستگیری پر مرے آقاؐ

مدد کو آ گئے جب بھی پکارا یا رسول اللہؐ

خطبہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

سابقہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں برہان بمعنی دلیل بیان کیا گیا تھا اور آج برہان معنی معجزہ کا بیان ہوگا۔

کیونکہ برہان کی نسبت جب اللہ کی طرف ہو تو اس کا معنی دلیل ہے اور جب پیغمبر کی طرف ہو تو اس کا معنی معجزہ ہے۔

ملاحظہ ہو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ"

"حضرت زلیخا نے قصد کر لیا یوسف علیہ السلام کا اور وہ بھی قصد کر لیتے اس کا اگر نہ دیکھتے اپنے رب کی دلیل کو"

اس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ کی برہان کہا گیا ہے۔ برہان کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس کا معنی دلیل ہے۔ پیغمبر کی طرف ہو تو اس کا معنی معجزہ ہے۔ اللہ کی دلیل حضرت یعقوب علیہ السلام اور سیدنا یوسف و زلیخا کیلئے ایک معجزہ رونما ہوا کہ کہاں کنعان اور کہاں مصر۔ ہزاروں میل دور رہنے والے حضرت یعقوب علیہ السلام آن واحد میں ساتویں مقفل کوٹھری میں نظر آ گئے۔

نبی ﷺ آ سکتے ہیں یہاں

اگر حضرت یعقوب علیہ السلام آن واحد میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے آ سکتے ہیں تو میرا نبی ﷺ مدینہ سے فیصل آباد کیوں نہیں آ سکتا؟

درد دل سے پکارو تو وہ تشریف لاتے ہیں۔

میں قرباں اس ادائے دستگیری پر میرے آقا ﷺ
مدد کو آ گئے جب بھی پکارا یا رسول اللہ ﷺ

حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں آئے

اگر آپ کہیں کہ کہاں لکھا ہے کہ ان دونوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا تو میں عرض کروں گا۔ اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کریں۔ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا کہ:

"حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ دانتوں میں انگلی دبائے کھڑے ہیں۔"

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۴۲۳)

سند المفسرین حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ تَمَثَّلَ لَهٗ یَعْقُوْبُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَاٰهَا عَاضًّا اَصَابِعَهٗ وَيَقُوْلُ لَهٗ اَنْتَ مَكْتُوْبٌ فِيْ زُمْرَةِ الْاَنْبِيَآءِ '' (تفسیر کبیر جلد نمبر۵ ص۱۲۰)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت پاک نظر آئی جو انگلیاں منہ میں دبائے فرما رہے تھے کہ اے میرے فرزند ارجمند! تیرا نام انبیاء کرام کے مقدس گروہ میں لکھا جا چکا ہے لہٰذا برائی سے بچ جا اور پھر حضرت ابن عباس کی تصدیق و موافقت کرنے والے مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ بھی ہیں۔''

حضرت عکرمہؓ۔ حضرت مجاہدؓ حضرت حسنؓ حضرت سعید ابن جبیر اور حضرت قتادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں:

''وَقِيْلَ رَءٰى صُوْرَةَ يَعْقُوْبَ عَلَى الْجِدَارِ عَاضًّا ''

(تفسیر فتح البیان، جلد سوم ص۲۲)

''اور کہا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارکہ دیکھی تھی، دیوار پر انگلیاں منہ میں لیے ہوئے تھے۔''

علامہ زمخشری فرماتے ہیں:

''حَتّٰى مَثَلَ لَهٗ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ'' (تفسیر کشاف، جلد دوم ص۴۵۶)

''یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثل ظاہر ہوئی۔''

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

''اِنَّهٗ رَءٰى صُوْرَةَ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَهٗ يَا يُوْسُفُ تَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَهَآءِ وَاَنْتَ مَكْتُوْبٌ فِي الْاَنْبِيَآءِ''

(تفسیر مظہری، جلد نمبر۵ ص۱۵۴)

کہ یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نورانی صورت دیکھی

جو یہ فرما رہے تھے کہ

''اے بیٹا! یوسف علیہ السلام احمقوں کا عمل کرنے لگا ہے حالانکہ تو انبیاء میں لکھا جا چکا ہے۔''

اب یہ کہنا پڑے گا کہ یا تو یوسف علیہ السلام کے حجابات اٹھ گئے۔ یا پھر حضرت یعقوب علیہ السلام یہاں حاضر ناظر تھے۔ اگر وہ حاضر ناظر تھے تو امام الانبیاء کو بھی حاضر ناظر تسلیم کرو۔

اگر یوسف علیہ السلام کے حجابات اٹھ گئے تھے تو مانو کہ انبیاء کرام دور نزدیک سے ایک جیسا ملاحظہ فرماتے ہیں۔

میاں صاحب فرماتے ہیں:

جدوں رب دل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں

حضرات گرامی:

یہ ہے خدا کی قدرت اور نبی کا معجزہ

اسی طرح فرمایا لوگو!

''قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ'' (پ۶، سورۃ النساء، آیت نمبر۱۷۵)

''تحقیق تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس معجزہ آ گیا۔''

یعنی حضور علیہ السلام کی ذات اقدس سر مبارک کے بالوں سے لے کر پاؤں مبارک کے ناخنوں تک سراپا معجزہ ہیں۔

سامعین محترم!

دیگر انبیاء آئے تو معجزے لے کر آئے۔

خلیل اللہ علیہ السلام آئے معجزہ لے کر آئے
ذبیح اللہ علیہ السلام آئے معجزہ لے کر آئے

کلیم اللہ علیہ السلام آئے — معجزہ لے کر آئے

روح اللہ علیہ السلام آئے — معجزہ لے کر آئے

تمام نبی علیہ السلام آئے — معجزہ لے کر آئے

تمام رسول علیہ السلام آئے — معجزہ لے کر آئے

مگر میرے آقا ﷺ آئے — معجزہ بن کر آئے

تمامی نبی علیہم السلام معجزے لے کر آئے!!

ہمارے نبی ﷺ معجزہ بن کے آئے

تمام معجزات دامن محبوب ﷺ ہیں

بلکہ دیگر انبیاء کرام کے تمام معجزات کو جمع کر کے سرکار دو عالم ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ کر دیا گیا اسی لئے کسی فارسی کے شاعر نے بہت خوب فرمایا کہ:

حسن یوسف علیہ السلام دم عیسیٰ علیہ السلام ید بیضا داری!

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا معجزہ

جب اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نار نمرود کو ملاحظہ فرمایا اور۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق!

عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی!

تو اللہ کریم نے ان کو یہ معجزہ عطا فرمایا کہ ان کے وجود با جود کی برکت سے آگ گلزار ہوگئی۔

ارشاد فرمایا:

”یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ“

(پ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت نمبر ۶۹)

”اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ابراہیم علیہ اسلام پر۔“

دیکھنا آگ ذرا میرا خرمن نہ جلے

ساری دنیا کو جلا یار کا دامن نہ جلے

حضور ﷺ کا معجزہ

ہمارے آقا علیہ السلام نے جس دستر خوان یا رومال کو چھوا اسے آگ نہ چھو سکی۔ ملاحظہ ہو:

کچھ آدمی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ آپ ان کے لئے کھانا لائے۔ خورد ونوش کے بعد آپ نے اپنی کنیز کو بلایا اور رومال لانے کیلئے کہا۔ بعد ازاں اس رومال کو آگ میں پھینک دیا۔ کچھ دیر بعد جب اس رومال کو آگ سے نکالا تو وہ دودھ کی طرح سفید ہو چکا تھا اور ذرا بھی نہ جلا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے یہ وہ رومال ہے جس سے رسول ﷺ اپنا چہرہ مبارک صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے آگ میں ڈال کر پاک کر لیتے ہیں اور آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔

(شواہد النبوت اردو ص ۳۳۵)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ ان کی مبارک ایڑیوں کی نسبت سے آب زمزم نکلا۔ جبکہ ان کی والدہ محترمہ تلاش آب میں دوڑ رہی تھیں تو کیا نظارہ دیکھا۔

قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبرئیل کو پایا

انگوٹھا چوستے سائے میں اسماعیل علیہ السلام کو پایا

ٹھٹھک کر رہ گئیں اک اور نظارہ نظر آیا

قریب پائے اسماعیل علیہ السلام فوارہ نظر آیا

حضرت ایوب علیہ السلام کا معجزہ

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو پانی کی ضرورت پیش آئی تو ارشادِ ربانی ہوا:

''اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ''

(پ۲۳ سورۃ ص آیت نمبر۴۲)

''اپنا پاؤں زمین پر مارو یہ نہانے کیلئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کیلئے۔''

زور سے زمین پر پاؤں مارنے کو رکض کہتے ہیں۔ حکم خداوندی کے مطابق آپ نے زمین پر پاؤں مارا۔ قدرت الٰہی سے چشمہ جاری ہوگیا۔ اس پانی سے غسل کیا تو جسم کی ساری بیماریاں دور ہوگئیں پھر اسے پیا تو اندر کے سارے روگ ختم ہوگئے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص۴۴۵)

حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت آیا۔ ادھر آپ کی والدہ کے پاس کھانے اور پینے کو کچھ نہیں تو آپ کھجور کے سوکھے ہوئے درخت کے پاس آئیں۔ اس کے نیچے سے آواز آئی۔

''اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا وَ هُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ٥ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا''

(پ۱۶، سورۃ مریم آیت نمبر۲۶، نمبر۲۵، نمبر۲۴)

''اے مریم علیہا السلام! غمزدہ نہ ہو، جاری کردی ہے تیرے رب نے تیرے نیچے ایک ندی اور ہلاؤ اپنی طرف سے کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں کھاؤ اور پیو اور (اپنے فرزند دلبند کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم کیلئے بارش کی دعا فرمائی۔ تو ارشاد ہوا۔

''اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشَرَةَ عَیْنًا'' (پ۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر۶۰)

''مارو اپنا عصا فلاں پتھر پر تو فوراً بہہ نکلے اس پتھر سے بارہ چشمے۔''

حضرات گرامی:! عصا ایک لگا چشمے بارہ جاری ہوئے۔ یہ کسی مولوی ملاں کا عصا نہ تھا۔ یہ اللہ کے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصائے مبارک تھا کہ جس کی ایک ضرب سے فوری بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔

توجہ فرمائیے!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی ملا	مگر ایڑھی زمین پر مارنا پڑی
حضرت ایوب سلام اللہ علیہا کو پانی ملا	مگر ایڑھی زمین پر مارنا پڑی
حضرت مریم سلام علیہا کو بھی پانی ملا، کھجوریں ملیں۔	مگر درخت کو ہلانا اور زمین پر ایڑھی مارنا پڑی۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی ملا	مگر عصائے مبارک پتھر پر مارنا پڑا

مگر میرا محبوب علیہ السلام صرف اپنی انگشت مبارکہ پانی کے برتن پر رکھ دے تو پانچ چشمے جاری ہوجاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق کتاب شواہد النبوت ص ۱۶۷-۱۶۸ پہ لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام غزوۂ تبوک کے لئے سفر فرما رہے تھے کہ ایک جگہ قافلہ ٹھہرا۔ ساری رات قافلہ وہیں رہا اور اس رات حضور علیہ السلام آرام فرما رہے۔ حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوقتادہ سے پانی طلب

فرمایا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک لوٹا پانی کا تھا جس سے میں نے سرکار ﷺ کو وضو کرایا۔ وضو سے فراغت کے بعد حضور علیہ السلام فرمانے لگے باقی ماندہ پانی کو ذرا سنبھال کر رکھنا یہ بہت کام آئے گا۔ آگے سفر شروع فرمایا تو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قافلہ آپ کے آگے آگے تھا جو ایک ایسی جگہ ٹھہرا جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہر چند فرمایا کہ کسی ایسی جگہ قیام کرو جہاں پانی ہو لیکن کسی نے التفات نہ کی۔ جب صحابہ کرامؓ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ شدت گرمی نے ہمیں بہت متاثر کیا اور پیاس کے باعث اونٹوں کو ہلال کر کے ان کے معدوں کے پانی سے اپنی پیاس بجھا رہے تھے۔ جب حضور علیہ السلام اس صورتحال سے مطلع ہوئے تو فرمایا اگر یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کے فرمان پر عمل پیرا ہوتے تو انہیں کوئی گزند نہ پہنچتی۔ بعد ازاں سرکار ﷺ نے باقی ماندہ پانی طلب فرمایا۔ تو لوگوں کو پانی پینے کیلئے بلایا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک باقی ماندہ پانی پر رکھا اور پانی ڈالنا شروع فرمایا۔ آپ پانی ڈالتے جاتے اور لوگ پیتے جاتے تھے حتیٰ کہ تمام لوگوں نے سیر ہو کر پیا۔ علاوہ ازیں دس ہزار گھوڑے اور پندرہ ہزار اونٹ بھی اس پانی سے سیراب ہو گئے۔

بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ آپ کی پانچ انگشت مبارکہ سے پانی کے پانچ چشمے جاری ہو گئے۔ (جامع المعجزات ص ۲۱۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرات محترم غور فرمائیے!

چشمہ حضرات اسماعیل علیہ السلام کو بھی ملا مگر	محدود
چشمہ حضرت ایوب علیہ السلام کو بھی ملا مگر	محدود
چشمہ حضرت مریم علیہا السلام کو بھی ملا مگر	محدود

چشمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ملا مگر	محدود
مگر جو چشمہ ہمارے آقا ﷺ کو ملا وہ	لامحدود

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ'' (پ ۳۰ سورۃ کوثر آیت نمبر ۱)

''بے شک ہم نے آپ کو چشمہ کوثر عطا فرمایا۔''

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:

اس میں زم زم ہے کہ تھم تھم اس میں جَم جَم ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں!

تو عرض یہ کہ رہا تھا کہ تمام انبیاء کرام معجزات لے کر آئے مگر ہماری سرکار علیہ السلام معجزہ بن کر آئے۔

آپ ﷺ کے بال مبارک	معجزہ
آپ ﷺ کی پیشانی مبارک	معجزہ
آپ ﷺ کی چشمان مبارک	معجزہ
آپ ﷺ کی زبان مبارک	معجزہ
آپ ﷺ کے دندان مبارک	معجزہ
آپ ﷺ کا لعاب دہن مبارک	معجزہ
آپ ﷺ کی انگشت مبارکہ	معجزہ
آپ ﷺ کے پاؤں مبارک	معجزہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم	سراپا معجزہ

موئے مبارک معجزہ

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ نے گھمسان کی جنگ میں آپ کو ایک چیز لا کر دی۔ جب فتح ہوئی تو لوگوں نے پوچھا وہ عورت

کیوں میدان جنگ میں آئی تھی؟ تو فرمایا: میرے پاس ایک ٹوپی ہے جس میں سرکار دو عالم علیہ السلام کے موئے مبارک سلے ہوئے ہیں۔ جنگ میں جاتے وقت اسے پہن لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان مبارک بالوں کا صدقہ مجھے فتح یاب فرماتا تھا۔ آج میں وہ ٹوپی گھر میں بھول آیا تھا تو میری ہمشیرہ مجھے وہ ٹوپی دینے آئی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں میں جنگ کرتا ہوں تو حضور ﷺ کے مبارک بال میری مدد کرتے ہیں۔
(حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۶)

الغرض ان کے ہر مو پہ بے حد درود
ان کی ہر خو وخصلت پہ لاکھوں سلام

پیشانی مبارک معجزہ

ابن عساکر نے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان فرمایا۔ آپ کچھ کپڑا وغیرہ سی رہی تھیں تو سوئی گم ہوگئی۔
''فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَۃُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْھِہٖ'' (حجۃ اللہ علی العالمین ص۶۸۱)
''نبی کریم علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے چہرہ اقدس کے نور کی شعاع سے میری سوئی مل گئی۔''

ہے نبی پاک کیتی دنداں روشنائی سی!
لبھی اوہ سوئی جیہڑی عائشہؓ گوائی سی

پیشانی مبارک سے نور کا نکلنا

حضرات محترم!
منکرین نور مصطفیٰ نے بھی پیشانی مبارک سے نور کا نکلنا اپنی کتابوں میں تحریر کیا۔ ملاحظہ ہو علامہ وہابیہ مولوی محمد صادق سیالکوٹی لکھتا ہے کہ:
حضرت عائشہ طیبہ طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوت کات رہی تھیں اور رسول اللہ

اپنے جوتے کو صاف کر رہے تھے۔ اسی دوران آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ جاری ہوگیا۔ اس پسینہ سے نور نکلنے لگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ دیکھ کر حیران ہوگئیں۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو کیوں حیران ہوئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی پیشانی سے پسینہ جاری ہوا اور اس پسینہ سے نور جاری ہوا۔ حضور ﷺ اگر آپ کو ابوکبیر ہذلی (اس حالت میں) دیکھتا تو وہ اس شعر کا جو اس نے اپنے محبوب کیلئے کہا تھا آپ کو زیادہ حقدار سمجھتا۔ (وہ شعر آپ پر پورا پورا صادق آتا) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ابوکبیر ہذلی کا کیا شعر ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ شعر پڑھا۔

فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اَسَارِ یرِ وَجْھِہٖ
بَرَقَتْ کَبَرَقِ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلٖ

''جب تو (اے دیکھنے والے!) اس (محبوب) کے چہرے کی لکیروں کو اور نشانیوں کی طرف نظر کرے تو اس طرح چمکتی ہیں' جس طرح چمکنے والے بادل سے شعلہ زن بجلی جلوہ ریز ہوتی ہے۔''

یہ سن کر حضور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اللہ تعالیٰ میری طرف سے تجھ کو جزائے خیر دے جس طرح تو نے مجھے خوش کیا ہے میں تجھ کو ایسا خوش نہیں کر سکا۔ (سنن کبریٰ بیہقی بحوالہ جمال مصطفیٰ ص۱۳۲-۱۳۳' مصنف مولوی صادق سیالکوٹی اہلحدیث)

حضرات گرامی!
ان عقل کے اندھوں وہابیوں کو کون سمجھائے کہ اگر حضور علیہ السلام کے نزدیک آپ کو نور ماننے کا عقیدہ غلط ہوتا تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ نہ دیتے بلکہ فرماتے۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نے غلط

کہا ہے میں تو تمہاری طرح کا ہی بشر ہوں مگر سرکار نے خوشی کا اظہار فرما کر اس عقیدہ کے درست ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔

کون ایہناں نوں سمجھاوے کہن اپنے جہیا اوہنوں
جیہدی کالیاں زلفاں دی رب آپ قسم کھائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

اہلسنّت و جماعت بریلوی مکتبِ فکر کا عقیدہ کہ سرکار نور ہیں' بالکل درست اور حدیث کے مطابق ہے اور حضور ﷺ اس عقیدہ سے خوش ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے
انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں
کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

چشمانِ مبارک معجزہ

سرکار دو عالم ﷺ کی چشمان معنبرہ مقدسہ رات کو بھی ایسے ہی ملاحظہ فرماتی تھیں جیسے دن میں۔ ملاحظہ ہو ابن عساکر نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ:

"قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرٰی فِی الظُّلْمَاءِ کَمَا یَرٰی فِی الضَّوْءِ" (حجۃ اللہ ص۶۷۹)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اندھیرے میں ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں۔"

حضرات گرامی!

جو رسول عرش سے فرش پر اور فرش سے عرش پر ملاحظہ فرما سکتا ہے وہ رات کو

دن کی طرح بھی ملاحظہ فرما سکتا ہے۔

سرِ عرش سے ہے تیری گزر' دل فرش پر ہے تیری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں!

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

"اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ" (بخاری شریف جلد ثانی ص ۵۸۵)

"بے شک اس وقت میں اپنے حوض (کوثر) کو ملاحظہ فرما رہا ہوں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ رَئَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُہٗ حَتّٰی لَقَدْ رَئَیْتُنِیْ اُرِیْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّۃِ حِیْنَ رَئَیْتُمُوْنِیْ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَئَیْتُ جَھَنَّمَ۔" (بخاری شریف جلد اول ص۱۶۱-ص۱۶۲)

"البتہ تحقیق میں نے اپنے اس مقام سے ہر اس چیز کو دیکھا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ میں نے ایک خوشہ انگور کا دیکھا (جنت میں) میں نے ارادہ فرمایا کہ جنت سے اس خوشے کو پکڑ لوں جبکہ تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور البتہ تحقیق میں نے جہنم کو ملاحظہ فرمایا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَقِیْمُوْا الصُّفُوْفَ فَاِنِّیْ لَاَرَاکُمْ خَلْفَ ظَھْرِیْ"

(بخاری شریف اول ص۱۰۰)

"اپنی صفیں درست رکھا کرو' بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا ہوں۔"

"اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔"

(بخاری شریف اول ص۱۰۰)

"اپنی صفوں کو درست رکھا کرو، بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔"

حضرات! ملاں تو شاید کبھی اپنے آگے آنیوالے کو بھی نہ دیکھتا ہو۔ ٹھاہ کرتا ہوا اس میں جالگتا ہو مگر سرکار ﷺ جس طرح آگے دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے ملاحظہ فرماتے ہیں۔

زبان مبارک معجزہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى"

(پ ۲۷، سورہ والنجم آیت نمبر ۳-۴)

"اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر جب ان کو وحی کی جائے"

یہی وجہ ہے کہ زبان مبارک سے جو نکلا وہ ہوکر رہا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
تمہارے لب سے ہماری نجات ہو کے رہی

کہاں جو رات کو دن تو دن نکل آیا!
کہاں جو دن کو رات تو رات ہو کے رہی

سارا قرآن سرکار ﷺ کی زبان اقدس سے نکلا ہے۔ تمام اوامر ونواہی کے شارع سرکار ہی ہیں۔

حلال کو حلال بتانیوالے
حرام کو حرام فرمانے والے میرے آقا ﷺ ہیں۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں!!
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

سرکار دو عالم ﷺ نے میدان بدر میں جنگ سے قبل ہی نشانات لگا کر فرمایا:

"یہاں فلاں مرے گا، یہاں فلاں مرے گا۔"

ملاحظہ ہو مسلم شریف، فرمایا:

هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۱۰۲)

"یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے، یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے پس حضور ﷺ کے ہاتھ رکھ کر ایسا فرمانے کی جگہ کے اوپر کافر گرے پڑے تھے، اس سے آگے پیچھے نہ تھے۔"

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کے لئے وحی یا کچھ اور لکھا کرتا تھا تو وہ مرتد ہوکر اسلام سے واپس چلا گیا اور مشرکوں سے جا ملا۔ وہ مرعیسائی تھا مرتد ہوکر پھر عیسائیوں سے جا ملا تو اس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا:

"اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ"

"بے شک زمین اسے قبول نہیں کرے گی"

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ بحوالہ محبوب رب العالمین ص ۹۹)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں مجھے میرے سوتیلے باپ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی جو کہ مشہور صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ اس زمین پر گئے جہاں وہ مرتد مرا تھا اور دفن کیا گیا تھا تو آپ نے اسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا تو آپ نے پوچھا اس مردے کا کیا حال ہے جو قبر سے باہر پڑا ہوا ہے تو ان لوگوں نے کہا ہم نے اسے کئی بار دفن کیا ہے مگر اس کو زمین قبول ہی نہیں کرتی جب بھی دفن کرتے ہیں وہ باہر پڑا ہوا ہوتا ہے۔

دندان مبارک معجزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرکار دو عالم علیہ السلام بیان فرماتے ہیں تو:

"رُؤِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ اَلثَّنَایَا" (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۱)

"دیکھا گیا ایسے جیسے آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا ہو"

لعاب دہن مبارک معجزہ

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَشَرِبَ مِنَ الدَّلْوِ ثُمَّ صَبَّ فِی الْبَرِّ فَقَالَ ثُمَّ مَجَّ فِی الْبَرِّ فَفَاحَ مِنْھَا مِثْلُ رَائِحَةِ الْمِسْکِ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرمادی جس کے بعد کنویں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزِقُ فِیْ بِئْرٍ فِیْ دَارِہٖ فَلَمْ یَکُنْ فِی الْمَدِیْنَةِ بِئْرًا عَذَبَ مِنْھَا"

(حجۃ اللہ علیہ العالمین ص ۶۸۰)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا۔ جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔"

بیہقی وابونعیم نے حضور ﷺ کی باندی زرینہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے یوم عاشورہ مکہ کے شیر خوار بچوں کو اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شیر خوار بچوں کو بلایا۔ ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا۔ رات تک

انہیں دودھ نہ پلانا گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی۔

(الخصائص الکبریٰ جلد اول ص ۱۵۷)

حضرات گرامی!

خیبر کو فتح کرنے کیلئے سرکار شیر خدا کو بلایا گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا: بلاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو:

"بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَدَعَا لَہٗ فَبَرَءَ حَتّٰی کَانَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَجْعٌ"

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۵)

"حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور دعا فرمائی، پس وہ ٹھیک ہوگئیں۔"

حتیٰ کہ اس طرح جیسے کبھی ان کو یہ تکلیف ہی نہ تھی۔

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں!
اس دھن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرہ جاں بنیں
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

انگشت مبارک معجزہ

حضرت ابن مسعودؓ ابن عباسؓ ابن عمرؓ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے آپ سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہو تو چاند کے دو ٹکڑے فرما دو کیونکہ وہ آپ کو جادوگر سمجھتے تھے اور آسمان پر جادو کا اثر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے انہوں نے آپ کے سامنے یہ مطالبہ رکھا:

"فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْحِرَاءَ بَیْنَھُمَا"

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۳)

"حضور علیہ السلام نے انہیں چاند دو حصوں بٹا ہوا دکھایا کہ انہوں نے

جبل حراء کو دونوں حصوں کے درمیان دیکھا۔"

"اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَیْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا"

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۳)

"چاند نبی کریم ﷺ کے عہد میں دو ٹکڑے ہو گیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔"

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ﷺ ہے

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت تقسیم کرنے کیلئے بھیجا۔ واپس آئے تو جماعت عصر ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ حضرت علیؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے اور تقسیم مال کی رپورٹ لی۔ اسی حالت میں حضور ﷺ پر وحی نازل ہونی شروع ہوگئی۔

بعض روایات کے مطابق حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے۔ ان میں تضاد نہیں کیونکہ دونوں چیزیں ہو سکتی ہیں۔ اسی کیفیت میں سورج غروب ہو گیا حالانکہ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے نماز عصر ادا کرنا تھی۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اللہ کے حضور عرض کیا:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ نَبِیِّكَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ"

"اے اللہ! علیؓ تیری اور تیرے نبی ﷺ کی اطاعت میں تھا اس لئے سورج کو واپس لوٹا دے۔"

سورج ڈوب چکا تھا لیکن آپ کے ارشاد گرامی کے تحت سورج پلٹ آیا۔

"حَتّٰی رُفِعَتْ عَلَی الْجِبَالِ فَقَامَ عَلِیٌّ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ

غَابَتِ الشَّمْسُ"

"یہاں تک کہ پہاڑ روشن ہوگئے۔ علیؓ نے وضو کیا عصر ادا کی پھر سورج غروب ہوگیا۔" (شمائل الرسول ص ۱۸۹)

تیری مرضی پا گیا سورج پھر الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک وادی میں اترے۔ رات وہیں قیام کیا۔ صبح ہوئی تو حضور ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی باپردہ جگہ نہ تھی۔ آپ نے وادی کے کنارے دو درخت دیکھتے۔ آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا۔ "اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر" پھر حضور ﷺ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی ٹہنی کو بھی حضور ﷺ نے پکڑ کر فرمایا۔ "اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر" اس کے بعد حضور ﷺ نے دونوں درختوں کو حکم دیا۔ مجھ پر پردہ ڈالو۔ دونوں درختوں نے حضور ﷺ پر اپنی ٹہنیاں جھکا کر پردہ کیا۔ آپ ﷺ نے قضاء حاجت فرمائی۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ فارغ ہوئے تو میں انہی کی طرف آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس جا رہے تھے۔ (جامع المعجزات ص ۲۱۲)

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ﷺ ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا۔ کلمہ پڑھو۔ اس نے کہا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر گواہ کون ہے؟ فرمایا: سامنے والا درخت۔ وادی کے ایک درخت کو حضور ﷺ نے بلایا۔ درخت فرمانبردار بن کر حاضر ہوا اور اس نے تین مرتبہ کہا" آپ

اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ اللہ کے رسول ہیں‘‘ یہ کہہ کر درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ (جامع المعجزات ص۲۲۴)

حضرت امام شرف الدین بوصیری فرماتے ہیں کہ:

جَاۤءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلاَ قَدَمٖ

حضرات گرامی!

درخت کے کان نہیں کہ وہ سنے‘ اس کی آنکھیں نہیں جو وہ دیکھے‘ اس کے قدم نہیں جو وہ چلے۔ لیکن قربان جائیں سرکار دو عالم ﷺ کی انگشت مبارکہ کے اور آپ کے تصرف رسالت پہ کہ بغیر کانوں کے سنوا دیا۔ بغیر آنکھوں کے دکھلا دیا اور بغیر پیروں کے چلوا دیا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معجزہ ہیں۔ وقت جمعۃ المبارک کا مختصر ہے ورنہ ابھی موضوع بہت طویل تھا پھر کسی جمعہ میں عرض کروں گا۔

’’وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلاَغُ الْمُبِیْنُ‘‘

چوتھا خطبہ

نبی مختار
صلی اللہ علیہ وسلم

زمانے نے زمانے میں سخی ایسا کہیں دیکھا
کہ جسکے لب پہ سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات محترم! آج کے اس خطبہ جمعۃ المبارک میں نبی رحمت ﷺ کا مالک ومختار ہونا بیان کیا جائے گا۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کے مطابق صحیح صحیح، حق حق، صاف صاف، شفاف شفاف، زلال زلال بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ہم سب کو اس کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

حضور ﷺ حاکم ہیں

حضرات گرامی!

ہمارا عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار احمد مختار ﷺ خدا کے بعد اس کی عطاء سے

ساری کائنات کے مالک ومختار ہیں۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "یا رسول اللہ علیک السلام"

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا!

سارا جہاں ہے آپ کے قبضہ واختیار میں

ملاحظہ ہو ارشاد باری ہے کہ:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ"

(پ۶ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵)

"اے حبیب ﷺ! تیرے رب کی قسم! یہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے' یہاں تک کہ حاکم بنائیں۔ آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑے ان میں۔"

اس آیت کریمہ کی شان نزول

اس آیت کریمہ کی شان نزول میں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ:

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرّہ کی ایک نہر میں ایک انصاری سے جھگڑا کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے زبیر! تم زمین سیراب کرلو پھر اپنے ہمسائے کیلئے پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کی پھوپھی کا لڑکا ہے (کیونکہ حضرت زبیر حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے۔) یہ سن کر سید عالم ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا: اے زبیرؓ! خوب سیراب کرو پھر اسے روکو حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے ہمسائے کیلئے پانی چھوڑو اور نبی کریم ﷺ نے زبیرؓ کا حق ظاہر حکم میں پورا دیا۔ جبکہ انصاری نے آپ کو غصہ میں ڈالا

تھا۔ حالانکہ آپ نے ان دونوں کو وہ مشورہ دیا تھا جس میں دونوں کیلئے گنجائش تھی۔
زبیرؓ نے کہا میں یہی خیال کرتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس فیصلہ میں نازل ہوئی کہ:

''اے حبیب! تیرے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک
کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان میں''۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۶۶۰)

حدیث پاک کی اس تشریح سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ مسلمانوں کے ہر جھگڑا میں ان کے حاکم ہیں۔ ایک اور آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔
اللہ کریم کا ارشاد ہے کہ:

دوسری آیت

''وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا''
(پ۶ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹)

''پس اگر تم جھگڑنے لگو کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی
طرف۔ اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو''
یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام۔
حضرات محترم! اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ

اللہ بھی — حاکم
رسول ﷺ بھی — حاکم
حکم ہے — خدا کا
نفاذ ہے — مصطفیٰ ﷺ کا

لہٰذا دونوں حاکم ہیں' دونوں کو حاکم کہنا جاننا ماننا شرک نہیں بلکہ قرآن کی آیت پر عمل ہے کہ تم اپنے تنازعات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔

اللہ تو کسی کے سامنے نہ آیا نہ آئے گا۔ لہٰذا وہ جب بھی حکم فرمائے گا زبان رسول ﷺ سے فرمائے گا۔ اسی لئے فرمایا کہ:

''مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ'' (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰)
''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

مطلب صاف واضح ہے جس نے مصطفیٰ ﷺ کو حاکم مانا اس نے اللہ کو ہی حاکم مانا۔ جس نے آقائے نامدار کو مختار مانا اس نے پروردگار کو ہی مختار مانا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ﷺ
یعنی محبوب ﷺ ومحب میں نہیں میرا تیرا

اور

ان کو تملیک ملیک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا

غایت ایمان

حضرات گرامی!
ایمان کی غایت یہ ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کو حاکم ومختار جانو فرمایا کہ ایماندار نہیں ہو سکتے کب تک۔ جب تک آپ کو حاکم نہ بنالیں۔

''لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ''

''علم نحو والوں سے پوچھیں کہ حتیٰ کیوں بولا جاتا ہے؟''
وہ کہتے ہیں کہ ''حَتّٰى لِاِنْتِهَاءِ الْغَايَة'' حتیٰ غایت انتہا کے لئے آتا ہے جسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ'' (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

"اور کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے صبح کے وقت"

دوسرے مقام پر فرمایا کہ لیلۃ القدر کی رات میں فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر اترتے ہیں اور یہ سلسلہ کب تک جاری رہتا ہے۔ فرمایا:

"هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" (پ۳ سورۃ القدر آیت نمبر۵)

"یہ (سلسلہ جاری) رہتا ہے طلوع فجر تک"

یعنی کہ جب تک فجر طلوع نہ ہو اس وقت تک ملائکہ اور روح الامین علیہم السلام کی آمد ورفت جاری رہتی ہے۔

حضرات گرامی غور کیجئے!

روزے کی غایت انتہا — طلوع فجر ہے

آمد ملائکہ وروح الامین کی غایت انتہا — طلوع فجر

اسی طرح

ایمان کی غایت انتہا — حضور ﷺ کو حاکم تسلیم کرنا ہے

اگر طلوع فجر سے پہلے کھایا پیا تو — روزہ نہیں رہتا

اگر طلوع فجر سے پہلے ملائکہ کی آمد بند ہو جائے تو — لیلۃ القدر نہیں رہتی

اگر مصطفیٰ کو حاکم ومختار نہ مانا تو — ایمان نہیں رہتا

ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ آمنہؓ کے لال ﷺ

فاطمہؓ کے بابل ﷺ

حسنینؓ کے نانا ﷺ علیہم السلام کو مالک ومختار مانا جائے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کا فیصلہ

یہی عقیدہ ونظریہ خلیفہ ثانی مراد رسول ﷺ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

ملاحظہ ہو مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ!

ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا۔ یہودی نے منافق کو کہا کہ ہم اس جھگڑے کا فیصلہ نبی کریم علیہ السلام سے کروالیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آپ رشوت کی آلائشوں سے پاک ہیں اور منافق نے کہا کہ ہم کعب بن اشرف یہودی عالم سے فیصلہ کروائیں گے تا کہ رشوت وغیرہ سے کام چل سکے۔ پس ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کو حاکم مان لیا۔

حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا اور منافق راضی نہ ہوا اور کہا کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس یہ فیصلہ لے جائیں گے۔ جب حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس پہنچے تو یہودی نے کہا کہ رسول ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے اور یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق سے فرمایا کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پس حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے اور اپنی تلوار نکال لائے۔ آتے ہی منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا۔

"هٰكَذَا اَقْضِيْ مَنْ لَّمْ يَرْضٰى بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"

"جو رسول اللہ کا فیصلہ تسلیم نہ کرے میں اس کا فیصلہ یوں کرتا ہوں۔"

(نسفی، خازن، روح المعانی، ضیاء القرآن جلد اول ص ۳۵۷)

حضرات محترم!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ:

منافق حضور علیہ السلام کو — کل بھی حاکم نہ مانتے تھے

منافق حضور علیہ السلام کو — آج بھی حاکم نہیں مانتے

اور دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ہم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کی سپاہ ہم ہیں فاروق اعظمؓ کو ماننے والے۔ حالانکہ فاروق اعظمؓ ان جیسوں کا فیصلہ اپنی تلوار سے فرماتے تھے اور اس تلوار سے ان منافقین کو سر قلم کر کے یوں فرماتے تھے۔

جسے رسول اللہ کا فیصلہ منظور نہیں۔ جو رسول اللہ ﷺ حاکم نہیں سمجھتا اور ان کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتا اس کا فیصلہ میں ایسے کرتا ہوں۔

حضراتِ گرامی!

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہوا۔ حضور ﷺ آقائے نامدار مدینے کے تاجدار علیہ السلام حاکم، مالک اور مختار نبی ﷺ ہیں۔

اب سنیے حدیث پاک حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام نے فرمایا:

"بَیْنَمَا اَنَا نَآئِمٌ اُتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ" (بخاری شریف جلد اول ۴۱۸)

"میں آرام فرما تھا کہ خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں"

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ" (بخاری شریف جلد اول ص ۱۷۹)

"زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئی ہیں۔"

محترم سامعین کرام! مفاتیح جمع ہے مفتاح کی اس کا معنی ہے چابی اور خزائن جمع ہے خزانہ کی الارض ساری روئے زمین کو کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ زمین کے تمام خزانوں کی تمام کنجیاں مجھے عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ عطا کرنے والا، محبوب لینے والا، کوئی جلے تو کیوں؟

حضرت حسن رضا مرحوم فرماتے ہیں کہ:

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب ﷺ کیا مالک و مختار بنایا!

ایک ایمان افروز نکتہ

حضراتِ گرامی!

ضمناً ایک بات سنتے جائیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ"

"عِنْدَهٗ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ" (پ ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۹)

"اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی"

"لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (پ ۲۴ سورۃ زمر آیت نمبر ۶۳)

"وہی مالک ہے زمین و آسمانوں کی کنجیوں کا"

لفظ مقالید اور مفاتیح دونوں کا معنی کنجیاں ہے۔ دونوں اللہ کی طرف منسوب ہیں، دونوں کے ابتدائی اور آخری حروف کو ملاؤ تو لفظ محمد بنتا ہے۔

مفاتیح کو پہلے رکھو کیونکہ یہ سورہ انعام میں ہے اور ساتویں سپارہ میں ہے۔ مقالید کو بعد میں رکھو کیونکہ یہ سورہ زمر میں ہے اور وہ چوبیسویں سپارہ میں ہے۔ مفاتیح کا پہلا حرف میم اور آخری حرف ح ہے۔ اسی طرح مقالید کا پہلا حرف میم اور آخری دال ہے ان کو ملایا تو (م ح م د) محمد ﷺ بن گیا۔ تو معلوم ہوا اللہ کے غیب اور زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی کنجی حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

سامعین محترم! عرض کر رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کو عطا کی گئی ہیں۔ اسی لئے سرکار دو عالم ﷺ کے پاس آ کر کسی نے جو مانگا جب مانگا۔ سرکار ﷺ نے عطا فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جو مانگا دیا

"مَا سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ فَقَالَ لَا"
(مسلم شریف، جلد ثانی ص ۲۵۳)

"کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے مانگا ہو تو آپ نے

انکار فرمایا ہو‘‘

حضرت حکیم الامت مرحوم فرماتے ہیں:

زمانے نے زمانے میں سخی ایسا کہیں دیکھا
کہ جس کی لب پہ سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

اور حضرت حسان پاکستان میاں محمد اعظم چشتی مرحوم نے کیا کمال فرمایا کہ

ملتا نہیں کیا کیا دوجہاں کو تیرے ﷺ در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے

اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر ساحت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حضور ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت میرے پاس کوئی شئی موجود نہیں۔ جاؤ فلاں آدمی سے میرا نام لے کر وہ شئی تم خرید لو۔ میرے پاس جیسے ہی رقم آئی میں ادا کردوں گا۔ میں نے عرض کیا آپ تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا مکلف نہیں بنایا کہ آپ قرض لے کر لوگوں کی حاجتیں پوری فرمائیں۔ یہ بات آپ پر نہایت شاق گزری۔

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ مخلوق خدا پر خوب خرچ فرمائیں۔ صاحب عرش سے قلت وکمی کا خوف نہ کریں۔

‘‘فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَفَ فِيْ وَجْهِهِ الْبِشْرَ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا اُمِرْتُ‘‘

(شمائل ترمذی شریف ص ۲۶)

اس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ کا چہرہ اقدس خوشی سے چمک اٹھا۔

پھر فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں صفوان بن امیہ نے سوال کیا تو آپ نے اُن دو پہاڑیوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں اسے دے دیں وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا۔

‘‘یَا قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِیْ عَطَآءً لَا یَخْشَی الْفَاقَةَ‘‘

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۵۳)

‘‘اے قوم! مسلمان ہو جاؤ بے شک محمد ﷺ اتنا عطا فرماتے ہیں کہ انہیں اپنے فاقہ کی فکر نہیں رہتی۔‘‘

خود رہے بھوکے اوروں کو دیا جھولی بھر کے
کیسے معطی ہیں خداوند کے خزانے والے

رب ہیں معطی وہ ہیں قاسم

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

‘‘اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ یُعْطِیْ‘‘ (مسلم شریف جلد اول ص ۳۲۳)

‘‘اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔‘‘

کائنات میں کون ہے جس نے سرکار ﷺ کے ٹکڑے نہ کھائے ہوں۔

عرشی ہو — فرشی ہو
مرد ہو — عورت ہو
بوڑھا ہو — بچہ ہو
مومن ہو — کافر ہو
نوری ہو — ناری ہو
اپنا ہو — بیگانہ ہو
مومن ہو — کافر ہو

شاہ ہو　　　گدا ہو

حضور ﷺ کی عطا کے محتاج ہیں۔

منگتا تو ہوا منگتا کوئی شاہوں سے دکھا دو
جس کو میرے سرکار ﷺ سے ٹکڑا نہ ملا ہو
آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک بھی دیں خود ہی کہیں تیرا بھلا ہو

عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور ﷺ مالک و مختار ہیں۔ سرکار ﷺ کی حکومت کا سکہ فرش پر بھی ہے اور عرش پر بھی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر نبی کے دو آسمان پر اور دو زمین پر وزیر ہوا کرتے ہیں۔

زمین و آسمان پر حکومت

''فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ''

(ترمذی شریف، جلد ثانی ص ۲۰۹)

میرے آسمانی وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں اور میرے زمینی وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔

اللہ اللہ شہہ کونین ﷺ جلالت تیری !
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ:

زمین و زماں پر　　حضور ﷺ کی حکومت
مکین و مکاں پر　　حضور ﷺ کی حکومت
شرق و غرب پر　　حضور ﷺ کی حکومت
جنوب و شمال پر　　حضور ﷺ کی حکومت

شمس و قمر پر　　حضور ﷺ کی حکومت
بحر و بر پر　　حضور ﷺ کی حکومت

ساری کائنات پر حضور ﷺ کی حکومت حتیٰ کہ جنت پر بھی حضور ﷺ کی حکومت۔ جسے چاہیں عطا فرمائیں جسے چاہیں روک دیں۔

جنت پر حکومت

مصنف معارج النبوت حضرت علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ شب معراج جنت میں تشریف لے گئے تو سرکار ﷺ نے جنت میں حضرت بلالؓ کے قدموں کی آہٹ سنی۔ وہ فرماتے ہیں:

''خواجہ عالم ﷺ نے فرمایا میں عرش کے نیچے تھا کہ میں نے حضرت بلالؓ کے نعلین مبارک کی آواز سنی کہ جو آدھی رات کے وقت گھر سے مسجد کی جا رہے تھے۔ جنت کو حضرت بلالؓ کے حوالے کیا اور بہشت فریاد کرنے لگی۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس شخص کو دے رہے ہیں کہ جو ابو قحافہ کے لڑکے (حضرت ابوبکرؓ) کا زرخرید ہے اور وہ جس کی طرف مکہ کی کوئی عورت دیکھتی نہیں تھی۔ خواجہ عالم ﷺ نے فرمایا تو یہ کہتی ہے ٹھہرو دیکھیں بلالؓ کیا کہتا ہے؟ تو ان کی سیاہی کو کیوں دیکھتی ہے؟ تجھے علم نہیں کہ دلبروں کے خال اور زلف جس قدر سیاہ ہوں زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں۔ القصہ جب حضرت بلالؓ اور بہشت کا شب معراج عقد ازدواج باندھ دیا گیا اور ''ان من یقوع الباب الجنة بلال'' کے مصداق خواجہ عالم ﷺ نے اس کی حجت تحریر کر دی اور جنت کو اس کے سپرد کر دیا۔ (معارج النبوت اردو جلد دوم ص ۳۸۳)

بلالؓ کا عشق رسول ﷺ

حضور ﷺ زمین پر تشریف لائے۔ حضرت بلالؓ حاضر خدمت ہو کر قدموں میں گر پڑے اور عرض کی۔

''اے ایوانِ رسالت ﷺ کے مالک اور آسمان جلالت کے ستارے! آپ اعلیٰ

مملکت میں تشریف لے گئے۔ ہر شخص کا رتبہ ترقی پذیر ہوا کیا۔ بات تھی کہ میرا رتبہ پہلے سے کم ہوگیا؟" حضور ﷺ نے دریافت فرمایا "اے بلالؓ !وہ کس طرح؟" حضرت بلالؓ نے عرض کیا وہ شخص جس نے آپ کے ایک دیدار کی خاطر تمام دنیا کو ترک کر دیا تھا اور حواس کو معزول کر دیا تھا۔ سات آسمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ چار طبق جنت کو کیا خاطر میں لائے گا۔" (معارج النبوت جلد ثانی ص ۳۸۴)

گویا کہ حضرت بلالؓ نے عرض کیا میں آپ ﷺ کے دامن دل گیر کو چھوڑ کر جنت میں جانا برداشت نہیں کرتا۔

لکھاں حوراں جنت وچوں جے آکے دین وکھالا
میں تے اوسے پاسے جاساں جدھر کملی ﷺ والا

حضرات گرامی!

سرکار دوعالم ﷺ جس طرح امور دنیا میں ہم سب کے مالک ومختار ہیں اسی طرح امور دین میں بھی ملاحظہ ہو۔

قرآن کریم کا حکم ہے کہ:

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ"

(پ۴ سورۃ النساء آیت نمبر۳)

"پس نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں عورتوں سے دو دو تین، تین، چار چار۔"

حکم خدا

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر انسان کو اختیار ہے کہ اگر وہ عدل و انصاف کرسکتا ہے تو دو دو تین تین بلکہ چار چار نکاح کرسکتا ہے اور یہ اختیار انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لیکن میرے آقا اگر چاہیں تو اس میں رد و بدل فرما سکتے ہیں۔

اختیار مصطفیٰ ﷺ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا:

ہشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ اپنی بیٹی (یعنی ابوجہل بن ہشام کی بیٹی) کا نکاح علی ابن طالب سے کرنے کی۔

"فَلَا اٰذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَهُمْ"

"تو میں اجازت نہیں دیتا۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ میں اجازت نہیں دیتا۔"

البتہ اس صورت میں اجازت دیتا ہوں کہ علیؓ میری بیٹی کو طلاق دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔

"فَاِنَّمَا ابْنَتِیْ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا"

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۹۰)

"میری بیٹی میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اسے تکلیف میں ڈالتا ہے۔ وہ مجھے تکلیف میں ڈالتا ہے جس بات سے اسے اذیت پہنچتی ہے وہ میرے لئے باعث تکلیف واذیت ہے۔"

گرامی حضرات! خدا نے اجازت دی چار پانچ عورتوں سے نکاح کرلینے کی مگر سرکار عالم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس سے روک دیا بلکہ اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کیلئے شرط عائد فرمادی کہ اگر وہ اور نکاح کرنا چاہتے ہیں تو پہلے میری بیٹی کو طلاق دے دیں۔

معلوم ہوا کہ میرے آقا مالک ومختار ہیں جس طرح چاہیں جب چاہیں، جیسے چاہیں تصرف فرمائیں۔

حکم خدا

ملاحظہ ہوا ارشاد خداوندی ہے کہ:

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا"

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر۱۰۳)

"بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقررہ وقت پر۔"

یعنی ہر نماز اپنے وقت میں پڑھو۔

فجر	بوقت فجر
ظہر	بوقت ظہر
عصر	بوقت عصر
مغرب	بوقت مغرب
عشاء	بوقت عشاء

یہ نہیں ہوسکتا کہ وقت ظہر کا ہے تم عصر کی نماز پڑھو۔ وقت مغرب کا ہے تم عشاء کی نماز پڑھو۔ مگر میرا محبوب اسے بھی تبدیل کرسکتا ہے۔

اختیار مصطفیٰ ﷺ

یوم الحج تھا۔

عرفات کا میدان تھا

عرض کیا مولا۔

تیرا حکم ہے کہ ہر نماز کو اپنے وقت مقررہ پر پڑھو۔ مگر میں یہاں ظہر کے وقت میں ظہر، عصر اکٹھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: پڑھ لو۔ شام ہوئی۔ میدان منیٰ میں پہنچے۔ یا اللہ میں یہاں عشاء کے وقت میں مغرب وعشا اکٹھی پڑھنی چاہتا ہوں۔

فرمایا: پڑھ لو۔

میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

جیویں بھی سوہناں راضی ہووے توں مرضی ویکھ سجن دی
جے توں اپنی مرضی لوڑیں انج نہیوں گل بن دی

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں حدیث قدسی کو نقل فرمایا کہ:

اے محبوب علیک السلام!

"کُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ"

(مکتوبات امام ربانی ونزہت المجالس جلد ثانی ص۸۸)

"تمام لوگ میری رضا کے طالب ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ﷺ
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

تیرا قبلہ تیری مرضی

حضرات گرامی!

بیت المقدس شریف' ایک طویل عرصہ تک انبیاء کرام کا قبلہ رہا اور جب سرکار دو عالم ﷺ کے خیال مبارک میں آیا کہ میرا قبلہ کعبہ ہونا چاہیئے تو نماز کے اندر ہی چہرہ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا تو آواز آئی۔

"قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا"

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۴۴)

"تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا رخ انور آسمان کی طرف اٹھانا تو ہم ضرور پھیر دیں گے۔ آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں"

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)!

آدم علیہ السلام کا قبلہ — میری مرضی
نوح علیہ السلام کا قبلہ — میری مرضی
خلیل علیہ السلام کا قبلہ — میری مرضی
ذبیح علیہ السلام کا قبلہ — میری مرضی
کلیم علیہ السلام کا قبلہ — میری مرضی
تمام انبیاء کا قبلہ — میری مرضی
تیرا قبلہ — تیری مرضی

حضرت نگینہ مرحوم نے کیا خوب فرمایا:

دیکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نے
محبوب ﷺ دے پاک اشارے تے سجدے کروائے جاندے نے

اللہ تعالیٰ نے قبلہ مقرر فرمایا:
مصطفیٰ ﷺ نے بدلوالیا۔
مصطفیٰ ﷺ نے مقرر فرمایا تو آج تک کسی نے نہ بدلا اور نہ ہی کوئی بدلے گا۔
یہ ہے میرے آقا ﷺ کا اختیار کہ اپنے اختیار سے قبلہ بدلوالیا۔
بلکہ اللہ فرماتا ہے:

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" (پ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۵)
"اور عنقریب ہم آپ کو اتنا عطا کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے"

فَتَرْضٰى نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں!!
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

امام قرطبی نے فرمایا

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

"اِذًا وَاللّٰهِ لَا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِىْ فِى النَّارِ"
(القرطبی جلد نمبر ۱۰، ص ۹۶)

"اب خدا کی قسم! میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہ جائے گا۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں شفاعت کرتا رہوں گا اور لوگ جنت میں داخل ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ آواز آئے گی۔

"اَقَدْ رَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ"
"اے محمد! کیا آپ خوب راضی ہو گئے ہیں۔"
تو میں عرض کروں گا۔
"اِىْ رَبِّ قَدْ رَضِيْتُ"
"اے میرے رب! میں بہت راضی ہوں۔" (الایمان بعوالم الآخرہ ص ۲۰۵)

کہ ہوجائے راضی طبیعت کسی کی
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

تو پھر جب حضور ﷺ اپنے ایک ایک امتی کو دوزخ سے نکال کر جنت عطا فرمائیں گے تو اختیار ہے تو عطا فرمائیں گے۔ (اللہ اکبر)

دوزخ میں، میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک ﷺ سے دیکھا نہ جائے گا
فردوس میں رسول ﷺ ہمارا نہ جائے گا
جب تک کہ ایک ایک امتی بخشا نہ جائے گا

محبوب ہم تمہیں راضی کریں گے

مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت کیلئے اللہ سے

عرض کیا ہے کہ:

''رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' (پ۱۳، سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۶)

''اے میرے پروردگار! ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے نافرمانی کی میری تو بے شک تو غفور الرحیم ہے''

اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کیلئے عرض کیا:

''اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ'' (پ۷، سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۸)

''اگر تم انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے بڑا دانا۔''

تو حضور ﷺ زار و قطار رو پڑے اور عرض کی ''اللھم امتی'' یا اللہ میری امت۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دیے ہیں

جب کملی والے آقا ﷺ علیہ السلام روئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور میرے محبوب ﷺ سے پوچھو رونے کی وجہ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ اللہ جانتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ دریافت کیا تو رحمت عالم ﷺ نے اپنی امت کی بخشش کے متعلق اندیشہ ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر جبرائیل علیہ السلام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ:

اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وسلم)

''سَنُرْضِيْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْؤُكَ'' (مسلم شریف جلد اول ص ۱۱۳)

''آپ رنجیدہ نہ ہوں یقیناً ہم آپ کی امت سے ایسا رحمت کا سلوک کریں گے کہ جس سے آپ خوش ہو جائیں گے۔''

ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے۔

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

ایک اور عاشق بولا۔ اس نے نقشہ کھینچا کہ اللہ نے قسم کھا کر فرمایا:

تمہیں امت کا غم ہے بخش دیں گے وعدہ کرتے ہیں
محمد ﷺ ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے

وہ سماں کیسا ذیشان ہوگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میدان میں اپنا سر انور سجدہ میں رکھ دوں گا تو آواز آئے گی۔

''يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ''

اے محبوب ﷺ! اپنا سر انور اٹھائیے۔ عرض کیجئے سنی جائے گی۔ مانگیئے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے۔ قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر انور اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد کروں گا جو اس نے مجھے سکھائی ہوگی۔ پھر میں شفاعت فرماؤں گا۔ بہت سے لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا۔ پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی ہوگا پھر تیسری مرتبہ بہت سے لوگ میری شفاعت سے جنتی ہوں۔ پھر چوتھی دفعہ میں عرض کروں گا۔ اے اللہ! بس اب تو جہنم میں وہی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے حبس کیا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ یعنی حضور ﷺ کا کوئی امتی جہنم میں نہ رہ جائے گا۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۱۰۹)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

''میں اسے بھی جہنم سے نکال لاؤں گا اور جنت میں داخل کروں گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔'' (مسلم شریف جلد اول ص ۱۰۹)

وہ سماں کیسا ذیشان ہوگا

جب خدا مصطفیٰ ﷺ سے کہے گا

اب تو سجدے سے سر کو اٹھالو

آپ کی ساری امت بری ہے

حضرات محترم! بات دور نکل گئی' عرض یہ کر رہا تھا کہ:

ہو جائے راضی طبیعت کسی کی!

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی رخ پھیر لیا

قبلہ بدلا تو حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ رہے تھے۔ دو رکعتیں ادا فرما چکے تھے کہ یہ آیت نازل ہوگئی۔ اسی وقت حضور ﷺ نے بیت المقدس کی طرف سے منہ موڑ کر کعبہ کی طرف کرلیا۔ صحابہ کرام نے بھی اپنے رخ کعبہ کی طرف پھیر لئے۔ مدینہ کی دوسری مساجد میں بھی جہاں جہاں جماعت ہو رہی تھی جب یہ حکم پہنچا تو اسی لمحہ تمام صحابہ کرامؓ نے اپنے رخ پھیر لئے اور دنیا کو بے مثال نمونہ تسلیم و رضا دکھلایا۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ۱۰۳)

حضرات محترم! ان تمام صحابہ کرامؓ نے ثابت کر دیا کہ نماز کی روح اطاعت مصطفیٰ ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

ادائے دید سراپا نیاز تھی ان کی

کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی ان کی

تو اگر ختیار نہ ہوتا۔ نہ حضور ﷺ اپنا رخ پھیرتے' نہ قبلہ بدلتا' نہ صحابہ رضی اللہ

عنہم اپنے رخ پھیرتے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ:

لب ھلے نہیں ہتھ چائے نہیں

اینویں رخ دا رخ بدلایا سی

ایتھے وی فَتَرْضٰی دے وعدے

پے توڑ نبھائے جاندے نے

گرامی قدر سامعین! سونا پہننا مرد کیلئے حرام ہے مگر سرکار ﷺ نے اسے حضرت سراقہ کے لئے حلال فرما دیا۔ ملاحظہ ہو:

سرکار دو عالم ﷺ نے سراقہ بن مالکؓ کو فرمایا: اے سراقہ بن مالک!

سونا سراقہ کیلئے حلال فرما دیا

''کَیْفَ بِکَ اِذَا لَبِسْتَ سَوَارِی کِسْرٰی''

(بیہقی بحوالہ سیرت رحمۃ اللعالمین جلد سوم ص ۱۶۷)

''تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے''

قاضی سلیمان منصور پوری وہابی لکھتا ہے کہ:

''بیہقی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب عمر فاروقؓ کے پاس فتح ایران کے مال غنیمت میں کسریٰ کے کنگن پہنچے تو انہوں نے سراقہ بن مالک کو بلایا اور اسے کنگن پہنائے جو سراقہ کے بازوؤں کے اوپر تک پہنچے۔

فاروقؓ نے کنگن پہنا کر زبان سے کہا شکر ہے اللہ کا جس نے کسریٰ بن ہرمز سے جواب تک اپنے آپ کو رب الناس کہلاتا تھا یہ کنگن چھین لئے اور آج سراقہ بن مالک اعرابی مدلجی کو پہنائے۔

امام شافعیؒ نے تحریر کیا ہے کہ یہ کنگن سراقہ کو نبی ﷺ کی پیشگوئی کی تعمیل میں پہنائے گئے تھے۔ (سیرت رحمۃ اللعالمین قاضی سلیمان منصور پوری ص ۱۶۸ جلد سوم)

حضرات محترم! یہ قاضی سلیمان منصور پوری وہابیوں کی بہت بڑی معتمد علیہ

شخصیت ہے جس کے اس حوالہ سے جہاں اختیاراتِ مصطفیٰ کا ثبوت ملا وہاں سرکار ﷺ کے علمِ غیب کا پتہ بھی چلا مگر ان ڈھیٹ لوگوں کو سوائے اس کے کیا کہا جائے جنہیں حضور ﷺ کی عظمت اچھی معلوم نہیں ہوتی کہ:

شرم تم کو مگر نہیں آتی!

چوتھی قسم کا کفارہ

حضراتِ محترم! روزہ اگر انسان سے جان بوجھ کر ٹوٹ جائے تو اس کا کفارہ شریعت نے یہ بیان فرمایا ہے کہ روزہ توڑنے والا یا تو

۱- دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے۔

۲- یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۳- یا ایک غلام آزاد کرے۔

تمام مکاتیبِ فکر کے نزدیک یہی تین اقسام کا کفارہ ہے۔ چوتھی کوئی قسم نہیں لیکن ملاحظہ ہو میرے آقا ﷺ نے اپنے اختیار سے چوتھی قسم کا کفارہ ادا کروایا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی آپ کی بارگاہ میں آیا اور اس نے عرض کیا میں ہلاک ہوگیا یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: کیا ہوا؟ عرض کیا:

’’وَقَعْتُ عَلٰی اِمْرَأَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ‘‘

یارسول اللہ! میں نے روزہ رکھ کر اپنی بیوی سے مقاربت کرلی ہے جس سے میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ فرمایا:

’’هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تَعْتِقُهَا‘‘

کیا تیرے پاس غلام ہے جس تو آزاد کرے۔

عرض کیا' نہیں یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: پھر

’’هَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ‘‘

کیا تو پے در پے دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟‘‘

عرض کیا' نہیں یارسول اللہ ﷺ! فرمایا:

’’فَهَلْ تَجِدُ الطَّعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا‘‘

پھر کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا طعام رکھتا ہے؟

عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔

حضراتِ گرامی!

یہ تین قسم کا کفارہ ہے کوئی مولوی ملاں۔ چوتھا کفارہ اپنی طرف سے بنانے کا مختار نہیں۔ مگر مثل اس کی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس نے سائل کو فرمایا۔ بیٹھ جا۔ تھوڑی دیر گذری کہ ایک ٹوکرہ کھجوروں کا ہدیہ کسی نے پیش کیا۔ فرمایا: کہاں ہے سائل۔ عرض کیا حضور ﷺ میں حاضر ہوں۔ فرمایا:

’’خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ‘‘

یہ لیجا اور اسے مسکینوں کو صدقہ کردے۔ تیرا کفارہ ہو جائے گا۔

اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے زیادہ فقیر اور مسکین کون ہوگا۔ خدا کی قسم میرے گھر میں بچے بھوکے ہیں اور مدینہ کی دونوں نکروں میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں تو۔

’’فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْیَابُهٗ‘‘

’’نبی کریم ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

فرمایا:

کیسا عجیب سائل ہے۔ کہتا ہے کفارہ بھی ادا ہو جائے اور دنیا بھی کچھ نہ پڑے۔ تو نبی مختار ﷺ نے اپنے اختیار سے فرمایا۔

تیرا کفارہ ہوگیا

’’اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ‘‘

"اپنے اہل وعیال کو ہی کھلا دے تو تیرا کفارہ ہو جائے گا۔"

(بخاری شریف جلد اول ص ۲۶۰)

حضرات گرامی قدر! ان تمام آیات' احادیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ خدا کی خدائی کے مالک ومختار ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ فرماتے ہیں۔

خدائی! ایہندی جاگیراے
ایہندی تدبیر تقدیراے
اشارے کرکے چن چیراے
ایہدے احوال کیا پچھدیں
محمد مصطفیٰ ﷺ سائیں دے حقیقت حال کیا پچھدیں
تھیا حق نال مل کے حق تے حق دی گال کیا پچھدیں
اتھاں خود عبد سڈویندے
اتھاں حق نال ملویندے
دماغے کو چکر ڈیندے
نرالی چال کیا پچھدیں
اوہ حاضر ہر مکان اندر
تے ناظر ہر زماں اندر
مکان ولا مکاں اندر
روہوے ہر نال کیا پچھدیں

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن"

پانچواں خطبہ

شانِ صحابہ
علیہم الرضوان

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہؓ
گر چاند محمد ﷺ ہیں تو ستارے ہیں صحابہؓ
سنی کو دل و جان سے پیارے ہیں صحابہؓ
ہم فخر سے کہتے ہیں ہمارے ہیں صحابہؓ

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اسلام کی عظمت کے مینارے ہیں صحابہؓ
گر چاند محمد ﷺ ہیں تو ستارے ہیںؓ
سنی کو دل وجان سے پیارے ہیںؓ
ہم فخر سے کہتے ہیں ہمارے ہیں صحابہؓ

آیئے بارگاہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں حاضر ہوں

حضرات گرامی!

آج میں آپ کو آسمان نبوت کے درخشندہ آفتاب کے ستاروں کی بارگاہ میں حاضر کرنا چاہتا ہوں جو مقدر کے دھنی ہیں اور اپنے اچھے مقدر کی بدولت شرف صحابیت رسول سے مشرف ہو چکے ہیں۔

آیئے آج ان کی بارگاہ میں حاضری دیں جو روزانہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری دیتے تھے۔

آیئے آج ان کے در دولت پر سلام عرض کریں جو روزانہ تاجدار مدینہ کے در دولت پر سلام عرض کرتے تھے۔

صحابہؓ وہ صحابہؓ ہر صبح جن کی عید ہوتی تھی!
خدا کا قرب حاصل تھا نبیؐ کی دید ہوتی تھی

صحابی کسے کہتے ہیں؟

حضرات گرامی!

صرف لفظ صحابی کو کوئی عظمت حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ صحبت سے بنا ہے اور جیسی صحبت ہوگی ویسا صحابی ہوگا۔

قرآن کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے جیل کے صواحب سے فرماتے ہیں کہ:

"يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ ۝ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ" (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۳۹)

"اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو! کیا بہت سے جدا جدا ارباب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے"

یہ اصحاب الجن ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں کئی قسم کے اصحابؓ کا ذکر ہے

مثلا:

اصحاب الصواط السوی

اصحاب الفیل

اصحاب الکہف

اصحاب المیمنہ

اصحاب المشئمہ

تو ان کا معنی ہے صراط سوی والے

ہاتھی والے

کہف والے

میمنہ والے

مشئمہ والے

اسی طرح اصحاب رسول کا معنی ہوگا۔

رسول ﷺ والے

رسول اللہ ﷺ کے صواحب اور ساتھی

طیبی نے کہا کہ اصحاب حدیث وعلماء اصول کے نزدیک صحابی کا شرعی معنی یہ ہے کہ:

''کُلُّ مَنْ رَّاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسْلِمٌ'' (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۳ حاشیہ نمبر۲)

اور بخاری میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ''وَمَاتَ عَلَی الْاِسْلَامِ''

(بخاری جلد اول ص۵۱۵ حاشیہ نمبر۴)

ہر وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی (بخاری میں یہ ہے کہ وہ اسلام پر ہی مرگیا تو صحابی رضی اللہ عنہ ہے)

حضرات گرامی!

یہ وہ شرف ہے جو آج کے دور میں کسی کو بھی حاصل نہیں کیونکہ آج ختم نبوت

کے تاجدار کی ہی نبوت کا دور ہے۔

نہ کوئی نیا نبی آیا نہ آئے گا

نہ کوئی اس کی زیارت کرے گا

نہ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ کہلائے گا

یہی وجہ ہے کہ کائنات کے

تمام ولی

تمام غوث

تمام قطب

تمام ابدال

تمام اوتاد

تمام تابعین تبع تابعین مل جائیں تو صحابہؓ کی گردِ راہ کو نہیں پاسکتے اور یہ شرف، نمازوں، روزوں، حج، زکوٰۃ، نوافل سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ نبی کریم ﷺ کی زیارت سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر نماز، روزے، حج، زکوٰۃ سے یہ شرف حاصل ہوتا تو تمام اولیاء کرام صحابی ہوتے لیکن یہ تمام ولی، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، نمازی، روزے دار، حاجی اور زکوتی سرکار کے اس ادنیٰ غلام کے قدموں کی خاک کے ذرہ کے برابر نہیں ہوسکتے جو آیا کلمہ پڑھا، زیارت کی اور فوت ہوگیا۔ حالانکہ اس نے:

نماز	نہیں پڑھی
روزہ	نہیں رکھا
حج	نہیں کیا
زکوٰۃ	نہیں دی

صرف اور صرف نبی علیہ السلام کا چہرہ دیکھا۔ زیارت رسول ﷺ کی تو اسے یہ ارفع واعلیٰ مقام بلند وبالا درجہ مل گیا کہ وہ ستارہ کی مانند ہدایت دہندہ بن گیا۔

فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ:

''اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمِ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ''

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۴)

''میرا صحابی رضی اللہ عنہ ستارہ کی طرح ہے ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔''

حضرات گرامی!

یہ مقتداء کیوں ہیں؟ اس لئے کہ انہیں تعلیم دینے والا مقتداء انبیاء ہے اور شاگردِ رحمان ہے لہٰذا جن کو اس نے تعلیم دی ہے وہ مقتداء ہے اور غلطی سے محفوظ ہے۔

آیئے میں آپ کو آج اس یونیورسٹی کی سیر کرادوں جس میں یہ صحابہ کرام تعلیم حاصل کرتے رہے۔

مصطفویہ یونیورسٹی

حضرات گرامی!

یہ وہ یونیورسٹی ہے جسے مصطفویہ یونیورسٹی کہتے ہیں جس کی تعمیر کا حکم دینے والا خود اللہ اور اس کا

بنانے والا — سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام
میٹریل فراہم کرنیوالا — سیدنا ذبیح اللہ علیہ السلام
جس کا پرنسپل — سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ
اسمیں صفائی کرنے والا — سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اس میں اذان دینے والا — سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور اس کے سٹوڈنٹ
خلیفہ اول — سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ ثانی — سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خلیفہ ثالث — سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خلیفہ رابع — سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصحاب عشرۂ مبشر

سیّدنا طلحہ، زبیر، سعید، سعد، عبدالرحمٰن، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یونیورسٹی کی تعمیر

فرمایا — جبرائیل
عرض کیا — لبیک یا جلیل۔ حکم فرمایئے
فرمایا — جاؤ اور میرے خلیل علیہ السلام کو میرا پیغام دے دو کہ وہ میری یونیورسٹی تیار فرما دیں۔

اب یونیورسٹی کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلَ''

(پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۷)

''اور یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) بنادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل (علیہ السلام) بھی۔''

فرمایا: اے خلیل علیہ السلام! تیاری فرمالی۔ جی یا اللہ۔ فرمایا: مانگو اب کیا مانگتے ہو۔ تو عرض کیا: اے بار الٰہا! ہم مانگتے ہیں مگر پہلے وعدہ فرمایا جائے کہ تو ہماری دعا کو قبول فرمائے گا۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ عرض کیا:

''رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ''

(پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۷)

''اے ہمارے پروردگار! قبول فرما ہم سے بے شک تو ہی واقعی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے''

آواز آئی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں جو دعا کرو گے قبول کروں گا۔ جو مانگو گے عطا فرمادوں گا۔عرض کیا: مولا!

معلم بھیج دے

اب یونیورسٹی بن گئی ہے تو پھر اب اس کا معلم بھی بھیج دے۔ فرمایا: کسے بھیجوں۔ عرض کیا: مولا محمد عربی ﷺ کو بھیج دے کیونکہ تیرے فضل سے مجھ سے اعلیٰ اس یونیورسٹی کو بنانے والا کوئی نہیں۔ اور محمد سے اعلیٰ کائنات میں پڑھانے والا کوئی نہیں۔ چنانچہ میں تجھ سے محمد کریم مانگتا ہوں۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ" (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۲۹)

"اے ہمارے رب! بھیج دے ان میں ایک برگزیدہ رسول ﷺ جو انہی میں سے ہو"

فرمایا خلیل اسے بھیج تو دیتا ہوں مگر وہ کیا کرے گا۔عرض کیا یااللہ۔ وہ

"يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ" (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۲۹)

"تلاوت کرے تیری آیات کو ان پر اور انہیں سکھائے کتاب وحکمت اور انہیں پاک کرے"

اے مولا! وہ معلم کائنات ایسا ہو جو قلوب واذھان میں انقلاب برپا کردے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو معلم کہنا حضور ﷺ کی گستاخی ہے حالانکہ یہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ خود رب کائنات نے سرکار ﷺ کو معلم قرار دیا ہے۔

معلم ومبلغ

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"

"میرا محبوب ﷺ معلم کتاب وحکمت ہے"

ذرا ملاحظہ تو کیجئے شان محبوبی ﷺ کہ ہر نبی مبلغ اور میرا حبیب پاک معلم۔ مبلغ اور معلم میں فرق ہے اور وہ یہ فرق ہے کہ مبلغ کا کام صرف پہنچانا ہے اور معلم کا کام صرف پہنچانا ہی نہیں بلکہ قلوب واذہان کو ایسا روشن کرنا ہے۔ جس کی روشنی کی چمک تا قیام قیامت باقی رہے چنانچہ۔ مبلغ کائنات

حضرت آدم علیہ السلام	مبلغ کائنات
حضرت ابراہیم علیہ السلام	مبلغ کائنات
حضرت یعقوب علیہ السلام	مبلغ کائنات
حضرت یوسف علیہ السلام	مبلغ کائنات
حضرت نوح علیہ السلام	مبلغ کائنات
حضرت موسیٰ علیہ السلام	مبلغ کائنات
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	مبلغ کائنات
غرضیکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار	
انبیاء علیہم السلام	مبلغین کائنات
اور	
میرے آقا علیہ السلام	معلم کائنات

بلکہ یہ بھی ناچیز نے مبالغہ کیا ہے۔ انبیاء سابقین ساری کائنات کے لئے تشریف نہیں لاتے تھے بلکہ مخصوص علاقوں اور مخصوص قبیلوں کیلئے آتے تھے۔ ساری کائنات کیلئے صرف اور صرف میرے اور تمہارے آقا علیہ السلام تشریف لائے۔

جیسا کہ خود ارشاد فرمایا:

"بُعِثْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً" (بخاری شریف جلد اول ص۶۲)

"میں تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔"

خالق کائنات کا ارشاد ہے کہ اے حبیب علیک السلام!

''وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ '' (پ۲۲ سورۃ السبا آیت نمبر ۲۷)

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف''

کائنات کے رسول ﷺ

میرے آقا مخصوص قبیلوں یا علاقوں کی طرف نہیں بھیجے گئے بلکہ چنیں وچناں۔

این وآں۔ زمین وزماں۔ مکین ومکان۔

بحر وبر	خشک وتر
برگ وثمر	حجر وشجر
شمس وقمر	حیوانات
جمادات	نباتات
اولیاء	اصفیاء
اتقیا	صلحا
علماء	فصحا
بلغا	اوتاد
ابدال	اقطاب
جن وانسان	ملائکہ ورضوان
حور وغلمان	شرق وغرب
جنوب وشمال	تحت وفوق
یمین ویسار	عرب وعجم
لوح وقلم	عرش وکرسی

غرضیکہ کائنات کی ہر شئی کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

چنین وچناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے

ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

معلم کائنات

یہی وجہ ہے کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی

عمریں کثیر — امت قلیل

اور

میرے آقا ﷺ کی عمر پاک قلیل — امت کثیر یعنی تا قیامت

یہ میں معلم کائنات جنہوں نے تریسٹھ برس کی حیات ظاہرہ میں اتنی تعداد میں صحابہ کرامؓ کو تیار فرمایا۔ جتنے اللہ کے پیغمبر ہیں' کیسے صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہوئے اور کیا کیا بنے۔

ابو بکرؓ	صدیق اکبر بنے
عمرؓ	فاروق اعظم بنے
عثمانؓ	ذی النورین
علیؓ	مرتضیٰ بنے
فاطمہؓ	سیدۃ النساء بنی
حسنؓ	مجتبیٰ بنے
حسینؓ	سید الشہداء بنے
زبیرؓ	حواری رسول ﷺ بنے
بلالؓ	موذن رسول ﷺ بنے
سلمانؓ	منا اھل البیت بنے

کیا خوب کہا کسی نے

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا

اور

جس طرف چشم محمد ﷺ کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

مجدد الشعراء حضرت صائم چشتی نے اس نگاہ پاک کو بڑے حسین اور اچھوتے انداز میں بیان فرمایا۔

فرماتے ہیں:

تو نے قطروں کو دیکھا گوہر کر دیا
تو نے ذرّوں کو دیکھا تو زر کر دیا
تو نے حبشی کو رشک قمر کر دیا
الٹا سورج پھرانا تیرا کام ہے

حضرات محترم! عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت خلیل اللہ نے عرض کیا۔ یا اللہ اس معلم کائنات کو بھیج دے۔ لہٰذا معلم تشریف لایا اور پڑھائی شروع ہوئی۔ پھر تکمیل علوم بھی ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ" (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۱)

"اور تعلیم دیتا ہے تمہیں ایسی باتوں کی جنہیں تم جانتے ہی نہیں تھے۔"

ان کا امتحان بھی ہوگا

ہمارے ہاں دستور ہے کہ جب تعلیم مکمل ہو جائے تو پھر امتحان ہوتا ہے۔ میں

نے عرض کیا۔ یا اللہ کریم ان تعلیم حاصل کرنے والوں کا بھی امتحان ہوگا۔ آواز آئی ضرور ہوگا۔ میں نے عرض کیا مولا! امتحان وہ لیتا ہے جو معلم سے اعلیٰ ہو کائنات میں اس معلم کائنات سے اعلیٰ تو کوئی بھی نہیں۔ یہی ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ!
سب سے بالا والا ہمارا نبی ﷺ!

فرمایا لوگو!

کائنات سے میرا مصطفیٰ ﷺ اعلیٰ
اور مصطفیٰ ﷺ سے میں خود خدا اعلیٰ

تو جب

یہ یونیورسٹی اعلیٰ
اس کا معلم اعلیٰ
اس کے متعلم اعلیٰ
اس کا معمار اعلیٰ
اس کا مزدور اعلیٰ

تو میں خود یہ امتحان لوں گا۔ کیونکہ میری شان ہے۔

"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ"

میں امتحان لوں گا

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ممتحن اعلیٰ نے قرآن پاک میں ان کا امتحان لینے کا خود بایں الفاظ بیان فرمایا کہ:

"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ" (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۳)

"وہ لوگ جن کا امتحان خود اللہ نے فرمایا"

امتحان کے مضامین

یا اللہ یہ امتحان کن کن مضامین پر مشتمل ہوگا۔ صرف ونحو پر یا اصول ومنطق پر۔

اردو پر یا عربی پر — فقہ پر یا اصول پر

فلسفہ پر یا ریاضی پر — تاریخ پر یا جغرافیہ پر

سائنس پر یا دینیات پر

آواز آئی

یہ امتحان نہ صرف پر مشتمل ہوگا نہ نحو پر

نہ فلسفہ پر مشتمل ہوگا نہ ریاضی پر

نہ اصول پر مشتمل ہوگا نہ منطق پر

نہ فقہ پر نہ اصول فقہ پر

نہ اردو پر نہ عربی پر

نہ تاریخ پر نہ جغرافیہ پر

نہ سائنس پر نہ دینیات پر

بلکہ یہ امتحان مضامین قلبیہ پر مشتمل ہوگا

فرمایا

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ" (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر۳)

کائنات امتحان دے — فنون کا

صحابہ رضی اللہ عنہم امتحان دیں — قلوب کا

کیونکہ قلب ہی تمام اعضاء جسم کا مرکز ہے۔ اگر وہ قوی وصحیح ہوگا تو تمام جسم بھی قوی وصحیح ہوگا۔ لہٰذا ان کے قلوب کا امتحان ہوگا۔

تقویٰ کی قطاریں

اے مولا! ہمارے دستور کے مطابق قطاروں میں بٹھا کر امتحان لیا جاتا ہے۔

فرمایا: میں بھی قطاروں میں بٹھا کر امتحان لوں گا۔ یا اللہ وہ کون سی قطاریں ہوں گی۔

فرمایا:

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى"

(پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر۳)

وہ قطاریں تقویٰ کی ہوں گی۔ یا اللہ! امتحان کے پیپر مختلف ہوتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیپر کون کون سے ہوں گے۔ آواز آئی۔

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ" (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۵۵)

"اور ہم ضرور امتحان لیں گے تمہارا کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں کی کمی کر کے اور پھلوں میں کمی کر کے"

پیپر پانچ ہوں گے۔ خوف۔ بھوک۔ جان۔ مال اور پھل میں کمی۔ مگر بیک وقت یہ پانچوں پیپر حل نہیں کرنے ہوں گے بلکہ "بِشَيْءٍ" ان میں سے کوئی ایک پیپر حل کرنا ہوگا جو ان میں سے کسی ایک پیپر کو حل کرے وہ صابر ہوگا۔

"وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ" (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۵۵)

"اور خوشخبری سنا دو صبر کرنے والوں کو"

صابر اعظم

حضرات گرامی!

صحابہ رضی اللہ عنہم اور بالخصوص ممدوح صحابہ ایک عظیم شخصیت نے کہ جو

فرزند ارجمند تھے — سیدنا علی المرتضیٰؓ کے

لال تھے — سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

نواسے تھے — جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے

میدان کربلا میں یہ پانچوں پیپر بیک وقت حل فرمائے۔ کسی نے کیا خوب کہا

ہے کہ:

انسانیت کی راہ کے رہبر حسینؓ ہیں
صبر وثبات وعزم کے جوہر حسینؓ ہیں
سر دے کے جس نے موت کو بخشی ہے زندگی
اس کائنات میں وہ دلاور حسینؓ ہیں

اللہ اکبر۔ سامعین محترم!

ذرا تصور تو فرمایئے کہ یہ کیسا امتحان تھا' یہ پیپر کیا تھے؟

سنیے اور ہوش دل سے سنیے

پہلا پیپر تھا	خوف کا	یزید کی فوج
دوسرا پیپر تھا	بھوک اور پیاس کا	تین دن کی
تیسرا پیپر تھا	مال میں کمی کا	کمی کیا باقی ہی نہ رکھا
چوتھا پیپر تھا	جانوں میں کمی کا	بہتر جانیں قربان کیں
پانچواں پیپر تھا	پھلوں میں کمی کا	اکبرؓ جیسا پھل اصغرؓ جیسا پھول

جو فقط ایک پیپر حل کرے یا ایک مصیبت پر صبر کرے وہ تو صابر جس نے پانچویں پیپر بیک وقت حل فرمائے اسے پھر کہہ دیجئے۔ صابر اعظم۔ شہید اعظم۔

اس کی ہمت پر علیؓ شیر خدا کو ناز ہے
اس نواسے پر محمد مصطفیٰ ﷺ کو ناز ہے

قلم کاغذ سیاہی

پیپر تو بیان ہوگئے۔ اے اللہ! امتحانوں میں قلموں کاغذوں اور سیاہیوں کو بھی ضرورت ہوتی ہے۔

تو یہ بھی بیان فرما۔ فرمایا: ہاں جب امتحان آئے گا۔ قلمیں بھی ہوں گی' کاغذ بھی ہوں گے اور سیاہیاں بھی ہوں گی۔

میدانِ بدر

جب میدان بدر میں امتحان ہوگا تو پھر:

کاغذ ہوگا	میدان بدر کا
قلم ہوگا	معوذ کے بازو کا
سیاہی ہوگی	معاذ کے خون کی

معوذ ومعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا امتحان ہوگا۔

حضرت معوذؓ اور حضرت معاذؓ

حضرات سامعین! میرے آقا ﷺ کے یہ دونوں شاہین حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور جہاد کی اجازت طلب کی۔

آقا ﷺ ایک شہزادے کو اجازت مرحمت فرما دیتے ہیں اور دوسرے کو بوجہ کم عمر ہونے کے گھر واپس جانے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ جب دوسرے شہزادے کو اجازت نہ ملی تو وہ بے قرار ہوگئے۔ سوچا کیا کروں۔ مسلمانو! پھر جو بات عشق نبوی ﷺ نے ان کو سکھائی وہ نوجوانان ملت کیلئے قابل رشک بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار یداللّٰہی

اور

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل علیہ السلام کو آداب فرزندی

پھر عشق ہو محبوب ﷺ دو عالم علیہ السلام کا اور شہزادگان ہوں۔ مذکور یونیورسٹی میں تعلیم یافتہ صحابہ کرامؓ کے تو پھر یہ نعرہ الجہاد کیوں نہ بلند کریں؟ چھوٹے شہزادہ نے عرض کیا حضور ﷺ۔ آپ ﷺ نے بڑے کی جسامت قد وقامت ملاحظہ فرما کر اس کی عمر کے تقاضا کو پورا فرما دیا ہے۔

حالانکہ ازروئے طاقت یہ مجھ سے زیادہ نہیں!

اے آقا ﷺ! اگر اس بات کو آزمانا ہو تو کشتی کروالیں

عشقِ رسالت ﷺ میں شہزادگان کی کشتی

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کشتی کا حکم فرمادیا۔

اب چھوٹے شہزادے بڑے کے کان میں عرض کرتے ہیں کہ اے بھائی جان! ہم دونوں ہی ایک باغ کے پھول' ایک ماں کی گود کی رونق' ایک باپ کے فرزند ہیں۔ جہاد کیلئے بھی اکٹھے حاضر ہوئے ہیں' اب تمہارا دل کیسے چاہے گا کہ تم اکیلے ہی جنت میں چلے جاؤ۔ فرمایا: بھائی! پھر تم اب کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں اگر مان لو تو تمہارا کچھ بھی نہیں بگڑے گا اور میرا سب کچھ سنور جائے گا۔ فرمایا: کہو کس طرح؟ عرض کیا تم نیچے لیٹ جاؤ۔ میں اوپر بیٹھ جاتا ہوں تو چودہ طبق کے سلطان کی رضا سے مقدر سنور جائیں گے۔ بڑے لیٹے چھوٹے اوپر آئے اور تقدیر کا ستارہ چمکا۔

آقا نے دونوں کو اجازت مرحمت فرمادی تو دونوں یکبارگی سے میدان میں آئے اور آتے ہی حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوئے اور:

نہایت رازداری سے نشاں بوجہل کا پوچھا

شباہت اور حلیہ اور موجودہ پتہ پوچھا

فرمایا بچو! تمہیں اس بے ایمان سے کیا کام ہے اور تم نے اس ازلی بدبخت اور کافر اعظم کو کیا کہنا ہے؟ جواب دیا۔ کوئی کام نہیں اور کہنا بھی کچھ نہیں۔ فرمایا: پھر اس کا پتہ کیوں پوچھتے ہو؟ عرض کیا:

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو

سنا ہے گالیاں بکتا ہے وہ محبوب ﷺ باری کو

فرمایا: بچو کیوں؟ تمہاری کوئی دشمنی ہے اس سے۔ کہا نہیں۔ پھر تمہارا کوئی رشتے دار اس سے نالاں ہے؟ کہا نہیں۔ تمہارا کوئی نقصان کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: پھر کیوں مارو گے؟ دونوں بیک زبان ہو کے بول اٹھے:

سنا ہے گالیاں بکتا ہے وہ محبوب ﷺ باری کو

سب دشمنیوں سے بڑھ کر دشمنی' سب نقصانوں سے بڑھ کر نقصان یہ ہے کہ وہ ہمارے آقا ﷺ کریم کو گالیاں بکتا ہے۔

فرمایا بچو! کیا تمہیں علم نہیں کہ:

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

بڑے جرنل — بڑے کرنل

سپہ سالار و شہسوار

فوجوں کا مکمل دستہ اس کے اردگرد جمع ہیں اور اس کی حفاظت پر لگے ہوئے ہیں۔ بچوں نے کہا مگر

یہ دستہ کب تلک رو کے گا عزرائیل علیہ السلام کا دستہ

اور پھر عشق رسول ﷺ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نعرے لگاتے ہوئے۔

ابوجہل سیہ رو پر نگاہیں گاڑھ کر دوڑے!

قریشی فوج کے دل بادلوں کو پھاڑ کر دوڑے

ایک بھائی کا بازو شہید ہوگیا تو اس نے دوسرے بھائی سے کہا کہ بھائی اس بازو کا قلم اور اپنے خون کی سیاہی بنا کر میدان بدر پر نقش کر دو کہ

خدا کے نام سے ہم باز ہر گز رہ نہیں سکتے

یہ بت چھوٹے ہیں اور ان جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتے

میدانِ اُحد

اور کبھی میدان احد کا — کاغذ بنے گا

سیدنا امیر حمزہؓ کے بازو کا ۔ قلم بنے گا

حضرت سہیلؓ کے خون کی سیاہی بنے گی

امتحان ہوگا۔

اور ایسا ہوگا کہ امام الانبیاء سرور کائنات ﷺ اس شجاعت بے مثال اور جرأت لازوال کو ملاحظہ فرما کر حضرت امیر حمزہؓ کو سید الشہداء کے لقب سے سرفراز فرمائیں گے۔

حضرات سامعین! واقعتاً اگر دین حق کی اشاعت میں اس قدر یگانہ اور بے مثال ولاجواب مجاہدانہ قربانیاں نہ ہوتیں تو آج ہم تک دین نہ پہنچا ہوتا۔

ملتانی زبان میں کسی نے کیا خوب کہا کہ:

خدا دے دین کوں دنیا تے چمکایا صحابہؓ نے
لکھاں بھلیاں اتے بھٹکاں کوں راہ لایا صحابہؓ نے
لہو کے دے بازاراں دے وچہ چلدا رہیا کہندا
بدن پخدے انگاراں دے اتے جلدا رہیا کہندا
کیہڑا ہا بھار خدمت دا جو نہ چایا صحابہؓ نے
خدا دے دین کوں دنیا تے چمکایا صحابہؓ نے
خلافت وچہ رہے لوکاں دیاں مزدوریاں کو دے
ادھی راتیں ایہہ بیواواں دے گھر پانی رہے بھردے
مدینے وچہ محل کیہڑا جو بنوایا صحابہؓ نے
خدا دے دین کوں دنیا تے چمکایا صحابہؓ نے

اس دردناک داستان مظلومیت کا ملاحظہ ومطالعہ کرنا ہوتو تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے تو پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرامؓ نے کیسے کیسے بے مثال امتحان دیئے، کیسی کیسی نمایاں کامیابیاں اور امتیازی کامرانیاں حاصل کر کے نقد جنت کے سرٹیفکیٹ اللہ کریم سے حاصل کئے۔

سید الشہداء امیر حمزہؓ پر مظالم

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ عم مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرف دیکھئے۔ آپ پر مظالم کی انتہا ہوگئی۔ آنکھیں، کان، ناک، زبان مبارک کاٹنے کے بعد بازو بھی کاٹ دیئے گئے اور کلیجہ چبالیا گیا۔ دل کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھائی کی لاش پر

آپ کی ہمشیرہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضور علیہ السلام کی پھوپھی صاحبہ ہیں۔ آپ کی میت دیکھنے کیلئے آئیں تو حضور علیہ السلام نے آپ کے بھانجے کو حکم دیا کہ اپنی ماں کو روکو کہیں ایسا نہ ہو جو صدمہ میں ''محمد ﷺ'' برداشت نہیں کرسکتا ان سے بھی برداشت نہ ہو اور وہ شہید ہوجائیں۔ جب روکا گیا تو فرمایا کہ میرے آقا ﷺ سے عرض کردو میں بھائی کی لاش پر بین کرنے کیلئے نہیں جارہی اور نہ بے صبری کروں گی بلکہ صابرہ بن کر فاتحہ پڑھوں گی۔ بھائی کو مبارک باد دوں گی کہ وہ اس سخت آزمائش میں کامیاب ہوگیا ہے۔

کفن کیلئے قرعہ اندازی

دو کفن لئے کر بھائی کی لاش پر گئیں۔ ایک بڑا اور ایک چھوٹا۔ اب دیکھا کہ آپ کی میت کے پاس ایک دوسرے شہید حضرت سہیلؓ کی نعش مبارک بھی بے گورکفن پڑی ہوئی ہے۔ سوچا کہ بڑے اور چھوٹے کفن کو کیسے اور کس پر تقسیم کروں اگر بڑا بھائی کو دوں تو بے انصافی ہوگی لہٰذا اگر چھوٹا دوں تو پورا نہ آئے گا۔ سوچا کہ چلو چھوٹا ہی دے دوں مگر آقائے دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ قرعہ اندازی کرلو۔ اب قرعہ اندازی میں چھوٹا کفن امیر حمزہؓ کے نام اور بڑا حضرت سہیلؓ کے نام نکلا۔

ملاحظہ فرمائیے!

صرف صحابہ کرامؓ کا ہی نہیں فروغ اسلام کے لئے صحابیات کا کیا کردار ہے؟ کیسی وفاداریوں کا درس اور بلند حوصلگیوں کا سبق صحابیات کے روشن کردار سے ملتا

ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اے پھوپھی اور میرے امیر حمزہؓ کی ہمشیرہ! مت گھبرانا جہاں سے جسم عریاں رہ جائے پتوں سے ڈھانپ کے دفن کردو۔ کتنا سخت امتحان ہے؟ فرمایا حمزہؓ کے ان بازوؤں کا قلم سہیلؓ کے خون کی سیاہی اور احد کے میدان کا کاغذ ہوگا۔

میدان کربلا

پھر کہیں میدان کربلا میں۔

حضرت عباسؓ کے بازو کا	قلم ہوگا
حضرت علی اکبرؓ کے خون کی	سیاہی ہوگی
کربلا کی زمین کا	کاغذ ہوگا
سیدنا امام حسینؓ کا	امتحان ہوگا

اور کہے گا ایک کہنے والا کہ:

اے کربلا کی خاک! اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشہ بتولؓ
مظلوم کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی!
سیراب کرگیا تجھے خون رگ رسول ﷺ!

امتحان کے نتائج

یا اللہ! امتحان ہو گئے اب نتائج۔

فرمایا۔ دنیا والو تم کامیاب ہونے والوں کو ڈگریاں دیتے ہو تو سن لو۔

تم ہو مخلوق۔ میں ہوں خالق۔

تم دو گے ڈگریاں صرف دنیاوی۔ میں دوں گا ڈگریاں ڈبل۔

دنیاوی بھی۔ آخرت کی بھی۔

دنیاوی ڈگریاں

دنیاوی ڈگریاں تو یہ ہیں کہ یہ تمام میری یونیورسٹی میں میرے مصطفیٰ علیہ السلام سے تعلیم حاصل کرنے والے متعلم پاس ہوگئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ'' (پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۵۲)

یہ تمام فلاح یافتہ ہیں۔

''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ'' (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵)

یہ تمام رشد وہدایت کے ستارے ہیں۔

''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ'' (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۷)

یہ تمام متقی ہیں۔

''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ'' (پ۲۴ سورۃ زمر آیت نمبر ۳۳)

یہ تمام ہدایت یافتہ ہیں۔

''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ'' (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۷)

یہ تمام سچے ہیں۔

''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ'' (پ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۸)

اور ہمیں یہ حکم فرمایا کہ یہ راشد ومرشد ہادی مہدی کامیاب وکامران ہیں اور یہی سچے ہیں لہٰذا تم بھی ان کے ساتھی بن جاؤ۔

''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' (پ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۹)

''ہو جاؤ سچوں کے ساتھ''

کیونکہ میرے اور میرے حبیب لبیب کے نزدیک معیار صداقت یہی صحابہ کرامؓ ہیں لہٰذا آج بھی۔

سچا وہ	جو صدیقؓ کا ساتھی
سچا وہ	جو فاروقؓ کا ساتھی

سچا وہ	جو عثمانؓ کا ساتھی
سچا وہ	جو حیدرؓ کا ساتھی
سچا وہ	جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا ساتھی
جو ان کا دوست	وہ نبی کا دوست
جو نبی ﷺ کا دوست	وہ میرا دوست
جو ان کا ﷺ دشمن	وہ نبی ﷺ کا دشمن
جو نبی ﷺ کا دشمن	وہ میرا دشمن

پس سچے بننے کیلئے ان سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس لئے کہ یہ معیار حق وصداقت ہیں لہٰذا جو ان کا ساتھی نہیں وہ جھوٹا ہے اور جھوٹے پر رب کی لعنت ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:

''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ '' (پ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۳۵)

''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت''

شیطان کو بھی اللہ کریم نے لعنتی فرمایا۔

''اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ '' (پ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۱)

''بے شک تجھ پر لعنت ہے قیامت کے دین تک''

لیکن سوچئے یہ کس لئے؟ اسی لئے کہ شیطان نے خلیفہ کا انکار کیا تھا۔ تو پھر اگر انکار کرنے والا شیطان ہو تو لعنت اللہ کی۔ تو پھر مل کر کہئے کہ جو شیطان کا ہم مسلک ہو اس پر بھی لعنت اللہ کی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں واضح موجود ہے کہ شیطان نے خلیفہ کو پسند نہیں کیا حالانہ ان خلفائے راشدین بالخصوص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد واتقاء کا یہ عالم ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ:

''اَلشَّيْطَانُ يَخَافُ مِنْكَ يَاعُمَرُ '' (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۷)

''اے عمرؓ! شیطان تجھ سے خوف کھاتا ہے۔''

تو اس کی مسلکی برادری ان خلفاء خدا و مصطفیٰ ﷺ کو کیسے برداشت کر سکے گی۔ ویسے بھی آپ دیکھیں کہ شیطان کے ہم مسلک لوگوں کے نام میں بھی شیطان کی طرح اولاً شین ہی آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک ہی گروہ ہے جب گرو خلیفہ خدا و مصطفیٰ ﷺ کو اچھا نہیں جانتا تو چیلے کیسے اچھا جان سکتے ہیں۔ جبھی تو یہ سزا ملتی ہے ہر سال کہ اپنے ہی سینے اور اپنے ہی سکے۔

''فَافْهَمُوْا وَتَدَبَّرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ''

بغض ہو جس سینے میں صدیقؓ اور فاروقؓ کا
ہے مناسب ایسا سینہ رات دن پٹتا رہے

یہ تمام مومن ہیں۔

''اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ '' (پ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر۴)

میں نے عرض کیا کہ:

اے رب کریم! آج کل کچھ لوگ حضرات صحابہ کرامؓ کے ایمان میں شک کرتے ہیں۔ فرمایئے کہ صحابہ کرامؓ کا ایمان کچا ہے یا پکا تو قرآن پاک میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا:

''اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا '' (پ۹ سورۃ انفال آیت نمبر۴)

یہ پکے اور سچے مومن ہیں۔ ان کے مومن ہونے پر میں رب گواہی دیتا ہوں بلکہ میں تمہیں یہ حکم فرماتا ہوں کہ تم بھی انہیں کی طرح ایمان لاؤ اور یہی ایمان مجھے پسند ہے۔ فرمایا:

''اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ '' (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳)

ایمان لاؤ جیسے صحابہ کرامؓ ایمان لائے۔

ایسا کامل ایمان کہ جس کی پسندیدگی عند اللہ ایسی ہو کہ ارشاد ہو تم بھی ایسے

ایمان لاؤ۔

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا!
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

فرمایا۔ یہ صحابہ کرامؓ میری فوج ہیں۔
''اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ'' (پ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت نمبر۲۲)

صدیقؓ وفاروقؓ	اللہ کی فوج
عثمانؓ وعلیؓ	اللہ کی فوج
طلحہؓ وزبیرؓ	اللہ کی فوج
سلمانؓ وسعدؓ	اللہ کی فوج
بلالؓ وابوذرؓ	اللہ کی فوج

غرضیکہ

تمام صحابہ کرامؓ	اللہ کی فوج

سنو! جب ہم پاکستانی باغیرت باشندے اپنے ملک کے کسی فوجی کی توہین برداشت نہیں کرسکتے تو اللہ کی فوج کے کسی فوجی کی توہین کیسے برداشت کریں گے؟

جب پاکستان کے کسی فوجی کو کوئی گالی دے تو قانون حرکت میں آتا ہے تو پھر جب اسی پاکستان کے لوگ اللہ تعالیٰ کے ان مقدس فوجیوں پر تبرا بازی کرتے ہیں تو قانون حرکت میں کیوں نہیں آتا؟

جب یہ قانون بن گیا ہے تو جاری کیوں نہیں ہوتا؟ دن رات کی تبرا بازیوں کو کیوں نہیں روکا جاتا۔

ان مادر پدر آزاد۔ دھوپ چھاؤں کی اولاد۔ چلتے پھرتوں کی نسل۔ رات کے تاریک سناٹوں کی پیداوار۔ صحابہ کرامؓ پر کیچڑ اچھالنے والوں کے منہ میں لگام کیوں نہیں دی جاتی؟ ہم مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں مگر

نبی کے یاروں
ہدایت کے ستاروں
عظمت اسلام کے میناروں

فضیلت مآب صحابہ کرامؓ یعنی اس خدائی فوج کی محبت' ایمان وعرفان پر رکیک حملے کبھی برداشت نہیں کرسکتے۔ اللہ کریم نے ان کے دلوں پر ایمان لکھ دیا۔ فرمایا:

''اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ'' (پ۲۷ سورۃ المجادلہ آیت نمبر۲۲)

اللہ کریم ان سے راضی ہوگیا۔ یہ اللہ سے راضی ہوگئے۔

''لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ'' (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۱۸)

''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ'' (پ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت نمبر۲۲)

اللہ کریم نے ان کی شان وعظمت کو توریت وانجیل میں بیان فرمایا۔

''ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ''
(پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۲۹)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کی معرفت میرے قدرت والے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

''اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ''
(پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۱۰)

''صحابہؓ کے ہاتھوں پر میرا قدرت والا ہاتھ ہے''
''یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ'' (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر۱۰)

تو پھر

صحابہ رضی اللہ عنہم میرے	میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا
میں ان سے راضی	وہ مجھ سے راضی

لہٰذا

جوان کا ہے	وہ میرا ہے
جوان سے راضی	میں اس سے راضی
جوان کا نہیں	وہ میرا نہیں
جوان سے راضی نہیں	میں اس سے راضی نہیں

یہ تمام صالحین ہیں۔

''اُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ'' (پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۴)

اخروی انعامات

یا اللہ۔ یہ تو دنیاوی ڈگریاں ہیں، اخروی ڈگریاں کیا ہیں؟ فرمایا: آؤ میں اخروی ڈگریاں عطا فرماؤں۔ میرے یار کے یارو! میرے محبوب ﷺ کے محبوب طلباء آتے جاؤ اور ڈگریاں لیتے جاؤ۔ اب آخرت کے انعامات کی تقسیم شروع ہوگئی۔ فرمایا:

''لَھُمْ جَنّٰتُ نَعِیْمٍ'' (پ۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر ۸)

''ان کے لئے ہیں جنتیں نعمتوں والی''

''کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی'' (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۵)

''ان سے اللہ کریم نے اچھا وعدہ فرمالیا''

''یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ'' (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۲۱)

''ان کو ان کا رب خوشخبری دیتا ہے''

''اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ'' (پ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۲)

''یہ تمام کے تمام جنتی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔''

''اُولٰٓئِکَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ'' (پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۹)

''ان تمام کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے''

''وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا'' (۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

''اللہ تعالیٰ نے ان تمام سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمالیا''

''اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ''

(پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۶)

''وہ لوگ کہ ان کی جزاء مغفرت ہے ان کے رب سے اور جنتیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے۔''

صحابہ کرامؓ کی نیکیوں کا اجر

حضرات محترم! اور سماعت فرمائیے! نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا عام امتی احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرے اور میرا ایک صحابی رضی اللہ عنہ مٹھی بھر جو صدقہ کرے تو صحابی رضی اللہ عنہ کا اجر اس کے اس سونے سے زیادہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳)

جب صحابہ کرام علیہم الرحمۃ الرضوان کامیابی سے ہمکنار ہوکر دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا:

اے ہمارے آقا و مولا! اے تمام عالمین کے سید اعظم ﷺ

ہم مومن	آپ ﷺ ایمان
ہم قاری	آپ ﷺ قرآن
ہم مسلم	آپ ﷺ اسلام
ہم خادم	آپ ﷺ مخدوم
ہم صحابی	آپ ﷺ رسول
ہم امتی	آپ نبی ﷺ
ہم غلام	آپ ﷺ آقا

ہم مملوک　　　آپ ﷺ مالک

ہم مطہور　　　آپ ﷺ طاہر

ہم منگتے　　　آپ ﷺ داتا

آپ ﷺ عطا فرمانے والے　　　ہم جھولیاں پھیلانے والے

آپ ﷺ استاد و معلم　　　ہم شاگرد و متعلم

آپ ﷺ پڑھانے والے　　　ہم پڑھنے والے

اے آقا! (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب شاگرد سو فیصدی کامیاب ہو جائیں تو استاد بھی خوشی میں کچھ انعام عطا فرماتے ہیں تو آپ ﷺ کو مبارک باد ہو کہ آپ ﷺ کے صدقہ سے ہم بھی دربار خداوندی میں امتحان دے کر سو فیصدی انعام و کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کیا انعام عطا فرمائیں گے۔ تو میرے آقا ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے انعامات عطا فرمائے ہیں تو پھر مجھ سے بھی دنیا و آخرت کے انعام لو۔

حضور ﷺ کی طرف سے انعامات

دنیاوی انعامات۔ فرمایا:

"لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳)

"میرے صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دینا"

گویا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

اے دنیا والو! جب بچہ اچھے نمبروں پر کامیاب ہو جائے تو والدین اپنی دوسری اولاد کو کہتے ہیں کہ میرے اس نور نظر کو گالی نہ دینا کیونکہ میرے اس لال نے کامیاب ہو کر میرا نام روشن کر دیا ہے۔ ایسے ہی فرمایا:

اے لوگو! میرے صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی مت دینا کیوں؟ اس لئے کہ یہ اچھے نمبروں پر کامیاب ہوئے اور انہوں نے میرے مشن اسلام کو زندہ تابندہ کر کے چار

چاند لگا دیئے ہیں۔ سبحان اللہ۔

اے آقا ﷺ! اگر کوئی بدبخت آپ ﷺ کے روکنے کے باوجود نہ رکے اور آپ ﷺ کے ان مقدس شاگردان رشید کو برا بھلا کہے تو کیا ارشاد ہے۔

فرمایا:

"اِذَا رَاَیْتُمُوا الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴)

"جب تم دیکھو کہ ان پر کوئی سب و شتم کر رہا ہے تو تم کہو او بکنے والے تیرے شر پر اللہ کی لعنت"

گویا کہ حضور ﷺ نے خود فرما دیا۔

او صدیقؓ کو بھونکنے والے　　　تجھ پہ اللہ کی لعنت

او فاروقؓ کو بھونکنے والے　　　تجھ پر اللہ کی لعنت

او عثمانؓ کو بھونکنے والے　　　تجھ پہ اللہ کی لعنت

او علیؓ کو بھونکنے والے　　　تجھ پہ اللہ کی لعنت

او صحابہ رضی اللہ عنہم کو کوسنے والے　　　تجھ پہ اللہ کی لعنت

تمہارے دل کی آخر جب زباں تک بات پہنچے گی!

خدا جانے کہاں کی پھر کہاں تک بات پہنچے گی!

نبی ﷺ کے ساتھیوں کا نام لے کر کوسنے والو

نبی ﷺ کے ساتھیوں کے مہرباں تک بات پہنچے گی

قیامت میں جنابہ عائشہؓ شکوہ کناں ہوں گی

کبھی سوچا ہے تم نے پھر کہاں تک بات پہنچے گی

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے۔

"یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَآءِ"

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴)

''اے میرے لاڈلے محمد ﷺ! آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔''

فرمایا۔ نبی کریم علیہ السلام نے۔

''اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ''

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴)

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے کسی ایک کا دامن پکڑو گے۔ ہدایت پالو گے''

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ ﷺ کی

مخبر صادق ﷺ نے فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم ستارے ہیں۔ غلاموں نے عرض کیا آقا ﷺ آپ۔ فرمایا: ان کا تعلق مجھ سے تھا میں نے ان کو ستارے فرمایا۔ میرا تعلق رب سے ہے رب سے پوچھو کہ میں کون ہوں؟ عرش سے آواز آئی۔

''وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی'' (پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۱)

''قسم ہے تارے کی جب وہ اترا''

صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعلق نبی ﷺ سے ہے۔ نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نجوم فرمایا۔ نبی ﷺ کا تعلق مجھ سے ہے۔ میں نے نبی ﷺ کو اَلنَّجْم فرمایا۔ اللہ اکبر۔ فرمایا:

''عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ خُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ'' (ابن ماجہ ص ۵)

''تم پر میری اور خلفائے راشدین کی سنت پر اتباع لازمی ہے اور تہتر فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ بھی وہ ہوگا کہ''

''مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ'' (الملل والنحل للشہرستانی) ۱

جو میری اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع کرے گا۔ اب کوئی مائی کا لال

بتائے کہ صحاح ستہ میں بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد سے کوئی صحیح نہ سہی ضعیف تر ہی حدیث دکھا دے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا ہو کہ ''میں نبی ﷺ جیسا' نبی ﷺ میرے جیسا''

نبی ﷺ نور نہیں محض بشر ہے۔ نبی ﷺ کو کچھ اختیار نہیں۔ نبی ﷺ نے رب کو علم غیب عطا نہیں فرمایا۔

جتنے پیش کردہ حدیث کے الفاظ ہوں گے۔ اتنے ہی آنے[۱] انعام دیا جائے گا۔

صحابہ کرامؓ نبی ﷺ کے علم غیب عطائی' نورانیت مصطفی ﷺ اختیار نبوی ﷺ۔ بے مثلیت مصطفوی ﷺ اور اللہ کریم کی تمام عطا فرمودہ صفات کو بدل وجان تسلیم کرتے تھے اور ان سب پر مکمل ایمان رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں انہیں کے پیروکاروں کا نام سنی' بریلوی' حنفی ہے۔ لہٰذا بحمد اللہ تعالیٰ یہی فرقہ ناجیہ ہے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب رے منکر دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

اخروی انعامات

فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے

''لَا تَمَسَّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ'' (ترمذی شریف' جلد دوم ص ۲۲۷)

''میرے صحابی رضی اللہ عنہ کو آگ نہ چھو سکے گی۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ابوبکر جنتی ہیں — عمر جنتی ہیں
عثمان جنتی ہیں — علی جنتی ہیں
طلحہ جنتی ہیں — زبیر جنتی ہیں

۱ اب آنے تو ختم ہوگئے ہیں جتنے ہی نہیں لہٰذا اتنے روپے انعام دیا جائے گا۔

عبدالرحمٰن ابن عوف جنتی ہیں　　　سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں
سعید ابن زید جنتی ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

علم غیب مصطفیٰ ﷺ

ملاں کہتا ہے کہ نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ نبی فرماتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر جنت میں اپنے ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی عشرہ مبشرہ کو میں اپنے اس اعلیٰ مقام سے ملاحظہ فرما رہا ہوں۔

یہ ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ اور عظمت متعلمان مصطفیٰ جنہوں نے خدائی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ اللہ اکبر!

نال مدنی دے جولا گئے یاریاں
شاناں رب کولوں اوہ پا گئے ساریاں
وچہ جنت دے مانن پئے دلداریاں
وعدے لگیاں دے سائیں نبھیندا اگیا

آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم جل جلالہ ہمیں عظمت رسول علیہ السلام وعظمت اصحابِ رسول ﷺ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کامل ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

اسرار خطابت

خطبات ماہ جمادی الثانی

پہلا خطبہ　حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
دوسرا خطبہ　افضلیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تیسرا خطبہ　محسن رسول ﷺ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
چوتھا خطبہ　خلیل النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلا خطبہ

مؤذنِ رسول

سیدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذرا ٹھہر جا مؤذن میرا دل لرز رہا ہے
کہیں کعبہ گر نہ جائے تیری شور مست اذاں سے

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَّمِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز سامعین کرام! آج کے اس جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مؤذن رسول حضرت سید بلال حبشیؓ کا مبارک تذکرہ ہوگا۔

توجہ فرمائیے!

پیاسا وہیں جائے گا جہاں کنواں ہوگا
پروانہ وہیں جائے گا جہاں شمع ہوگی
بلبل وہیں جائے گا جہاں پھول ہوگا
صحابی رضی اللہ عنہ وہیں جائے گا جہاں رسول ﷺ ہوگا

حضرت سیدنا بلال حبشیؓ صہیب رومیؓ عمار بن یاسر اور مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر وقت اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر رہتے تھے کیونکہ عشق و محبت کا یہ تقاضا ہے کہ:

محب اپنے محبوب کے پاس ہو

عاشق اپنے معشوق کے پاس ہو

طالب اپنے مطلوب کے پاس ہو

مکہ کے سرمایہ دار

مکہ کے مالداروں' جاگیرداروں' امیروں اور سرمایہ داروں نے پیغام بھیجا کہ حضور ﷺ یہ نادار' مفلس اور غریب لوگ ہر وقت آپ کے پاس رہتے ہیں اور ہم آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ہم آئیں اور انہیں کے ساتھ بیٹھیں تو ہماری ہتک ہوتی ہے لہٰذا آپ ان کو کم از کم ہماری آمد تک مجلس سے اٹھا دیجئے تاکہ ہمارا یہاں آنا ہمارے لئے باعث ذلت نہ بنے۔ اگر آپ ان کو اٹھا دیں گے تو ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ابھی یہ پیغام پہنچا ہی تھا کہ ادھر سے اللہ کریم کا پیغام بھی آ گیا۔

''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ''

(پ ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۲)

''اور نہ کرو انہیں دور جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح و شام اس کی رضا چاہتے ہیں تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے''۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۵۶۰)

میرے نزدیک مال معیار اطاعت نہیں

اے محبوب ﷺ! ان جاگیروں' سرمایہ داروں اور سرداروں کے نزدیک:

معیار اطاعت — مال ہے

معیار اطاعت — ثروت و دولت ہے

معیار و اطاعت — جاگیریں اور زمینیں ہیں

معیار محبت ہے

لیکن میرے نزدیک معیار اطاعت' محبت ہے' عشق ہے میری رضا جوئی ہے تیری غلامی ہے۔ میں ان غریبوں پر فخر کرتا ہوں کیونکہ:

ان سرمایہ داروں کے پاس — مال ہے

ان غریبوں کے پاس — آمنہؓ کا لال ﷺ ہے

ان سرمایہ داروں کے پاس — سامان ہے

ان غریبوں کے پاس — ایمان ہے

ان سرمایہ داروں کے پاس — جاگیریں ہیں

ان غریبوں کے پاس — محمد ﷺ کی تنویریں ہیں

ان سرمایہ داروں کے پاس — دولت و ثروت ہے

ان غریبوں کے پاس — محبت و الفت ہے

اے میرے محبوب ﷺ! میں نے تجھے ان غریبوں کا آقا ﷺ بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے تجھے ان غلاموں کا مولا بنا کر بھیجا ہے۔

جاگیرداروں کیلئے — نہیں بھیجا

سرمایہ داروں کیلئے — نہیں بھیجا

دولت والوں کیلئے — نہیں بھیجا

ثروت والوں کیلئے — نہیں بھیجا

یہ سرمایہ دار، جاگیر دار، دولت کے پجاری، ثروت کے بھکاری، مال کے نشہ میں مست رہنے والے کل قیامت کو جنت کا تقاضہ کریں گے اور جنت ان غریبوں کا تقاضا کرے گی۔ یہ جنت کے مشتاق ہوں گے اور جنت ان تیرے عاشقوں کی مشتاق ہوگی۔ یہ جنت کو تلاش کریں گے اور جنت تیرے ان غلاموں کو تلاش کرے گی۔

جنت ان کی مشتاق ہے

سامعین محترم! میرے اور آپ کے آقا ﷺ علیہ السلام نے فرمایا:

''اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلٰثَةٍ عَلِيٍّ وَّعَمَّارَ وَسِلْمَانَ ''

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۰)

یقیناً جنت تین افراد کی مشتاق ہے۔

''علیؓ۔ عمارؓ۔ سلمانؓ''

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ '' (پ سورۃ ق آیت نمبر ۳۱)

''جنت متقیوں کے قریب کی جائے گی۔''

اے میرے محبوب! ان تیرے غلاموں سے بڑا متقی کون ہے جنہوں نے تیری خاطر:

مال چھوڑا

وطن چھوڑا

اولاد چھوڑی

رشتہ دار چھوڑے

اور اذیتیں برداشت کیں۔

مصائب جھیلے مظالم سے ٹکرائے

اور اعلان کیا کہ ہمارے نزدیک

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

یہ معیار ایمان پر پورے اترے

میں نے تو ایمان کا معیار یہی رکھا ہے جس پر یہ پورے اترتے ہیں۔ میں نے پہلے ہی فرمادیا ہے کہ:

''قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَاَبْنَآءُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُنِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. '' (پ۱۰ سورۃ توبہ آیت نمبر)

''اے میرے محبوب ﷺ! فرما دیجئے۔ اے لوگو! تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی کے وہ مال جن کے نقصان کا تمہیں ڈر رہتا ہے اور تمہاری پسند کے یہ مکان ان میں سے کوئی چیز بھی تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے پیاری ہو تو انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

میں نے یہی کہا تھا نہ کہ اللہ رسول ﷺ کی محبت پر تم:

اپنے باپ قربان کردو

اپنے بیٹے قربان کردو

اپنے بھائی قربان کردو

اپنی بیویاں قربان کردو

اپنے کنبے قربان کردو

اپنے مال — قربان کر دو

اپنے وطن — قربان کر دو

تو ان تیرے غریب غلاموں نے کیا نہیں کیا؟ کیا انہوں نے میری اور تیری رضا کی خاطر یہ سب کچھ قربان نہیں کیا؟

اپنے باپ قربان — نہیں کیے؟

اپنے بیٹے قربان — نہیں کیے؟

اپنے بھائی قربان — نہیں کیے؟

اپنی بیویاں قربان — نہیں کیں؟

اپنے کنبے قربان — نہیں کیے؟

اپنے مال قربان — نہیں کیے؟

اپنے وطن قربان — نہیں کیے؟

تو جب سب کچھ قربان کر دیا ہے تو پھر

''لاتطرد'' انہیں دور نہ کرو۔

اگر انہیں دور کرو گے تو یہ بے انصافی ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے تیری اتباع کی ہے اور میرا وعدہ ہے کہ جو تیری اتباع کرے گا میں اسے اپنا محبوب بنالوں گا۔ کیا میں نے یہ نہیں فرمایا کہ:

''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ''

(پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر۳۱)

''فرما دیجئے اے محبوب ﷺ! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا۔''

دنیا کو پتہ چل جائے گا

یہ بلالؓ جسے دنیا کالا کہتی ہے' جس کے ہونٹ موٹے ہیں' جس کی نسل حبشی ہے'

جو شین کو سین پڑھتا ہے۔ اگر اذان نہ دے تو میں سورج طلوع نہیں کروں گا' دنیا کو پتہ چل جائے گا کہ تیرے اس کالے غلام کی شان کیا ہے؟ اس موٹے ہونٹوں والے کی عظمت کتنی بلند ہے؟ اس شین کو سین پڑھنے والے کی اذان ہمیں کتنی پسند ہے۔

عاشق مصطفیٰ ﷺ کی اذان میں اللہ اللہ کتنا اثر تھا

عرش والے بھی سنتے تھے جس کو کیا اذان تھی اذان بلالؓ

فرمایا۔ بلال کعبہ کی چھت پہ چڑھ کر اذان دے دو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا رنگ کالا ہے۔ فرمایا: پھر تو بات بن گئی۔ اس کا رنگ کالا ہے کعبہ کا غلاف کالا ہے۔ لوگوں نے کہا حضور ﷺ اس کا قد چھوٹا ہے۔ فرمایا: اس کے پیروں کے نیچے ہاتھ دے کر کعبہ پر چڑھا دو تا کہ دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ محمد ﷺ نیچوں کو اونچا کرنے آیا ہے۔ اللہ اکبر! کعبہ کی چھت ہے۔ یہ کالا سا بلالؓ ہے اور چھت پر چڑھ کر کہتا ہے۔

اللہ اکبر' اللہ اکبر

اس کے پرسوز نغمہ توحید سے فرشتے جھوم رہے ہیں۔ حوریں مست ہوگئی ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ سبحان اللہ کی صدائیں بلند کر رہا ہے۔ زمین وجد میں آ کر کہتی ہے۔

ذرا ٹھہر جا موذن میرا دل لرز رہا ہے!!

کہیں کعبہ گر نہ جائے تیری شور مست اذاں سے

کیا اذاں تھی اذان بلالؓ

اذان ہوئی' کہنے والوں نے کہا۔ اذان تو ہوئی مگر صحیح نہ ہوئی کیونکہ شین کی جگہ سین پڑھا گیا۔ موذن بدل دو۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: دیکھ لو بدل کے۔ موذن بدلا گیا صبح اذان ہوئی۔

بڑے سوز سے — ہوئی

بڑے ساز سے — ہوئی

بڑی آواز سے ہوئی

مگر وقت کے لمحات گزرتے گئے' سورج طلوع نہ ہوا۔ سب پریشان ہیں فجر کیوں طلوع نہیں ہو رہی؟ فرشتہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ کیا آج اذان نہ ہوئی؟ فرمایا: ہوئی ہے۔ آج تو بڑی سریلی اذان ہوئی ہے۔ عرض کیا پھر اللہ فرماتا ہے جب تک بلالؓ اذان نہ دے گا سورج طلوع نہ ہوگا۔ (مثنوی مولانا روم)

محبوب اگر تو امام ہے تو بلالؓ موذن ہے۔

اسی کی اذان ہوگی تو سورج طلوع ہوگا

عاشق مصطفیٰ ﷺ کی اذاں میں اللہ اللہ کتنا اثر تھا

عرش والے بھی سنتے تھے جسکو کیا اذاں تھی اذان بلالؓ

وَلَا تَطْرُدْ۔ محبوب اسے نہ دور کر۔ اس نے تو بڑی آزمائشوں' ابتلاؤں' مصیبتوں کے بعد تجھے حاصل کیا ہے۔

اس کے ماریں کھانے کا تقاضا یہ ہے۔ اس کے گرم ریت پر لیٹنے کا تقاضا یہ ہے۔ اس کے جسم چھلنی چھلنی کرانے کا تقاضا یہ ہے۔ اس کے احد احد کے نعرے لگانے کا تقاضا یہ ہے کہ وَلَا تَطْرُدْ۔

اسے اپنی مجلس سے نہ اٹھا۔ اسے اپنے سے دور نہ ہٹا۔ اسے اس کی محبت سے جدا نہ کرتا کہ ان مالداروں' جاگیرداروں' عرب کے سرداروں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ ٹھیک ہے۔ بلالؓ رنگ کا کالا ہے مگر دیکھ لو۔

یہ رنگ کا — کالا ہے

مگر اس کے دل میں کملی ﷺ — والا ہے

اور جس کے دل میں کملی ﷺ — والا ہے

اس کا دل میرے عرش سے بھی — اعلیٰ ہے

اس کے رنگ کو نہ دیکھو — بلکہ اس کے دل کو ملاحظہ کرو

اے محبوب ﷺ! یہ وہی بلالؓ ہے کہ جب اس کی آزمائش ہوئی تو پہاڑوں کے پتھر پانی کی طرح بہہ گئے۔ دریاؤں کے دل دہل گئے' حوروں کے قلوب پرحزیں ہوگئے۔ عرش کا کلیجہ پھٹ گیا مگر یہ احد احد کے نعرے لگاتا رہا۔ یہ تیرے ہی ترانے گاتا رہا اور اپنی جان کی بازی لگاتا رہا۔

مگر عشاق اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے!

یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

اور یہ کہتا رہا کہ

حلق پہ تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے

لب پہ تیرا کلمہ رہے دل میں تیری یاد رہے

وہ دکھا کے شکل جو چل دیئے

ہوا کیا؟ یہی کہ بلالؓ نے ایک دن

چاند سے زیادہ حسین — چہرے والے کو

وَاللَّيْلِ کی سیاہ چمکدار — زلفوں والے کو

يَدُ اللّٰهِ کے گورے گورے — ہاتھوں والے کو

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰي کی — آنکھوں والے کو

طٰهٰ کی نوری نوری — پیشانی والے کو

طٰسٓ کے نورانی مکھڑے اور — سہرے والے کو

لَعَمْرُكَ کی پیاری پیاری — جان والے کو

يٰسٓ کی کھونٹی والے کو — حٰمٓ کے کنڈلوں والے کو

اَلَمْ نَشْرَحْ کے سینے والے کو — ساقی مدینے والے کو

دیکھ لیا! بس جب دیکھا تو دل دے دیا۔

وہ دکھا کے شکل جو چل دے تو یہ دل ان کے ساتھ رواں ہوا۔

اب اٹھتے بیٹھتے	چلتے پھرتے
کھاتے پیتے	آتے جاتے

سرکار ﷺ کی نعتیں پڑھنا بلالؓ کا وظیفہ بن گیا۔ ہر وقت دل محبوب ﷺ کی یاد میں تڑپنے لگا۔ آنکھیں جلوۂ محبوب کے لئے ترسنے لگیں اور بلالؓ کی

زبان پر	نعت محبوب ﷺ
آنکھوں میں	جلوۂ محبوب ﷺ
دل میں	شوق محبوب ﷺ

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زبان یہ
اکھیاں بنایاں سوہنے دے دیدار واسطے!

اور کافروں، گستاخان رسالت ﷺ کے پیشواؤں کو پکار پکار کر فرماتے ہیں سنو اوہ بے ایمانو!

رب جتنیاں بنائیاں نے سرکار ﷺ واسطے
کی کی نہ کیتا یار نے اک یار واسطے

مصائب حضرت بلالؓ

امیہ نے بلالؓ کو پکڑا، حویلی کے کمرے کے اندر لے گیا اور کہا بلالؓ تو میرا غلام ہے اس لئے تجھے میرے عقیدہ کے مطابق رہ کر زندگی گزارنا ہوگی۔ لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع نہ دے۔ لوگ کہیں گے امیہ کا غلام اپنے آقا کے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے اور ایک خدا کا پجاری ہوگیا ہے۔ چھوڑ دے اس نظریے کو۔ ترک کردے ان نعتوں کو۔ بلالؓ نے جواب کیا دیا کہ اے امیہ!

جفا و جور کی آندھی چلے طوفان آجائیں!
مٹانے کو میرے شداد اور ہامان آجائیں
خدا کے نام سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا

یہ بت جھوٹے ہیں ان جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

امیہ نے مارنا شروع کیا اور حضرت بلالؓ کو مار مار کر لہولہان کر دیا۔ جب خود تھک گیا تو اپنے غلاموں کی ڈیوٹیاں لگا دیں وہ باری باری بلالؓ کو پیٹنے مارنے لگے۔

حضرات گرامی!

موسم کی حدت، گرمی کی شدت، ریت کے ذرے، دھوپ سے سرخ ہوگئے ہیں۔ آگ کے انگاروں پر لوہا آگ کر کے گرم ریت پر بلالؓ کو لٹا کر اس کے جسم پر رکھا جارہا ہے اور بار بار یہی کہا جارہا ہے۔ توحید و رسالت ﷺ کے نغمات بند کر دے۔ بلالؓ تجھے ابھی چھوڑ دیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں تمہیں کیا معلوم اس ظلم کے برداشت کرنے میں کیا لطف ہے۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزا ہی نہیں!

وہ کہتے ہیں بلالؓ تجھے مار دیں گے، ختم کر دیں گے، تیری جان لے لیں گے۔ فرمایا: کچھ پرواہ نہیں، کوئی خوف نہیں، کوئی غم اور ملال نہیں۔

نہیں مجھ کو غم جان جاتی ہے جائے
تمہاری محبت نہ جائے محمد ﷺ
خدا نے یہ شمس و قمر اور سب کچھ!
تمہارے لئے ہیں بنائے محمد ﷺ

اب ایک طرف اتنی خطرناک سزا ہے دوسری طرف خوشنودی خدا ہے۔ ایک طرف بے نیام تلواریں ہیں دوسری طرف محمد ﷺ عربی جیسی سرکاریں ہیں۔ ایک طرف بھالے ہیں، دوسری طرف کملی ﷺ والے ہیں۔ ایک طرف تیروں کی نوکیں ہیں دوسری طرف مصطفیٰ ﷺ کی جھوکیں ہیں۔

مناظرہ عقل و عشق

بلالؓ کے عشق اور عقل کا مناظرہ شروع ہوگیا

عقل نے کہا جان بچا‘ عشق نے کہا ایمان بچا۔ عقل نے کہا مر جائے گا‘ عشق نے کہا حیات جاودانی مل جائے گی۔ عقل نے کہا ختم ہو جائے گا‘ عشق نے کہا باقی رہے گا۔

عقل بولی کہ بڑی شئی جان ہے
عشق بولا یار پر قربان ہے

نتیجہ یہ نکلا

نتیجہ یہ نکلا کہ

عقل کو تو عشق پر قربان کر
عشق کو تو مصطفیٰ ﷺ کی شان پر

بلالؓ نے پھر بلند آواز سے کلمہ توحید و رسالت پڑھنا شروع کر دیا۔ امیہ نے پھر اسی طرح کوڑے برسانے شروع کر دیئے۔ بلالؓ نے منہ محبوب ﷺ کی طرف کر کے عرض کیا:

لے آقا ﷺ اساں توڑ نبھائی جان تیرے ناں لائی
توں جے راضی ہو جاویں تے مل گئی سب خدائی
آ جا ہن میرے محبوبا ﷺ جان لباں تے آئی!
سرور تے بھی کرم کما جا کیوں دیر ہے اینی لائی

ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ادھر سرکار دو عالم علیہ السلام بلالؓ کے مصائب پر بے قرار ہیں۔ اعلیٰحضرت بریلویؒ نے عالم وجد میں فرمایا۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا ﷺ پہ وہ بندہ کیا ہے!
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا ﷺ کیا ہے

اور حضرت حسن رضا علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو!

حضرات گرامی!

اللہ تعالیٰ نے واضح ارشاد فرما دیا کہ

”عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ“ (پ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۲۸)

تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر (حضور ﷺ پر) گراں گزرتا ہے۔

سرکار دو عالم علیہ السلام نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو فرمایا۔ میں بلالؓ کو خریدنا چاہتا ہوں مگر آدھا مال میرا اور آدھا تمہارا ہوگا۔ ہم دونوں مل کر خرید لیتے ہیں۔ واہ بلالؓ تیری قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ مقدر اوج پر آ گیا کہ خود محبوب ﷺ نے تجھے خریدنے کا پروگرام بنالیا۔ اللہ اکبر!

میرے زخم دل کے مقدر تو دیکھو!
نگاہوں سے ٹانکے دیئے جا رہے ہیں

حضرت بلالؓ کی خریداری

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ پہلے ہی ہمہ وقت اس تاک میں رہتے تھے کہ کب موقع آئے اور حضور ﷺ مجھے حکم فرمائیں اور میں تعمیل کروں۔ ان کی تو خواہش ہی یہ تھی کہ:

بیٹی میری ہو گھر مصطفیٰ ﷺ کا ہو
مال میرا ہو ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کا ہو
گود میری ہو چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا ہو

(الصواعق المحرقہ)

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی
کیویں صدیقؓ سند غلامی لئی

جد بھی سوہنے نوں کوئی ضرورت پئی
ہر شئی گھر دی رہیا یار ﷺ توں واردا

صدیقؓ چلے۔ امیہ کے پاس پہنچے تو دیکھا۔ خلقت کا ہجوم ہے اور لوگوں نے حلقہ بنایا ہوا ہے۔ اس حلقہ کے اندر بلالؓ کو مشق ستم بنایا جارہا ہے۔ وہاں تشریف لے گئے اور امیہ سے فرمایا۔ اس غلام کا قصور کیا ہے جس کو اس قدر ستایا اور مارا جارہا ہے۔ امیہ نے کہا یہ گمراہ ہوگیا ہے۔ بلالؓ تڑپ اٹھے اور عرض کیا: اے صدیق اکبرؓ! میں خود بتاتا ہوں کہ میرا جرم کیا ہے۔ فرمایا:

میرا قصور یہ ہے کہ میں بے قصور ہوں
فقط اک نگاہ یار ﷺ کا مجرم ضرور ہوں

فرمایا بلالؓ! تجھے اپنی جان پر ترس نہیں آتا کیوں بلند آواز سے کلمہ پڑھتے ہو؟ آہستہ پڑھ لیا کرو۔ عرض کیا:

میں ہو کے عاشق عشق چھپاواں ایہہ گل بندی ناہیں
مارو مار مار مکاؤ مارو قیامت تائیں
جے سوہناں ﷺ میرے دکھ وچہ راضی میں سکھ نوں چلہے ڈاہواں
مارو مارو مار مکاؤ میں عذر نہ پیش لیا واں

حضرت صدیقؓ کی امیہ سے گفتگو

فرمایا۔ امیہ صرف اس جرم پر کہ بلالؓ توحید کے نعرے لگاتا ہے اتنی بڑی سزا کیا تجھے شرم نہیں آتی؟ تجھ میں اگر انسانیت ہے تو بتا۔ کہ صرف نعت رسول ﷺ پڑھنے پر اتنی سزا دی جاتی ہے؟ امیہ نے کہا ابوبکرؓ! اگر تمہیں اتنا اس حبشی غلام پر ترس آتا ہے تو اسے خرید کیوں نہیں لیتے؟ فرمایا: اسے خریدنے ہی تو آیا ہوں بتا اس کی قیمت کیا لے گا۔ امیہ نے کہا دو ہزار دینا اور ایک رومی غلام۔ فرمایا: بس۔ کہا بس آپ نے دو ہزار دینار گن کر دیئے اور ایک رومی غلام اس کے حوالے کیا۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا اور

اس نے ٹھٹھہ کیا۔ فرمایا: امیہ کیا بات ہے؟ کیوں ٹھٹھہ کرتا ہے؟ کہا میں تو سمجھتا تھا کہ میں جتنی اس کی قیمت مانگ رہا ہوں اتنی ابوبکرؓ نہ دیں گے اور اس کو چھوڑ جائیں گے مگر تم نے اتنی زیادہ قیمت دے کر بھی اسے خرید لیا۔ فرمایا: امیہ دو ہزار درہم تو کوئی چیز نہیں میرا محبوب اگر مجھے فرمائے سارا جگ خرید لے اور اللہ نے اس کی طاقت دی ہوئی ہوتو میں اپنے محبوب ﷺ کے لئے ساری کائنات بھی خرید لوں۔ امیہ نے کہا مگر یہ کالا ہے اور تم اس کی قیمت کے ساتھ ساتھ ایک گوما چٹا رومی غلام بھی دے رہے ہو۔ فرمایا: امیہ تجھے کیا معلوم میں نے کتنا اچھا سودا کیا ہے؟ بے شک گورا غلام دے کر کالا لیجارہا ہوں مگر اس کالے کی یہ شان ہے کہ یہ

رنگ کا کالا ہے
مگر اس کے دل میں کالی کملی والا ہے

اور جس کے دل میں کملی والا ہے اس کا دل اللہ کے عرش سے بھی اعلیٰ ہے۔

دیکھ کے کملی والا ﷺ رویا

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ بلالؓ کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے بلالؓ کو دیکھ کر گریہ فرمایا اور رو پڑے۔ بلالؓ کے جسم پر زخم دیکھ کر حضور ﷺ کا دل بھر آ گیا اور

دیکھ کے کملی والا رویا آکھے ڈاہڈا کرم کمایا
میتھوں جنت وچہ اگے جاسیں پاک نبی ﷺ فرمایا

حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو سینے سے لگا لیا اور پھر وقتاً فوقتاً بلالؓ کی شان کو بیان فرماتے رہے۔

پہلا جنتی بلالؓ

معراج سے واپسی پر فرمایا۔ بلالؓ
''سَمِعۡتُ دَفَّ نَعۡلَيۡكَ بَيۡنَ يَدَيَّ فِي الۡجَنَّةِ''

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۰، ص ۱۵۴)

''میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تیری جوتوں کی آہٹ سنی ہے''

محدثین نے اس کی تشریح میں فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب سرکار دو عالم ﷺ جنت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کی سواری کی لگام حضرت بلالؓ کے ہاتھوں میں ہوگی اسی طرح حضور ﷺ نے جنت میں اپنے آگے آگے بلالؓ کو ملاحظہ فرمایا۔ کیونکہ سواری بعد میں داخل ہوتی ہے اور لگام پکڑنے والا پہلے۔

جناب میاں عبدالستار نیازی نے نقشہ کھینچا۔

وہ شین کو سین کہنے والے نبی ﷺ کے عاشق کی شان دیکھو!
جو سوئے جنت چلیں گے حضرت تو آگے آگے بلالؓ ہوگا

حضور ﷺ کا ارشاد پاک

عاشق رسول جناب ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی دام ظلہم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: ''بلالؓ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا۔ ''یارسول اللہ ﷺ کیا آپ سے بھی پہلے'' فرمایا ''ہاں مجھ سے بھی پہلے۔ میں جس ناقہ پر سوار ہوں گا اس کی مہار بلالؓ نے تھام رکھی ہوگی۔ اس طرح وہ مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔'' سبحان اللہ۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کا کیا عالم ہے کہ اپنے عاشق کو ایسی شان عطا فرما دی کہ بلالؓ سرکار ﷺ کی قربت میں ان کے صدقے میں ناقہ کی مہار تھامے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ سبحان اللہ عشاق کے لئے تو اس منظر کا تصور ہی کافی ہے۔ (عاشق رسول ﷺ حضرت بلالؓ ص ۱۳۰، ص ۱۲۹)

جو سوئے جنت چلیں گے حضرت تو آگے آگے بلالؓ ہوگا
جو سوئے جنت چلیں گے حضرت تو آگے آگے بلالؓ ہوگا

بلالؓ ہمارے سردار ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

''اَبُوبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا''

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۱)

''حضرت ابوبکر صدیقؓ ہمارے آقا و سردار ہیں اور انہوں نے ہی ہمارے آقا (یعنی بلالؓ) کو آزاد کرایا ہے''

ایک روز حضرت فاروق اعظمؓ اپنے عہد خلافت میں بازار سے گزر رہے تھے۔ آگے آگے حضرت بلالؓ تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے انہیں ''یا سیدی بلالؓ'' کہہ کر خطاب فرمایا۔ (عاشق رسول ﷺ حضرت بلالؓ ص ۱۵۳)

حضرت ابوذرؓ اور بلالؓ

حضرات گرامی!

حضرت بلال اور حضرت ابوذرؓ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا تو حضرت ابوذر نے حضرت بلالؓ کو کہہ دیا۔ اوئے کالے! حضرت بلالؓ کو بڑا دکھ ہوا اور اپنی گزشتہ ساری ہسٹری نگاہوں کے سامنے گھومنے لگی کہ میں نے اسلام کیلئے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں اور یہ مجھے کس طرح مخاطب کر رہے ہیں۔ اسی طرح روتے ہوئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوگئے اور شکایت کر دی کہ یارسول اللہ ﷺ ابوذرؓ نے مجھے کالا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوذر کو بلایا اور فرمایا۔ ''اے ابوذر! تمہارے دل میں جاہلیت کا تکبر ابھی باقی ہے'' سرکار علیہ السلام کی ناراضگی کا حضرت ابوذرؓ پر بڑا اثر ہوا۔ یہ تو اس مرید سے پوچھو جس کا مرشد ناراض ہو جائے تو اس پر کیسی قیامت ٹوٹتی ہے۔

جناب نیازی صاحب نے کیا خوب کہا کہ:

دعا منگیا کرو سنگیو کتے مرشد نہ رس جاوے
جنہاں دے پیر رس جاون اوہ جیوندے ای مرے رہندے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو گرا دیا اور قسم کھائی کہ وہ اُس وقت تک سر نہ اُٹھائیں گے جب تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے رُخسار پر پاؤں نہ رکھیں گے۔

چہرہ مومن کا نور ہے۔

چہرہ عکاسِ جمال ہے۔

چہرہ انسان کا حسن ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ چہرے پر طمانچہ نہ مارو کیونکہ یہ اللہ کا نور ہے مگر لوگو! جب عشق آتا ہے تو مسئلہ بدل جاتا ہے۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی! کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ ید اللّٰہی

چنانچہ حضرت ابوذرؓ نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک حضرت بلالؓ نے ان کے چہرہ پر اپنا تلوا نہ رکھا۔ (عاشقِ رسول ﷺ حضرت بلالؓ ص ۱۳۸، ص ۱۳۷)

بلالؓ کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی

حضرت عاید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان (کفر کی حالت میں) حضرت سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس سے گزرا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان کو دیکھ کر ان لوگوں نے کہا ابھی اللہ کی تلوار نے اس دشمن خدا کا سر کیوں نہیں اتارا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔ کیا تم قریش کے سردار کے بارے میں ایسا کہتے ہو۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

''ابوبکرؓ شاید تم نے ان لوگوں (مسلمان صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم اجمعین) کو ناراض کر دیا اگر تم نے ان کو ناراض کیا ہوگا تو اپنے رب کو ناراض کیا ہوگا''

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ ان صحابہ کرام (حضرت بلال، صہیب اور مسلمان) رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''میرے بھائیو! کیا میں نے تم کو ناراض کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''نہیں ہمارے بھائی! اللہ تمہیں معاف فرمائے'' (مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۰۴)

وصال باکمال

حضرت سیدنا بلال حبشیؓ سرکار علیہ السلام کے وصال کے بعد بہت غمزدہ رہنے لگے۔ یہ صدمہ ان پر بہت اثر چھوڑ گیا۔ جب سرکار علیہ السلام کا انتقال پر ملال ہو، عاشق مصطفیٰ ﷺ موذن رسول ﷺ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جو کہ سرکار علیہ السلام کے خازن وخادم خاص بھی تھے۔ حجرہ سیدہ عائشہؓ کی طرف نظریں جمائے ہوئے بیٹھے تھے اور شدت غم سے کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔

ٹر گئے نیں دلدار دلاندے وطنوں چک مہاراں

اجڑی بستی نظریں آوے کنڈ کیتی جد یاراں

بے قرار ہو کر کبھی حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں داخل ہوتے اپنے محبوب ومطلوب آقا کے چہرۂ انور کی بلائیں لیتے اور اپنے دل کو یہ کہتے ہوئے تسلی دیتے۔ میرے آقا علیہ السلام بستر پر محوِ خواب ہیں، ابھی تھوڑی دیر میں بیدار ہوں گے اور غلام کو یاد فرمائیں گے۔ ہاں ہاں ابھی پکاریں گے۔ یا بلال۔ جب طبیعت زیادہ مضمحل رہنے لگی تو دمشق تشریف لے گئے۔ سرکار ﷺ نے خواب میں فرمایا۔ بلالؓ تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا؟ کیا تمہارا ہم سے ملنے کو جی نہیں چاہتا؟ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ میں گلیوں اور کوچوں کا گشت کر کے یہ کہنے والا بلال کہ (لوگو! اگر کسی نے میرے محبوب ﷺ کو دیکھا ہے تو مجھے ان کا اتہ پتہ بتا دو) یہ خواب دیکھ کر سخت پریشان ہو گئے۔ صبح اٹھتے ہی مدینہ طیبہ کا رخ کیا۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے فرمائشیں کی۔ اے بلالؓ! اذان سنا دو۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے زیادہ اصرار پر جب اذان شروع کی اور یہ جملہ کہا۔

''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰہِ''

تو حضرت بلالؓ کی چیخیں نکل گئیں ہچکی بندھ گئی' زارو قطار روتے ہوتے بے ہوش ہوگئے۔ گویا کہ زبان حال سے فرمایا۔

ماہی مینوں مکھ نہ دسدا میرا عشق قبول نہ کردا
کیتی کتری کھوہ اوہ محمدؐ سکہ نیاں ذردا

(عاشق رسول' حضرت بلالؓ ص۱۲۳)

دوبارہ واپس شام آگئے۔ شب وروز ہجر رسول ﷺ میں روتے روتے کٹ گئے۔ آخروہ وقت آیا جس کا انتظار تھا جسے عشاق کہتے ہیں کہ:

میں سنیاں ایں قبر اندر تسی دیدار دیندے او
مقدر وقت اوہ چھیتی لیا وے یا رسول اللہ ﷺ

آپ کی روحانی بیقراری بوقت نزع مچلنا دیکھ کر آپ کے بیوی بچے رونے گے۔ [illegible] یوں روتے ہو؟ عرض کیا لمحات افتراق اور صدمہ جدائی نے رلا دیا۔ فرمایا: مت روؤ بلکہ مجھے [illegible] خوشی ہو رہی ہے کہ جس وقت کا انتظار تھا وہ آگیا۔

(عاشق رسول ﷺ حضرت بلالؓ ص۱۵۸)

روح کیوں ہو نہ مضطرب موت کے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

بالآخر محبوب علیہ السلام کا یہ دیوانہ اور مستانہ محبوب ﷺ کے دربارِ دُربار میں پہنچ گیا ۲۰ھ کا واقعہ ہے اس وقت عمر تریسٹھ برس کی تھی۔

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''

اتباع محبوب

زندگی بھر محبوب ﷺ کی اتباع کرنے والا بوقت وصال بھی اتباع محبوب ﷺ کرتا ہوا تشریف لے گیا۔ سرکار ﷺ کی عمر مبارک بھی بوقت وصال تریسٹھ برس کی تھی۔''

''وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ''

دوسرا خطبہ

خلیفہ اوّل
افضلیت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوتِ وَالتَّسْلِيْمِ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

ماہ جمادی الثانی کی ۲۲ تاریخ کو خلیفہ اول یار غار مصطفیٰ ﷺ سید الصدیقین، خلیفۃ الرسول ﷺ حضرت سیدنا ومرشدنا ومولانا ابوبکر صدیق ؓ کا ذکر مبارک کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی آپ کا یوم وصال ہے۔

میں خود چونکہ نقشبندی مجددی ہوں اس لئے میرا فرض بنتا ہے کہ میں آپ کے متعلق آپ کو عرض کروں کیونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بانی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بجا ہے ناز اپنے نقشبندی ہون تے مینوں
ایہہ ملیا سلسلہ پیارا اوہ یار غار دا صدقہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء کے بعد ساری مخلوق سے افضل ہیں اس لئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بھی سب سلسلوں سے افضل ہے۔ باقی تمام سلسلوں کے بانی اولیاء کرام ہیں۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی حضرت غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

یہ سب اپنے اپنے وقت کے بہترین اولیائے کرام ہیں اور اپنے اپنے دور کے اولیاء کرام کے سردار بلکہ حضور ﷺ سیدنا غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیاء کرام کے سردار مگر میرے سلسلے کے بانی سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں جو سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سردار ہیں کیونکہ وہ سب سے پہلے نبی کریم علیہ السلام پر ایمان لائے۔

سب سے پہلے مومن

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ"

(الریاض النضرہ جلد اول ۸۵)

"مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا"

حضرت علیؓ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے

قرات بن سائب سے روایت ہے کہ انہوں نے میمون بن مہران سے پوچھا۔

"کیا نبی اکرم ﷺ پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ایمان لائے تھے یا حضرت

علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ؟'' انہوں نے کہا:

''خدا کی قسم ابوبکر بحیرہ راہب کے زمانے میں آپ پر ایمان لے آئے تھے اور اس میں ان کے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانے کا اختلاف ہے یہاں تک کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے ہوگیا۔''

''وَذَالِكَ كُلُّهٗ قَبْلَ اَنْ يُّوْلَدَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ''

(الریاض النضرہ جلد اول ص ۸۶، ص ۸۷)

''یہ تمام واقعات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے پہلے کے ہیں''

حضرات محترم!

علامہ محب طبری علیہ الرحمۃ شیعہ اور سنی دونوں کیلئے قابل قبول شخصیت ہیں بلکہ شیعہ حضرات انہیں اپنے مسلک کا بہترین مبلغ تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الریاض النضرہ میں یہ نقل فرمایا ہے کہ علیؓ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لا چکے تھے۔ تصدیق رسالت ﷺ فرما چکے تھے۔

قرآنی تصدیق

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

''وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ''

(پ ۲۴ سورۃ الزمر آیت نمبر ۳۳)

''اور وہ ہستی جو اس سچ کو لے کر آئی اور جس نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔''

اکثر مفسرین کرام نے فرمایا کہ سچ لانے والے مصطفیٰ علیہ السلام ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت علیؓ کا فیصلہ

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ میں جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد محمد ﷺ ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔''

(تفسیر نسفی، تفسیر خازن بحوالہ خلفاء رسول ﷺ ص ۶۳)

ارشاد خداوندی

سرکار ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فوراً بلا کسی دلیل کے تسلیم فرمالیا۔ اس لئے وہ سب سے پہلے مسلمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ''

(پ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰)

''اور سب سے آگے آگے سب سے پہلے پہلے (مسلمان) ایمان لانے والے مہاجرین وانصار ہے۔''

یعنی جو پہلے ایمان لائے ان کا درجہ مرتبہ پہلا ہے اور سب سے پہلے ایمان لائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اس لئے ان کا درجہ تمام مسلمانوں سے پہلا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو تمام امت سے افضل قرار دیا گیا اور اس پر اجماع امت ہے کہ:

نبیوں کے بعد وہ سب سے بہ — رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یعنی وہ صدیق اکبرؓ — رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ یار کے نام پر مرنے والا — سب کچھ صدقے کرنے والا

منزلِ عشق وصدق کا رہبر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل

ہمارا اہلسنّت وجماعت حنفی بریلوی مکتب فکر کا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے مجدد دین وملت امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اس دعویٰ پر قرآن وحدیث سے دلائل براہین۔ سماع فرمایئے۔ دیکھئے اللہ کریم نے بھی نبوت کے فوراً متصل صدیقین کا ہی ذکر فرمایا۔

نبوت کے بعد صداقت

ملاحظہ ہو اللہ فرماتا ہے:

''اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ'' (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹)

''اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ان سب پر انبیاء پر صدیقین پر شہداء پر اور صالحین پر۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ مِنَ النَّبِیّٖنَ — وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ — وَالصّٰلِحِیْنَ

پہلا درجہ	انبیاء کا
دوسرا درجہ	صدیقین کا
تیسرا درجہ	شہداء کا
چوتھا درجہ	صالحین کا

صداقت کے بعد

یعنی کہ صدیق نبی کا غلام ہے۔ باقی ساری کائنات کا امام ہے۔

شہادت وولایت

سب شہداء	صدیقؓ کے تابع
سب اولیاء	صدیقؓ کے تابع
سب اغواث	صدیقؓ کے تابع
سب ابدال	صدیقؓ کے تابع
سب اوتاد	صدیقؓ کے تابع
سب صالحین	صدیقؓ کے تابع
سب علماء	صدیقؓ کے تابع
اور صدیق صرف	نبی ﷺ کے تابع

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسول
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

سب نے صدیقؓ کی بیعت کی

فاروقؓ نے بیعت کی	صدیقؓ کی
عثمانؓ نے بیعت کی	صدیقؓ کی
علیؓ نے بیعت کی	صدیقؓ کی
طلحہؓ وزبیرؓ نے بیعت کی	صدیقؓ کی
سلمانؓ وبلالؓ نے بیعت کی	صدیقؓ کی
سعدؓ وسعیدؓ نے بیعت کی	صدیقؓ کی

اور

صدیقؓ نے بیعت کی	نبی ﷺ کی

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

محمد کے بعد صدیقؓ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا'' (پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقتور ہیں۔ آپس میں بڑے رحم دل ہیں تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوئے کبھی سجدہ کرتے ہوئے۔''

امام جعفر الصادقؒ کا فیصلہ

حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ	حضرت ابوبکرؓ ہیں
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ	حضرت عمرؓ ہیں
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ	حضرت عثمانؓ ہیں
تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا	حضرت علیؓ ہیں

(الریاض النضرہ جلد اول ص ۴۵)

رسالت سے متصل ہی معیت صدیقؓ کا تذکرہ۔ ساتھی کا ذکر۔ کیسا ساتھی؟ ایسا ساتھی جو:

نمازوں میں	ساتھی
روزوں میں	ساتھی
نوافل میں	ساتھی

عبادت میں	ساتھی
سفر میں	ساتھی
حضر میں	ساتھی
بازار میں	ساتھی
غار میں	ساتھی
مزار میں	ساتھی

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ۔ مصطفےٰ ﷺ کا ساتھی۔ آج بھی ساتھ ہے۔ جاؤ گنبد خضریٰ میں جا کر دیکھ لو۔

اس گنبد خضریٰ میں رحمت کے خزینے ہیں!
جب نظر پڑی میری دو یار نظر آئے!

تین چاند

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات حیرت انگیز خواب دیکھا کہ تین چاند میری گود میں آ گئے ہیں۔ بڑا عجیب خواب تھا۔ اپنے والد ماجد سے اس کا تذکرہ کیا جو سارے عرب میں بہترین معبر کی حیثیت سے مشہور تھے اور خوابوں کی تعبیر بیان کرنے کے ماہر تصور کئے جاتے تھے۔

صدیق اکبرؓ نے جواب دیا اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ خلاصہ کائنات اور افضل الخلائق تین انسان تیرے حجرے میں دفن ہوں گے۔

(البدایہ والنہایہ جلد پنجم ص ۳۶۸)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ کا وصال ہو جائے گا کیا آپ اجازت فرماتے ہیں کہ بعد میں آپ کے پہلو میں بھی دفن کر دی جاؤں تو فرمایا۔

''اَنّٰى لَكِ ذٰلِكَ الْمَوْضِعُ مَا فِيْهِ اِلَّا قَبْرِيْ وَقَبْرُ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ

"وَقَبْرِ عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ" (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ص ۸، ص ۲۲۸)

ہماری قبریں اکٹھی ہوں گی

یہ جگہ تجھے کیسے مل سکتی ہے اس میں تو میری ابوبکرؓ وعمرؓ اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی قبر بنے گی۔

ہم اسی طرح اٹھیں گے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن حضور سرور کائنات ﷺ اس شان سے مسجد میں تشریف لائے کہ دائیں بائیں جناب ابوبکرؓ وعمرؓ تھے اور آپ نے دونوں کے ہاتھ تھام رکھے تھے۔ اس تاریخی حالت میں فرمایا۔

"ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۰۸)

"ہم بروز قیامت بھی اسی طرح اٹھیں گے"

توڑے دے ساتھی توڑ پچیسن انگلیاں پھڑ کے جنت ویسن
نال نبی ﷺ دے سیر کریسن جنت دے گلزاراں دا
بن یار نبی ﷺ دیاں یاراں دا

محشر میں اکٹھے ہوں گے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ قیامت کے دن تین کرسیاں خالص سونے کی بنا کر رکھی جائیں گی اور ان کی شعاؤں سے لوگوں کی آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ ایک کرسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جلوہ فرما ہوں گے۔ دوسری کرسی پر میں خود بیٹھوں گا۔ ایک خالی رہے گی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لایا جائے گا' اس پر بٹھائیں گے اور ایک منادی اعلان کرے گا۔

"یَا طُوْبٰی لِصِدِّیْقٍ بَیْنَ حَبِیْبٍ وَ خَلِیْلٍ" (شرف النبی اردو ص ۲۷۹)

"مبارک ہو آج صدیقؓ اللہ کے حبیب اور خلیل کے درمیان بیٹھا ہے"

حضرات محترم!

والذین معہ — محمد علیہ السلام کا ساتھی
دنیا کا بھی — ساتھی
قبر کا بھی — ساتھی
حشر کا بھی — ساتھی

تمہیں کیا تکلیف ہے

بتاؤ پھرائے منکرو!

جو دنیا میں نبی ﷺ کے بعد — بلافصل
جو قبر میں نبی ﷺ کے بعد — بلافصل
جو حشر میں نبی ﷺ کے بعد — بلافصل
جو قرآن میں نبی ﷺ کے بعد — بلافصل
جو حدیث میں نبی ﷺ کے بعد — بلافصل

اگر وہ خلافت میں بھی بلافصل ہو جائے تو تمہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

حضرت علامہ صائم چشتی فرماتے ہیں:

آناں صدیقؓ دے ویریا جوش وچہ آکھے صائم دے لگ جاتے رہو ہوش وچہ
ہے اوہ جلوہ فگن او ہدی آغوش وچہ جیہڑا مالک ہے جنت دی گلزار دا
بعد نبیاں دے ہے شان صدیقؓ دا دیکھو رتبہ محمد ﷺ دے دلدار دا
ثانی اثنین قرآن وچہ آکھیا دتھا ایثار جد غار دے یار دا

حضرات گرامی!

پہلے صدیقؓ — پھر فاروقؓ
پھر عثمانؓ — پھر علیؓ

(رضوان اللہ علیہم اجمعین)

حضرت صدیقؓ کا پہلا ہی نمبر ہے۔

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

سورۃ العصر

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ والعصر پڑھ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان اس صورت کی کیا تفسیر ہے۔ آپ نے فرمایا:

والعصر

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن کے آخر کے ساتھ قسم ہے۔

”اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ“

سے مراد ابوجہل ابن ہشام ہے

”اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“

سے مراد ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

”وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ“ سے مراد عمر فاروقؓ ہیں

”وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ“

سے مراد عثمان غنیؓ ہیں اور

”وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ“

سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔ (الریاض النضرہ جلد اول ص ۵۷)

یہ ترتیب

حضرات محترم! یہ آیات آپ نے سنیں جن میں ترتیب موجود ہے کہ:

پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ پھر حضرت عمر فاروقؓ
پھر عثمان غنیؓ پھر حضرت علیؓ

(رضوان اللہ علیہم اجمعین)

اب یہ ترتیب میں نے نہیں بنائی نہ ہی کسی سنی عالم نے بنائی ہے۔

یہ ترتیب خدا نے بھیجی
یہ ترتیب جبرائیل علیہ السلام لائے
یہ ترتیب مصطفےٰ ﷺ نے بیان کی
یہ ترتیب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کی
یہ ترتیب مولا علیؓ نے بیان کی

اب اس ترتیب کا منکر صرف ”خلافت راشدہ“ ہی کا منکر نہیں بلکہ وہ

خدا کا منکر
مصطفےٰ ﷺ کا منکر
جبرائیل علیہ السلام کا منکر
صحابہ رضی اللہ عنہم کا منکر
مولا علیؓ کا منکر

افضل وہی ہیں

بہر حال! اس ترتیب میں بھی اول نمبر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا ہے۔ وہی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی!

قرآن کریم کے بعد حدیث کی باری ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث پاک حضرت انس

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حدیث پاک

''صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَمَعَہٗ اَبُوْبَکْرٌ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِھِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَھِیْدَانِ''

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۱)

''نبی کریم علیہ السلام احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان ﷺ تھے۔ پہاڑ ان کی وجہ سے حرکت کرنے لگا۔ پس آپ نے اسے اپنے قدم مبارک سے ضرب ماری اور فرمایا: رک جا اے احد! تجھ پر ایک نبی ﷺ ہے اور ایک صدیقؓ ہے دو شہید ہیں۔''

پہلے ابوبکرؓ

نبی کریم علیہ السلام نے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کا اسم گرامی ذکر فرمایا ورنہ آپ یوں بھی فرما سکتے تھے۔

''مَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ وَشَھِیْدَانِ وَصِدِّیْقٌ''

''تجھ پر ایک نبی ﷺ دو شہیدؓ اور ایک صدیقؓ ہے۔''

بات تو وہی تھی لیکن اگر آپ اس طرح فرما دیتے تو اولیت وافضلیت صدیق اکبرؓ ثابت نہ ہوتی۔

معلوم ہوا عقیدہ یہی حدیث کے مطابق ہے کہ:

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

پچیس سال پہلے خبر دیدی

اس حدیث پاک نے جس طرح منکرین عظمت صدیق اکبرؓ کا رد فرمایا اسی طرح منکرین عظمت نبوت کا بھی رد فرمایا۔ فرمایا: اے پہاڑ! تجھ پر ایک نبی ﷺ ہے اور ایک صدیقؓ ہے اور دو شہید ہیں۔ حضرت عمرؓ کی شہادت ذی الحجہ ۲۳ ہجری میں ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۱۵)

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۱۵)

یعنی حضور علیہ السلام کی حیات ظاہرہ سے تقریباً تیرہ سال بعد حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی اور پچیس سال بعد حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت واقع ہوئی۔

یعنی واقعہ سے تیرہ اور پچیس سال پہلے حضور علیہ السلام نے غیب کی خبر دی جس سے سرکار دو عالم ﷺ کا عالم مافی غد۔ علم بای ارض تموت ثابت ہوا۔ منکرین عظمت نبوت یہ حدیث تو پڑھتے ہیں مگر سرکار ﷺ کا علم غیب نہیں مانتے۔

دونوں پاک ہیں

اسی طرح منکرین عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی رد فصیح ہوگیا کہ بے ایمانو جن کو تم ملزم ٹھہراتے ہو وہ تو شہید ہیں۔ اگر واقعۃً وہ ایسے ہی ہوتے جیسے یہ کالی بوتھیوں والے کہتے ہیں تو سرکار ﷺ انہیں کبھی بھی لفظ شہید نہ فرماتے۔ بلکہ جس طرح ربع صدی قبل ان کی شہادت کی خبر دے رہے ہیں اسی طرح ان کے غلط کارناموں کا ذکر فرماتے۔ آپ ﷺ کا ان کی شہادت بیان فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ منکرین عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم جھوٹے ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے ان الزامات سے بالکل پاک ہیں۔

اصحاب ہن محمد ﷺ دے پیارے جیویں چندے دے گرد ہن ستارے
سارے ہن راہبر۔ سارے ہن برتر۔ سارے ہن اختر!

جیہڑا اصلوں ایہناں کوں بھلاوے اوہ دھکیا جاوے ہیں گل کوں خدائی گئی اے من
دراحمد ﷺ تے جیہڑا دی آوے اوہ رتبے پاوے ہیں گل کوں خدائی گئی اے من

ڈوہن سوہرے تے ڈوہن جوائی اینویں اللہ نے سنگت رلائی
سارا ہکا ہے ٹبر ہن جان و جگر نالے شیر وشکر

جیہڑا اصلوں ایہناں کوں بھلاوے اوہ دھکیا جاوے ہیں گل کوں خدائی گئی اے من
دراحمد ﷺ تے جیہڑا دی آوے اوہ رتبے پاوے ہیں گل کوں خدائی گئی اے من

تحویل قبلہ

سرکار دو عالم علیہ السلام کی مرضی پر جب تحویل قبلہ ہوگئی تو صحابہ کرامؓ دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم امام کے تابع ہیں لہٰذا جدھر امام رخ کرے گا ادھر ہی ہم بھی رخ کریں گے۔

دوسری جماعت کا موقف تھا کہ ہم نے جس قبلہ کی نیت کی ہے اسی کی طرف رخ کریں۔ چنانچہ پہلی جماعت جس میں حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ تھے۔ انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے پیچھے رخ تبدیل کرلیا اور دوسری جماعت نے رخ نہ پھیرا بلکہ بیت المقدس کی طرف ہی رکھا۔

نماز کے بعد دونوں جماعتیں حاضر خدمت ہوئیں اور سارا ماجرہ عرض کیا: حضور ﷺ نے اس جماعت کو کہ جس نے سرکار کی اتباع میں رخ پھیر لیا تھا جنت کی بشارت دی۔

حضرت عبدالرحمان ابن عوفؓ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا:

''اَبُوْبَکْرٍ فِیْ الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِیْ الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِیْ الْجَنَّةِ وَالزُّبَیْرُ فِیْ الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ فِیْ الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِیْ الْجَنَّةِ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِیْ الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَیْدَةُ ابْنُ الْجَرَّاحِ فِیْ الْجَنَّةِ''

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۶)

''ابوبکرؓ جنتی، عمرؓ جنتی، عثمانؓ جنتی، علیؓ جنتی، طلحہؓ جنتی، زبیرؓ جنتی، عبدالرحمٰنؓ ابن عوفؓ جنتی، سعدؓ ابن ابی وقاصؓ جنتی، سعیدؓ ابن زید جنتی، ابو عبید بن جراح جنتی ہیں۔'' (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

اولیت صدیقؓ جنت میں

اس حدیث پاک میں بھی پہلے اسم گرامی جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور ﷺ نے لیا تاکہ پتہ چل جائے جنتیوں کا امام بھی میرا یار ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہے۔

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم علیہ السلام کو اپنے ہر امتی کے خاتمہ کا بھی علم ہے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ جانتے ہیں کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی ہے اور سرکار ﷺ کے اختیار کا بھی پتہ چلا کہ جسے چاہیں جنت عطا فرمادیں جسے چاہیں محروم رکھیں۔

قیامت کے میدان میں بھی

چاہیں گے جو محمد ﷺ وہ ہی خدا کرے گا
سب اختیار محشر ان کو عطا کرے گا

بخشے گی ان کی رحمت مجرم بلا بلا کے
محشر میں جب محمد ﷺ آئیں گے مسکرا کے
دیکھیں گے انبیاء بھی نظریں اٹھا اٹھا کے
محشر میں جب محمد ﷺ آئیں گے مسکرا کے

حضرات محترم! ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلا کہ سارے صحابہ کرامؓ سے اول اور افضل حضور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

میرے بعد ابوبکرؓ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت (کوئی مسئلہ پوچھنے کیلئے) نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا پھر کسی وقت آنا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر کیا کروں (یعنی اگر میں آؤں تو آپ کا وصال ہو چکا ہو تو) فرمایا

"اِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَکْرٍ"

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۶ مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۷۳)

"اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آ جانا"

ابوبکرؓ میرا خلیفہ ہے

ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا دوبارہ آنا۔ اس نے عرض کیا اگر میں آؤں اور آپ موجود نہ ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ اگر آپ کا وصال ہو جائے تو میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا اگر تو آئے اور میں موجود نہ ہوں تو ابوبکرؓ کے پاس آ جانا۔

"اَلْخَلِیْفَةُ مِنْ بَعْدِیْ" (الصداعق المحرقہ ص۲۰)

"جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے"

اللہ نے ابوبکرؓ کو مقدم کیا

ابن عساکر نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا:

"اِذَا اَنْتَ قَدَّمْتَ قَدَّمْتَ اَبَا بَکْرٍ"

"جب آپ نے ابوبکرؓ کو مقدم کرنے کا ارادہ کیا"

"قَالَ لَسْتُ اَنَا اُقَدِّمُهٗ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ قَدَّمَهٗ" (الصواعق المحرقہ ص۲۵)

"فرمایا: میں نے ابوبکرؓ کو مقدم نہیں کیا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدم کیا ہے"

حضرات گرامی!

عورت کو فرمایا۔ میرے بعد ابوبکرؓ کے پاس آؤ۔ دوسری عورت کو فرمایا۔ ابوبکرؓ میرا خلیفہ ہے میرے بعد۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا۔ اللہ نے ابوبکرؓ کو مقدم کیا۔

پتہ چلا حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانے والا' یا خدا ہے' یا مصطفیٰ علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل کہنے والا' یا خدا ہے یا مصطفیٰ علیہ السلام۔ نبی ﷺ کا خلیفہ کہنے والا' یا خدا ہے یا مصطفیٰ ﷺ علیہ السلام۔ جو ان کو سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل نہ سمجھے خدا کا بھی منکر' مصطفیٰ ﷺ کا بھی منکر۔ جو ان کو نبی ﷺ کا خلیفہ نہ سمجھے وہ خدا کا بھی منکر' مصطفیٰ ﷺ کا بھی منکر۔

ہمارا عقیدہ یہی ہے

الحمد للہ! ہم سنیوں' بریلیوں' حنفیوں کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ:

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام!

امامت صدیق اکبرؓ

نبی اکرم ﷺ کی طبیعت ناساز ہے بار بار غشی کے دورے ہو رہے ہیں۔ ذرا طبیعت سنبھلی تو فرمایا۔

''اَصَلَّی النَّاس''

''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔''

عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ بلکہ۔

''وَھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ''

''آپ کا انتظار کر رہے ہیں'' اور

بخاری شریف کے یہ الفاظ ہیں کہ:

''فَاشْتَدَّ مَرَضُہٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ''

(بخاری شریف جلد اول ص ۹۳)

''جب مرض شدید ہوا تو فرمایا میرا حکم دو ابوبکرؓ کو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔''

بلکہ آپ نے تقریباً پندرہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں ادا فرما کر یہ اعلان فرما دیا کہ:

میرے مصلّٰی کا وارث صدیق اکبرؓ ہے
میرے محراب کا وارث صدیق اکبرؓ ہے
میرے منبر کا وارث صدیق اکبرؓ ہے
میری مسجد کا وارث صدیق اکبرؓ ہے
میری امامت کا وارث صدیق اکبرؓ ہے

میری خلافت کا وارث صدیق اکبرؓ ہے

حضرات گرامی!

شب معراج تمام نبیوں کے ہوتے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سرکار علیہ السلام کو بڑے ادب و احترام سے ہاتھ پکڑ کر مصلّٰی پر کھڑا کر دیا۔ حضرات انبیاءؑ نے پیچھے نماز ادا کی۔ کسی نبیؑ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

تجھے کیوں تکلیف ہوتی ہے؟

جبرائیلؑ انبیاءؑ کا خادم ہے۔ اس نے تمام انبیاء کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کو امام بنایا۔ کسی نبیؑ نے اعتراض نہیں کیا اگر یہ تمام انبیاءؑ کا سردار صدیق کو حکماً امام بنا دے تو تجھے تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

امام کون ہو سکتا ہے؟

امام کون بنایا جاتا ہے؟

امام وہ ہوتا ہے کہ

''اِقْرَءُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ''

سب سے زیادہ قاری ہو۔ اگر قرات میں برابر ہوں تو

''اَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ''

سنت کا سب سے زیادہ عالم ہو اگر علم میں برابر ہو تو

''فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً''

جس نے پہلے ہجرت کی ہو اگر ہجرت میں بھی برابر ہیں تو

''فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا''

جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

جب یہ مسئلہ موجود ہے تو پھر سرکار ﷺ نے جسے امام بنایا وہ ان صفات پر کیوں

نہ پورا ہوگا؟ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۰)

معلوم ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ

سب سے زیادہ قاری

سب سے بڑے عالم

سب سے پہلے ہجرت کرنے والے

سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے۔

ان کے ہوتے ہوئے کوئی اور امامت کے قابل نہ تھا اسی لیئے ان کو حکم دیا:

اوہدی عظمت دا خورشید چڑھدا رہیا!
ہر قدم تے اوہدا شان بڑھدا رہیا

پچھے اوہ دے نمازاں ہے پڑھدا رہیا
جو امام آپ ہے سارے سنسار دا!

سب سے بڑے عالم سنت

حضرات گرامی!

آیئے حدیث پاک سے معلوم کریں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑا عالم کون تھا؟ حضرت ابو معلی اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا۔

پس فرمایا:

''اِنَّ رَجُلاً خَیَّرَہٗ رَبُّہٗ بَیْنَ اَنْ یُّعِیْشَ فِی الدُّنْیَا مَا شَآءَ اَنْ یُّعِیْشَ وَیَاْکُلُ فِی الدُّنْیَا مَا شَآءَ اَنْ یَّاْکُلَ وَبَیْنَ لِقَآءِ رَبِّہٖ فَاخْتَارَ لِقَآءَ رَبِّہٖ''

''اللہ کریم نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے۔ درمیان اس کے کہ وہ

جتنی دیر چاہے دنیا میں رہے۔ (اور کھائے جتنا دنیا میں چاہے) اور اس کے کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرے تو اس بندے نے لقائے یار کو ترجیح دی ہے۔''

تمام صحابہ کرامؓ نے اس بات کو سنا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی سنا مگر زار و قطار رو پڑے۔

راوی کہتے ہیں:

''فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ - فَقَالَ اَصْحٰبُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلاَ تَعْجَبُوْنَ مِنْ ھٰذَا لشَّیْخِ اِذَا ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلاً صَالِحًا خَیَّرَہٗ رَبُّہٗ بَیْنَ الدُّنْیَا وَلِقَاءِ رَبِّہٖ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّہٖ''

''حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا تعجب خیز ہے ان (بڈھے) کا رونا۔ جب نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا۔ ایک نیک آدمی کا کہ اس کو اللہ نے دنیا اور اپنی ملاقات کے درمیان اختیار دیا ہے (تو یہ کس بات پر روتے ہیں) حالانکہ اس نیک بندے نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔''

حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کی بات کو سمجھ گئے تھے کہ وہ مرد جسے اختیار دیا گیا ہے وہ رسول اللہ علیہ السلام ہی ہیں تو حضور ﷺ کی جدائی کی تصور میں رو پڑے۔

''قَالَ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمُھُمْ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' (ترمذی جلد ثانی ص ۲۰۶)

''فرمایا ابو معلیٰ نے کہ پس حضرت ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کی بات کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ حدیث بیان کر کے

استدلال فرمایا کہ:

''کَانَ اَبُوْبَکْرٍ ھُوَ اَعْلَمُنَا بِہٖ'' (ترمذی شریف' جلد ثانی ص ۲۰۷)

''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے قول کو جاننے والے تھے۔''

اور سرکار ﷺ نے فرمایا: امامت کا حقدار وہ ہے کہ

''اَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ''

جو سب سے زیادہ میرے طریقہ کو جاننے والا ہو۔

لہٰذا حضرت ابوبکرؓ ہی امامت کے حق دار تھے۔

پچھے اوہدے نمازاں ہے پڑھدا رہیا
جو امام آپ ہے سارے سنسار دا

ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو عقیدہ ہمیں دیا وہ عین حدیث کے مطابق ہے کہ:

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

امام صدیقؓ ہی بنے

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت صدیقؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

''لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّھُمْ غَیْرُہٗ''

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۰۸)

''قوم کے لئے نہیں لائق ہے کہ ان میں ابوبکرؓ ہوں اور ان کی امامت ان کا غیر کرائے۔''

یعنی ابوبکرؓ کی موجودگی میں کوئی دوسرا امام نہیں ہوسکتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو علم تھا کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو امامت صدیقؓ پر شک کرے گی۔ آپ نے چودہ سو سال قبل ہی فرما دیا اگرچہ

علیؓ بھی موجود ہوں
شیعانِ علی بھی موجود ہوں

جب میں نے خود ان کے پیچھے پڑھی ہے تو تم بھی پڑھو۔

جسے نبی ﷺ اور علیؓ نے امام بنایا تم بھی بناؤ۔ اگر نہیں بناتے تو پھر تم نہ نبی ﷺ کو ماننے والے ہو نہ علیؓ کو ماننے والے ہو۔

نبی و علیؓ کو ماننے والا وہی ہے جو اس کو امام تسلیم کرے جسے نبی ﷺ و علیؓ نے امامت کیلئے پسند فرمایا۔

پتہ چلا کہ

صدیقؓ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پسند
صدیقؓ نبی ﷺ کی پسند
صدیقؓ علیؓ کی پسند

اگر کوئی کالی بوتھی والا صدیقؓ کو پسند نہ کرے تو شان صدیقؓ میں کیا فرق پڑے گا۔ اس کا اپنا ہی بیڑہ غرق ہوگا۔

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں!
آوازِ سگاں کم نہ کند رزق گدا را

حضور ﷺ کے بعد سب سے بہتر

طبرانی نے ابن سعد زرارہ سے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے

''اِنَّ خَیْرَ اُمَّتِکَ بَعْدَکَ اَبُوْبَکْرٍ'' (الصواعق المحرقہ ص ۶۹)

"بے شک آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہے۔"

نتیجہ کیا نکلا یہی کہ

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل

طبرانی اور ابن عدی نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بن گیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ" (الصواعق المحرقہ ص ۶۹)

"ابوبکرؓ ساری مخلوق سے بہتر ہے مگر نبی نہیں"

یعنی انبیاء علیہم السلام کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

سب سے پہلا جنتی

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۶)

"اے ابوبکرؓ! تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔"

حضرات محترم! یہاں بھی اولیت وافضلیت ثابت ہے۔

سب سے پہلے ایمان لانے والا بھی ابوبکرؓ
سب سے پہلے تصدیق معراج کرنے والا بھی ابوبکر

نبوت کے بعد پہلا درجہ پانے والا بھی ابوبکرؓ
رسالت کے بعد پہلی معیت پانے والا بھی ابوبکرؓ
پہلی خلافت پانے والا بھی ابوبکرؓ
رسول ﷺ سے پہلے غار میں جانے والا بھی ابوبکرؓ
نبی ﷺ کے بعد پہلے مزار میں جانے والا بھی ابوبکرؓ
قیامت کو اسی طرح قبر سے اٹھنے والا بھی ابوبکرؓ
نبی ﷺ کے بعد سب سے پہلے جنت میں جانے والا بھی ابوبکرؓ

نہیں مانتا کوئی، نہ مانے، جائے جہنم۔

ہمیں تو چھوڑیئے حضرت علیؓ کا ہی لحاظ کیجئے وہ کہتے ہیں کہ ہم سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت علیؓ کا عقیدہ

حضرت محمد ابن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت علی المرتضیٰؓ سے پوچھا:

"اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ" (الصواعق المحرقہ ص ۶۸)

"رسول اللہ علیہ السلام کے بعد تمام لوگوں سے بہتر وافضل کون ہے۔

فرمایا: ابوبکرؓ۔

ہم تسلیم کرتے ہیں

حضرات گرامی!

حضرت علیؓ کو ماننے والا تو وہ ہے جو آپ کا یہ عقیدہ تسلیم کرے جو شخص زبانی زبانی مانے اور عقیدہ تسلیم نہ کرے وہ کیسے ان کا ماننے والا ہے؟

علیؓ کے ماننے والے ہم ہیں

علیؓ کا عقیدہ تسلیم کرنے والے ہم ہیں

علیؓ کا فرمان ہے صدیقؓ سب سے افضل ہے

ہم تسلیم کرتے ہیں صدیقؓ سب سے افضل ہے

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل

ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

علامہ اقبال کا عقیدہ

اقبالیات پڑھنے والو۔ آؤ اقبال سے فیصلہ کروالیں۔

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

خواجہ اول کہ اول یار بود!

ثانی اثنین اذہما فی الغار بود

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سب سے پہلے بزرگ۔ خواجہ اول سب سے پہلے خواجہ۔ سب سے پہلے بزرگ۔

حضرات محترم یہ دعویٰ ہے۔

ہر دعویٰ پر کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے اور اگر کسی عالم کا دعویٰ ہو تو اس پر دلائل عقلی بھی ہوا کرتے ہیں اور نقلی بھی۔

علامہ اقبالؒ نے دعویٰ کیا ایک مصرعہ میں اور دوسرے مصرعہ میں اس کی عقلی دلیل بھی دی اور نقلی بھی عقلی دلیل وہ ہوتی ہے جو کسی دلیل سے عقل کے ساتھ قیاس کیا جائے۔ نقلی دلیل وہ ہوتی ہے جو قرآن حکیم اور حدیث مصطفےٰ ﷺ سے لی جائے۔

علامہ اقبال نے دعویٰ کیا کہ:

"خواجہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں کیوں"

خواجہ اوّل کہ اوّل یار بود!

اس لئے کہ وہ پہلے یار ہیں:

بچپن کے یار جوانی کے یار

بڑھاپے کے یار۔

یہ ہے عقلی دلیل کیونکہ اس قیاس کا مقیس علیہ موجود ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔

دوسری دلیل نقلی دی کہ اس لئے اول ہیں کہ

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ بود"

قرآن کریم کی آیت کریمہ

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

(پ۱۰ سورۃ توبہ آیت نمبر ۴۰)

"یعنی آپ دوسرے تھے دو سے جو وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب وہ فرمارہے تھے اپنے رفیق کو کہ غمگین نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

علامہ اقبالؒ نے اسی آیت کے پیش نظر کہ اس میں دونوں میں سے دوسرا بلا فصل صدیقؓ کو بیان کیا گیا۔ یہ دلیل دیتے ہوئے فرمایا:

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ بود"

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ

نبی کے بعد بلافصل خلیفہ ہیں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں

انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کا درجہ ہے۔ بالکل درست اور قرآن و حدیث و اجماع کے مطابق ہے۔

یعنی وہ افضل الخلق بعد الرسل

ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیسرا خطبہ

محسنِ رسول ﷺ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر!

خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر!

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ صُحْبَتِهٖ وَمَا لِهٖ اَبُوْبَكْرٍ فِیْ صُحْبَتِهٖ
صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ
وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں خود رسول ﷺ نے اپنا محسن قرار دیا۔ تلاوت کردہ حدیث پاک کا ترجمہ بغور سماعت فرمائیے؟

محسن رسول ﷺ

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ مِنْ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ"
(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۴)

"سارے انسانوں میں مجھ پر احسان کرنے والا اپنی صحبت و مال میں ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔"

حضرات گرامی!

ساری کائنات کے محسن جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہیں کیونکہ کسی کو جو ملا در مصطفیٰ ﷺ سے ملا۔

حضرت اعظم چشتی مرحوم کہتے ہیں:

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر
خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر

ہمیں ایمان ملا	حضور علیہ السلام سے	یہ حضور ﷺ کا احسان
ہمیں رمضان ملا	حضور علیہ السلام سے	یہ حضور ﷺ کا احسان
ہمیں قرآن ملا	حضور غلیہ السلام سے	یہ حضور ﷺ کا احسان
ہمیں رحمان ملا	حضور غلیہ السلام سے	یہ حضور ﷺ کا احسان

محسن کائنات

بلکہ سراپائے مصطفیٰ ﷺ ہم پہ احسان خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو مبعوث فرما کر اعلان فرمایا۔

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا"
(پ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

"یقیناً بڑا احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول ﷺ"

معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ خود سراپا احسان ہیں اور خداوند قدوس کا خاص فضل۔ حضرت سکندر دہلوی کہتے ہیں۔

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہئے
مل گئے مصطفیٰ ﷺ اور کیا چاہئے

تو معلوم ہوا کہ:

ساری امت کے محسن　　حضور سرکار کائنات ﷺ
اور حضور ﷺ کے محسن　　حضرت صدیق اکبرؓ

منکرین خدا و مصطفیٰ ﷺ

خدا فرماتا ہے:

من اللہ　　میں نے احسان کیا
عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ　　مومنوں پر

نبی فرماتے ہیں:

من ابوبکرؓ　　ابوبکرؓ نے احسان کیا
علیؐ　　مجھ پر

اب جو قرآن کی آیت پڑھے اور پھر یہ حدیث پاک پڑھے۔ اسے پھر بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو اس میں سنیوں کا کیا قصور ہے۔

رتبہ ہے　　صدیقؓ کا
فرمان ہے　　مصطفیٰ ﷺ کا
عقیدہ ہے　　سنی کا

کہ ساری کائنات کا محسن، اللہ کا محبوب اور حضور ﷺ کا محسن، نبی کا محبوب، کائنات کا محسن محمد ﷺ۔

محمد کا محسن صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جو اس بات کو نہیں مانتا وہ

حدیث کا بھی　　منکر

قرآن کا بھی　　منکر
اہلسنت کا بھی　　منکر

مقام صدیقؓ

مقام صدیقؓ سمجھ سے بلند ہے، عقل سے وراء ہے
عظمت صدیقؓ کو ہر ایرا غیرا نتھو خیرا نہیں سمجھ سکتا۔

میں نے علماء سے پوچھا　　محدثین سے پوچھا
مفسرین سے پوچھا　　خطباء سے پوچھا
اولیاء سے پوچھا　　صحابی رضی اللہ عنہ کسے کہتے ہیں

آواز آئی:

"مَنْ لَقِیَ نَبِیًّا مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَی الْاِسْلَامِ"

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۵ حاشیہ نمبر ۴)

"جس نے ایمان کی حالت میں مصطفیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ہو اور اسی ایمان پر فوت ہو جائے۔"

حضرات محترم!

جس نے نبی ﷺ کو دیکھا　　صحابی رضی اللہ عنہ ہو گیا
جس کو نبی ﷺ نے دیکھا　　وہ کیا ہوگا؟
صدیقؓ کو نبی ﷺ نے دیکھا　　صدیقؓ کو نبی ﷺ نے دیکھا
صدیقؓ کو نبی ﷺ نے دیکھا　　کیسے؟

جب اعلان نبوت کیا اور خیال آیا میری تصدیق کون کرے گا؟ فوراً دل سے آواز آئی۔ صدیقؓ کرے گا۔ صدیقؓ آئے تو نبی ﷺ نے غور سے صدیقؓ کو دیکھا۔ فرمایا: یار میں نبی ﷺ ہوں۔ عرض کیا بالکل سچ ہے۔ جب معراج سے واپس آئے تو فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام میں لوگوں کو بتاؤں کہ نہ کہ میں رات کے مختصر سے حصہ میں اتنی

طویل وعریض سیر کرکے آیا ہوں۔ عرض کیا بتا دینا۔ فرمایا بتادوں گا لیکن میری بات کون مانے گا؟ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

''لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ قُلْتُ لِجِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ قَوْمِیْ لَایُصَدِّقُوْنِیْ''

''میں نے شب معراج جبرائیل سے کہا میری قوم اس (واقعہ معراج) کی تصدیق نہیں کرے گی۔''

''قَالَ لِیْ جِبْرَائِیْلُ یُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّیْقُ''

(الریاض النضرہ جلد اول ص۸۰)

''تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا: ابوبکرؓ آپ کی تصدیق کریں گے پس وہ صدیقؓ ہیں۔''

ادھر فجر کی نماز کے بعد حضور ﷺ نے بتایا کہ اے لوگو! میں آج رات بیت المقدس کی سیر کرکے آیا ہوں۔ ابوجہل اٹھا اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس گیا اور کہا۔ جانتا ہے تیرے محبوب نے کیا کہا ہے۔ فرمایا: کیا کہا ہے۔ کہا وہ کہتے ہیں کہ میں رات کے مختصر سے حصے میں بیت المقدس کی سیر کرکے آیا ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ فرمایا:

''لَئِنْ قَالَ لَصَدَقَ''

اگر آپ نے فرمایا تو بالکل سچ فرمایا ہے۔

اگر وہ اس سے دور کی بات کہتے تو میں اس کی بھی تصدیق کرتا۔ ادھر نبی ﷺ کو انتظار ہے کہ صدیقؓ آئے اور میری تصدیق کرے۔ ادھر صدیقؓ آئے۔ علیک سلیک ہوئی۔ نبی ﷺ نے مسکرا کے صدیقؓ کو دیکھا اور صدیقؓ نے نبی ﷺ کو۔ عرض کیا آقا ﷺ کیا آپ نے ایسے فرمایا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا پھر میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ فرمایا: تو صدیقؓ ہے۔ (الریاض النضرہ جلد اول ص۸۰)

ملت جعفریہ بتائے؟

میں پوری ملت جعفریہ سے سوال کرتا ہوں۔ بتاؤ جس کا منتظر مصطفیٰ ﷺ ہو جس کی راہ مصطفیٰ ﷺ دیکھے اور جس کا چہرہ مصطفیٰ ﷺ دیکھے۔ اسے کیا کہو گے؟ اور بتاؤ اگر وہ صدیق نہیں تو معجزہ معراج کی تصدیق کس نے کی ہے؟

صدیق مانو

یا کہو کہ معجزہ معراج مبنی بر حقیقت نہیں' یا ابوبکرؓ کو صدیقؓ مانو۔ اگر اسے صدیقؓ نہیں مانتے اور معجزہ معراج کو بھی برحق کہتے ہو تو پھر۔

اوہنوں کدی نہ ماہی ملدا جیہڑا دوہا دھراں دا سانجھا
اکو ای پاسہ رہندا ہیرے یا کھیڑے یا رانجھا!

امام جعفر صادقؓ کا ارشاد

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صادق کیوں کہتے ہیں؟ باقی کسی امام کو صادق نہیں کہتے۔ اس لئے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ:

''وَلَدَ فِیْ اَبُوْبَكْرٍ مَرَّتَیْنِ''

''مجھے دو مرتبہ ابوبکرؓ نے جنا'' (شواہد النبوۃ ص۳۲۶)

پہلی مرتبہ' ابوبکرؓ کا بیٹا محمدؒ محمدؒ کا بیٹا قاسمؒ قاسمؒ کی بیٹی ام فروہؒ۔ یہ میری ماں ہے گویا میری ماں صدیق اکبرؓ کی پڑپوتی ہے۔

دوسری مرتبہ ابوبکرؓ کا بیٹا عبدالرحمانؓ عبدالرحمانؓ کی بیٹی اسماءؓ اسماءؓ کی بیٹی ام فروہؒ میری ماں ہے۔

گویا کہ میری ماں حضرت صدیق اکبرؓ کی پوتی کی بیٹی ہے۔

(شیعہ کتاب الارشاد لشیخ المفید ص۲۷۱)

اگر ان کو صادق مانتے ہو تو انہیں صدیقؓ مانو۔ اگر وہ صدیقؓ نہیں تو یہ صادق کیسے؟

حضرات محترم! عرض یہ کر رہا تھا کہ صدیق محسن رسول ﷺ ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے۔ ایک اور حدیث پاک حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

احسان کا بدلہ

''مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَابَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِیْہِ اللّٰہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵)

''مجھ پر کسی کا احسان نہیں مگر میں نے اس کا بدلہ کر دیا سوا ابو بکر صدیقؓ کے مجھ پر ان کا احسان ہے۔''

اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ انہیں قیامت کے دن دے گا۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث سماع فرمایئے۔

ابو بکرؓ سے حساب نہ لیا جائے گا

ابن عساکر نے ام المومن حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ یُحَاسَبُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ'' (صواعق محرقہ ص۴۷)

''(کل قیامت کے دن) سب لوگوں سے حساب لیا جائے گا سوائے ابو بکرؓ کے''

غالبًا اسی لئے کہ وہ حضور ﷺ کے محسن ہیں اور اس احسان کا بدلہ قیامت کو اللہ عطا فرمائے گا۔ تو منظر کچھ یوں ہوگا۔

ایک طرف صدیق اکبرؓ کے احسان کا بدلہ دیا جائے گا

دوسری طرف صدیق اکبرؓ سے حساب نہ لیا جائے گا

تو اللہ کریم بے حساب جنت عطا فرما دے گا۔

اے صدیقؓ یہ تیرے اس احسان کا بدلہ ہے جس کا نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا تھا۔

مجھے اتنا نفع کسی کے مال نے نہ دیا

تیسری حدیث سماعت فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ'' (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵)

''مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے نفع دیا۔''

میں اور میرا مال صرف آپ کیلئے

ایک مجلس میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق جب حضور ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے نفع دیا ہے تو

''فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' (ابن ماجہ ص۱۰)

''حضرت ابو بکرؓ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اور میرا مال صرف آپ کیلئے ہے''

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

حضرات گرامی!

آیئے تلاوت کردہ حدیث کی طرف جس میں حضور ﷺ نے دو باتوں کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ کی صحبت اور آپ کا مال۔ دونوں چیزیں صدیقؓ نے حضور ﷺ کے لئے وقف فرما دیں۔ اپنی ذات بھی اور مال بھی۔

گردش آزاد ہم بر روئے تو

جب حضرت صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کیا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

اے صدیقؓ میں نے تو تجھے فرمایا تھا۔

مصطفیٰ ﷺ فرمود کائے اقبال جو!
اندریں من میشوم انبار تو!!

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

اے طالب اقبال اس کی خریداری میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہوتا ہوں مگر تم اکیلے ہی اسے خرید لائے ہو تو عرض کیا۔

گفت مادو بندگانِ کوئے تو !
گردش آزاد ہم بروئے تو !!

عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ ہم دونوں جناب کے کوچے کے غلام ہیں۔ بلالؓ کو آپ کے روبرو آزاد کرتا ہوں۔

خداوند قدوس کی گواہی

ادھر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے بلالؓ کو آزاد کر کے بارگاہ محبوب ﷺ میں پیش کیا۔ ادھر لوگوں میں یہ چہ چہ ہونے لگا کہ شاید بلالؓ یا اس کے خاندان کا ابوبکرؓ پر کوئی احسان ہوگا۔ جسے انہوں نے موقع پا کر آج لوٹا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً حضرت جبرائیل کو یہ پیغام دے کر بھیجا۔

"وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى "
(پ۳۰ سورۃ لیل آیت نمبر ۱۷ تا ۲۰)

"اور دور رکھا جائے گا اس سے وہ نہایت پرہیزگار جو دیتا ہے اپنا مال اپنے (دل) کو پاک کرنے کیلئے اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ بجز اس کے کہ وہ اپنے برتر پروردگار کی خوشنودی کا طلب گار ہے۔"

فرمایا جس پر میرا فضل ہو۔ جو میرے محبوب ﷺ کا محسن ہو وہ کسی اور کے احسان تلے نہیں دب سکتا اور جس کو محبوب ﷺ کی صحبتوں نے مزکی کر دیا ہو وہ بغیر رضائے الٰہی کے مال نہیں دے سکتا۔ صدیقؓ نے صرف اور صرف محبوب ﷺ کی رضا کیلئے اور محض میری خوشنودی کیلئے مال دیا۔ میری رضا کیلئے وہ بلالؓ کو خرید لایا۔ محبوب ﷺ کی رضا کیلئے وہ بلالؓ کو خرید لایا۔

سب سے زیادہ معزز

حضرات محترم! اس آیت میں لفظ ہے الا تقی اور اس سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں اور اس لفظ کا معنی ہے بہت زیادہ پرہیزگار۔ ایمانداری سے بتایئے جس کی انتہائی پرہیزگاری کی گواہی اللہ دے وہ باغ فدک کھا سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ اتقی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ" (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۳)

"بے شک تم میں سے معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے"

ان آیات کو ملانے سے معلوم ہوا کہ سب متقیوں کے امام سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں اور وہ اللہ کے نزدیک سب متقیوں سے زیادہ معزز ہیں تو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز و مکرم ہے۔ کوئی کالی بوتھی والا اسے معزز نہیں سمجھتا تو اس کا کیا بگڑتا ہے۔

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا!

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر

سرکار دو عالم ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو فوراً ایک مسجد کے وجود کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اولین فرصت میں اس اہم مسئلے کی طرف توجہ فرمائی اور کسی موزوں جگہ پر مسجد کے قیام کیلئے گفت وشنید شروع فرمادی۔

حضرت اسعد بن زرارہؓ مدینہ طیبہ کے مقامی باشندے تھے اور بڑے ہی مخلص' دین پسند' پرہیزگار' اپنی ذات میں سراپا تحریک' انتہائی پرجوش اور رضا کار قسم کے انسان تھے۔ تحریک اسلامی کو آگے بڑھانے کیلئے انہوں نے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے قبل ہی تبلیغ دین کا کام شروع کیا ہوا تھا۔ پابندی کے ساتھ مسلمانوں کو ایک مربد میں پانچوں وقت نماز اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔

مربد اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کھجوروں کو سکھاتے اور ان کے چھوہارے بناتے ہیں۔ یہ میدان دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا جو حضرت اسعدؓ ہی کے پاس رہتے تھے اور ان کی نگرانی میں پرورش پا رہے تھے۔ ایک بچے کا سہیل اور دوسرے کا نام سہل تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دونوں کو بلا کر فرمایا۔

"ثَامِنُوْنِیْ بِحَائِطِکُمْ هٰذَا"

"اپنے اس پلاٹ کا ہمارے ساتھ سودا کرو اور اس کی قیمت لے لو"

ان دونوں نے عرض کی۔

"لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ"

(بخاری شریف جلد اول ص۶۱)

"خدا کی قسم! ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لینا چاہتے ہیں۔"

"فَاَبٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً"

(بخاری جلد اول ص۵۵۵)

"چونکہ وہ یتیم تھے اس لئے یتیموں کے والی نے بصورت ہبہ اور عطیہ ان کی زمین لینے سے انکار کر دیا اور صدیق اکبرؓ کو حکم دیا کہ وہ اس کی قیمت ادا کریں"

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے مسجد نبوی ﷺ کے لئے خریدے گئے اس پلاٹ کی قیمت حکم نبوی اور رفرمودہ رسول ﷺ کے مطابق اپنی گرہ سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ نبی کریم ﷺ کی اپنے صدیقؓ پر وہ رحمت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں جو مسجد بنائے قیامت تک اس میں نماز ادا کرنے والوں کا ثواب مسجد بنانے والوں کو ملتا ہے۔ صدیقؓ سے قیمت دلوا کر حضور اکرم ﷺ نے انہیں ایسے ثواب کا مستحق بنا دیا جو ختم ہونے والا ہی نہیں۔

چنانچہ قیامت تک جو نمازی بھی مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھے گا۔ یا کوئی عبادت کرے گا اس کا ثواب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نامہ اعمال میں بھی درج ہوتا رہے گا۔ (مسجد نبوی ﷺ ص۸۸' ص۸۷)

حضرات محترم!

مسجد نبوی ﷺ کی قیمت کس نے دی — حضرت ابوبکرؓ نے
بلالؓ کو آزاد کس نے کروایا — حضرت ابوبکرؓ نے

حضرت صائم چشتی صاحب فرماتے ہیں کہ

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی ﷺ کیویں صدیقؓ سند غلامی لئی
جد بھی سوہنے نوں کوئی ضرورت پئی ہر شئی گھر دی رہیا یارتوں وار دا

چالیس ہزار دینار

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس ہزار دینار خرچ کئے۔ (الریاض النضرہ جلد اول ص۱۳۲)

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لے آئے تو ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو انہوں نے سب کے سب رسول اللہ ﷺ پر اور فی سبیل اللہ خرچ کر دیئے۔ (الریاض النضرہ جلد اول ص۱۳۲)

جد بھی سوہنے ﷺ نوں کوئی ضرورت پئی!

ہر شئے گھر دی رہیا یارتوں وار دا!

خیر کثیر

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ہجرت کیلئے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پانچ یا چھ ہزار درہم تھے۔ جو انہوں نے اپنے تمام مال کے ساتھ اٹھا لئے۔ اسی اثناء میں ہمارا دادا ابوقحافہ ہمارے پاس آیا تو اس کی بینائی ختم ہو چکی تھی اس نے کہا۔

''وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرَاہُ قَدْ فَجَعَکُمْ بِمَالِہٖ مَعَ نَفْسِہٖ''

(الریاض النضرہ جلد اول ۱۳۲)

''خدا کی قسم! میں دیکھتا ہوں کہ ابوبکرؓ نے اپنے جان و مال کے ساتھ تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ میں نے کہا بابا جان انہوں نے ہمارے لئے خیر کثیر چھوڑی ہے۔''

حضرت اسماء فرماتی ہیں میرے والد گرامی گھر میں جہاں مال رکھا کرتے تھے وہاں انہوں نے اپنا کپڑا ڈال کر اوپر پتھر رکھ دیئے تو میں نے پوچھا ابا جان آپ نے یہاں مال رکھا ہے؟

انہوں نے فرمایا! میں نے تمہارے لئے یہاں کوئی مال نہیں چھوڑا مگر میں نے چاہا کہ اس بوڑھے کو سکون ہو جائے۔

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی ﷺ!

کیویں صدیقؓ سند غلامی لئی!!

جد بھی سوہنے نوں کوئی ضرورت پئی

ہر شئی گھر دی رہیا یارتوں وار دا

غزوہ تبوک کے موقع پر سرکار عالم ﷺ نے حکم فرمایا کہ مال لاؤ۔ تمام صحابہ کرامؓ اپنی اپنی وسعت کے مطابق چندہ لے آئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال کچھ زیادہ تھا۔ میں نے سوچا کہ آج اس کارِ خیر کیلئے میں اتنا خرچ کروں گا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو اپنے سے بڑھنے نہیں دوں گا۔ آپ اپنے تمام مال کا نصب بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقُلْتُ مِثْلَہٗ'' (مشکوۃ شریف ص۵۵۶)

اپنے اہل وعیال کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ میں نے عرض کیا: اس کا مثل یعنی نصف مال چھوڑ آیا ہوں اور اتنی دیر میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لے آئے اور اپنا تمام مال پیش کیا۔ ان سے بھی حضور ﷺ سے پوچھا کہ اپنے گھر کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا:

''اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ''

''میں نے ان کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑا ہے۔''

حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ:

''قُلْتُ لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا''

''میں نے کہا میں کبھی بھی ان سے بڑھ نہیں سکتا۔''

جد وی سوہنے ﷺ نوں کوئی ضرورت پئی

ہر شئی گھر دی رہیا یارتوں وار دا

حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے جواب سے عقیدہ حاضر و ناظر کا اثبات ہوتا ہے۔

گویا کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ:

نبی ﷺ یہاں بھی — حاضر و ناظر

نبی ﷺ میرے گھر میں بھی — حاضر و ناضر

صدیقؓ سب سے بڑھ کر

سیدنا فاروق اعظمؓ نے جس قدر بھی سیدنا صدیق اکبرؓ سے بڑھنے کی کوشش کی نہ بڑھ سکے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہر طرح سے بارگاہ رسالت میں سرخرو ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا:

پروانے کو چراغ عنادل کو پھول بس!
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

جدوی سوہنے ﷺ نوں کوئی ضرورت پئی
ہر شئی گھر دی رہیا یار ﷺ تو وار دا

سات غلام آزاد کرا دیئے

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ

"اَعْتَقَ اَبُوْبَکْرٍ سَبْعَۃً کَانُوْا یُعَذَّبُوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْھُمْ بِلَالٌ وَعَامِرُ ابْنُ فُھَیْرَۃَ" (الریاض النضرہ جلد اول ص۱۳۳)

"حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سات ایسے غلاموں کو آزادی دلائی جو اللہ کی راہ میں عذاب دیئے جاتے تھے۔ ان میں سے حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فہیرہ ہیں۔

دو کنیزیں آزاد کرا دیں

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جن غلاموں کو آزادی دلائی ان میں سے حضرت نہدیہ اور ان کی بیٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بنی عبدالدار کی ایک عورت کی کنیزیں تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں سے گزرے تو وہ اس عورت کے لئے چکی پیس رہی تھیں اور وہ انہیں کہہ رہی تھی کہ واللہ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے فرمایا۔

اے ام فلاں! تیرے لئے یہ قسم جائز ہے؟
اس نے کہا جائز ہے
تم ان دونوں کنیزوں کو اکساتے ہوئے انہیں آزاد کروالو
فرمایا۔ ان کی قیمت کیا لوگی
اس نے کہا یہ اور یہ لوں گی
فرمایا۔ منظور ہے
اس نے جو مانگا اسے دے دیا

"قَالَ قَدْ اَخَذْتُھُمَا وَھُمَا حُرَّتَانِ" (الریاض النضرہ جلد اول ص۱۳۴)

"کہا میں نے ان دونوں کو خریدا اور آزاد کر دیا"

جدوی سوہنے ﷺ نوں کوئی ضرورت پئی
ہر شئی گھر دی رہیا یار ﷺ توں وار دا
جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی ﷺ!
کیویں صدیقؓ سند غلامی لئی
جدوی سوہنے ﷺ نوں کوئی ضرورت پئی
ہر شئی گھر دی رہیا یار ﷺ توں وار دا

مال اور جان

حضرات گرامی!

جس حدیث کو میں نے عنوانِ تقریر بنایا تھا اس میں سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ:

''اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ''

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴)

''ابوبکرؓ نے دو چیزیں مجھ پر قربان کیں، مال اور صحبت''

یعنی کہ

ابوبکرؓ کا مال   میرے لئے

ابوبکرؓ کی جان   میرے لئے

مال کا تو میں نے کچھ ذکر آپ کو سنا دیا۔

آیئے جان کی بات بھی سنیں۔

جان کی قربانی

ابتداء اسلام تھی صحابہ کرامؓ کی تعداد جب چونتیس یا پینتیس یا انتالیس تک پہنچ گئی تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اب ہمیں کھل کر تبلیغ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

فرمایا۔ ابھی اجازت نہیں کیونکہ ابھی تمہاری تعداد بہت کم ہے مگر آپ نے بار بار جذبہ صادق کے ساتھ کچھ ایسے انداز سے عرض کیا کہ سرکار ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

سب صحابہ کرامؓ اور حضور مسجد حرام میں تشریف لے آئے۔

جلسہ شروع ہوگیا۔

بے مثال جلسہ

حضرات محترم ذرا تصور تو کیجئے!

جلسہ گاہ بھی   بے مثال

جلسہ بھی   بے مثال

صدر جلسہ بھی   بے مثال

سامعین جلسہ بھی   بے مثال

خطیب جلسہ بھی   بے مثال

موضوع جلسہ بھی   بے مثال

جلسہ گاہ تھی   مسجد حرام

جلسہ تھا   شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کا

سامعین جلسہ تھے   حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان

صدر جلسہ تھے   امام الانبیاء علیہ السلام

خطیب جلسہ تھے   حضرت صدیق اکبرؓ

موضوع جلسہ تھا   توحید باری تعالیٰ جل جلالہ

اسلام کا سب سے پہلا خطیب

اس دنیا میں پہلا توحید کا جلسہ

پہلا خطیب اسلام۔   حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

جلسہ شروع ہوا   تقریر شروع ہوئی

بے مثال جلسہ   لاجواب تقریر

لاریب موضوع۔

فرمایا لوگو! اوہ لات کے پجاریو! منات کے سامنے سجدہ کرنے والو۔ غری کو الہ کہنے والو۔ اہل ذہبل کی نذریں نیازیں دینے والو سنو۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (ﷺ)

ایک ہی اللہ ہے — ایک ہی معبود ہے

سجدہ اسی کیلئے ہے — پوجا اسی کیلئے ہے نذریں اور نیازیں اسی کیلئے ہیں۔ کئی خداؤں کو چھوڑ کر اسی کی عبادت کرو۔

مشرکین کا قاتلانہ حملہ

مشرکین اینڈ کمپنی کو یہ موضوع اور یہ تقریر کب اچھی لگ سکتی تھی فوراً اکٹھے ہوئے اور حملہ کر دیا۔ علامہ محب طبری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

"فَضَرَبُوْهُمْ فِيْ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيْدًا"

(الریاض النضرہ جلد اول ص ۷۵)

"مشرکین اینڈ کمپنی نے نواح مسجد میں مسلمانوں کو پیٹنا شروع کر دیا اور خوب پیٹا۔"

پتہ چلا یہ عشاقانِ رسالت پر حملے کروانا' انہیں مارنا پیٹنا' جیلوں میں بند کرنا' ضلع بدر کرنا ان بے ایمانوں کی پرانی عادت ہے۔

صدیوں پہلے مصطفےٰ علیہ السلام کے عشاق کو ان مشرکوں نے حملہ کر کے مارا پیٹا' پتھراؤ کیا۔

"وَوَطِئَ اَبُوْبَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيْدًا"

"حضرت ابوبکرؓ کو روندا اور شدید ضربات پہنچائیں"

حضرت ابوبکرؓ کو اتنا مارا کہ ناک سے' آنکھوں سے' منہ سے خون بہنے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ قبیلہ بنو تیم والوں نے آ کے چھڑایا۔ ایک چارپائی پر لٹا کر گھر لے آئے اور انہیں ان کی موت میں کوئی شک نہ تھا۔ انہیں گھر پر چھوڑا اور مسجد میں

جا کر اعلان کر دیا کہ

بنو تیم کا اعلان

خدا کی قسم! اگر ابوبکرؓ مر گئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے۔ پھر ابوبکر صدیقؓ کے پاس آ گئے اور ابو قحافہ (والد) اور بنو تیم (قبیلہ) کے لوگ حضرت ابوبکرؓ کو بلاتے رہے۔ مگر وہ بے ہوش تھے۔

محبوب ﷺ کا کیا حال ہے

شام کو جب انہیں بلایا اور ہوش میں آئے تو پہلی بات یہ پوچھی کہ بتاؤ میرے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے؟

یہ سن کر ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور انہوں نے کھڑے ہو کر ام الخیر (والدہ) سے کہا انہیں دیکھیں اور کچھ کھلائیں پلائیں۔ جب تخلیہ ہوا تو آپ نے اپنی والدہ سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ اپنی جان کی پرواہ نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی جان کی فکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ توں صدقے جان میری
ایہہ فانی زندگی قربان میری

پوچھا سرکار علیہ السلام کیسے ہیں؟ والدہ نے کہا خدا کی قسم مجھے ان کے بارے میں معلوم نہیں۔ فرمایا: اے اماں! آپ خطاب کی بیٹی ام جمیل (مسلمان ہو چکی تھیں) سے جا کر دریافت کریں؟ مگر ماں بڑے حوصلے سے کہتی ہے بیٹا کچھ کھا لے' کچھ پی لے مگر آپ کہتے ہیں۔ اماں! اب میں کھاؤں گا اور پیوں گا مگر یہاں نہیں۔ بیٹا پھر کہاں کھاؤ پیو گے؟ عرض کیا اماں اب محبوب ﷺ کے پاس جا کر کھاؤں گا اب:

کھلانے والا — محبوب ﷺ ہوگا

کھانے والا — صدیقؓ ہوگا

پلانے والا — محبوب ﷺ ہوگا

پینے والا — صدیقؓ ہوگا

اور

یہ انگوروں کی، جوؤں کی — ستوؤں کی نہیں پیوں گا بلکہ

پیوں گا — والضحیٰ کے مکھڑے سے

پیوں گا — واللیل کی زلفوں سے

پیوں گا — مازاغ کے کاجل سے

اور وہ پیوں گا جو

طیبہ سے منگائی جاتی ہے، سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے ساغر سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

اماں میں اب بعد میں حاضر ہو کر پیوں گا مگر پہلے ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معلوم کرو سرکار ﷺ کیا حال ہے؟ حضرت ام الخیر جناب ام جمیل کے پاس تشریف لے گئیں اور کہا ابوبکرؓ! حضور ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں (کیونکہ ابھی ایمان ظاہر کرنے کا حکم نہ تھا اس لئے)

انہوں نے کہا نہ میں ابوبکرؓ کو جانتی ہوں نہ حضور ﷺ کو اگر آپ چاہتی ہیں تو میں آپ کے بیٹے کے پاس چلی جاتی ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

ام جمیل کی آمد

ام الخیر ام جمیل کو ساتھ لے کر گھر آئیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو شدت تکلیف سے بے ہوش پایا۔ حضرت ام جمیل نے قریب ہو کر خود کو ظاہر کیا اور کہا جن فاسقوں نے آپ کو اس حال میں پہنچایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ضرور انتقام لے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ کہا آپ کی والدہ سن لیں گی۔ فرمایا: ان کا فکر نہ کریں۔ ام جمیل نے کہا آپ بالکل ٹھیک ٹھاک

ہیں۔ کہاں تشریف فرما ہیں۔ کہا دار ارقم میں۔ فرمایا: جب تک آپ کے پاس نہیں جاؤں گا کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا۔

بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری

جب لوگ سو گئے تو آپ ام جمیل اور ام الخیر کا سہارا لے کر اور ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں سنبھالو۔ تو مسلمانوں نے آپ کو سہارا دے کر بٹھایا۔
''وَرَقَّ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ رِقَّۃً شَدِیْدَۃً'' (الریاض النضرہ جلد اول ص ۷۶)

دیکھ کے کملی ﷺ والا رویا آکھے ڈاہڈا صبر کمایا
حشر دیہاڑے میں نال لیجا ساں پاک نبی ﷺ فرمایا

مال بھی قربان کیا اور جان بھی۔

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی ﷺ
کیویں صدیقؓ سند غلامی لئی
جددی سوہنے ﷺ نوں کوئی ضرورت پئی
ہر شئی گھر دی رہیا یار ﷺ توں وار دا

وہ یار ﷺ کے نام پر مرنے والا

کون صدیق اکبرؓ

کشتہ عشق رسول ﷺ — صدیق اکبرؓ

نبی ﷺ کی خاطر جان دینے والا — صدیق اکبرؓ

اسلام کا خطیب اول — صدیق اکبرؓ

وہ یار کے نام پر مرنے والا سب کچھ صدقے کرنیوالا
منزل عشق وصدق کا رہبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبیوں کے بعد وہ سب سے برتر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا:

''اِنَّ مِنْ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْر''

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۴)

''سب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے مجھ پر اپنے مال اور صحبت سے احسان کرنے والا ابوبکرؓ ہے۔''

علامہ اقبال بول اٹھے:

آں اَمن الناس برمولائے ما!
آں کلیمے اول سینائے ما!
ہمتِ او کشتِ ملت را چوں ابر!
ثانیِ اسلام غار و بدر و قبر
خواجہ اول کہ اول یار بود
ثانی اثنین اذہما فی الغار بود

مٹایا آپ ہی کے صدق نے باطل کو دنیا سے
سبحان اللہ وہ عہد وفا صدیق اکبرؓ کا
بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبرؓ کا
نبی ﷺ صدیق اکبرؓ کا' خدا صدیق اکبرؓ کا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشق رسول ﷺ سے ہمیں بھی ایک قطرہ عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

''وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ''

چوتھا خطبہ

''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر خلیلی''

(الصواعق المحرقہ ص۱۷)

خلیل النبی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطبہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درود پاک

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!

آج میں نے نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ تلاوت کی ہے جسے حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔جس میں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اگر میں خلیل بناتا

’’لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا‘‘
(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵)

’’اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا۔‘‘

حضرات گرامی!

اس حدیث پاک میں فرمایا اگر خلیل بناتا اور ایک دوسری حدیث پاک میں فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیل بنا لیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔طبرانی نے حضرت ابوامامہؓ سے بیان فرمایا ہے کہ:

ابوبکرؓ میرا خلیل ہے

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

’’اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا وَاِنَّ خَلِیْلِیْ اَبُوْبَکْرٍ‘‘ (الصواعق المحرقہ ص ۱۷)

’’بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا ایک خلیل بنایا ہے جیسے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا اور میرا خلیل ابوبکرؓ ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

’’وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا‘‘ (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۵)

’’اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔‘‘

لفظ خلیل کی تحقیق

لفظ خلیل کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب المنار لکھتے ہیں کہ

’’یُطْلَقُ الْخَلِیْلُ بِمَعْنَی الْحَبِیْبِ اَوِ الْمُحِبِّ لِمَنْ یُحِبُّهٗ اِذَا کَانَتْ هٰذِهِ الْمُحَبَّةُ خَالِصَةً مِّنْ کُلِّ شَائِبَةٍ بِحَیْثُ لَمْ تَدَعْ فِیْ قَلْبِ صَاحِبِهَا مَوْضِعًا لِّحُبِّ آخَرَ وَهُوَ مِنَ الْخُلَّةِ اَیِ الْمُحَبَّةُ وَالْمَوَدَّةُ الَّتِیْ تَتَخَلَّلُ النَّفْسَ وَتَمَازَجَهَا کَمَا قَالَ الشَّاعِرُ قَدْ تَخَلَّلْتَ مَسْلَكَ الرُّوْحِ مِنِّیْ وَبِهٖ سُمِّیَ الْخَلِیْلُ خَلِیْلًا‘‘

’’یعنی خلیل کا لفظ اس حبیب اور محب پر بولا جاتا ہے جس کے دل میں اپنے محبوب ﷺ کی محبت یوں رچ بس جائے کہ کسی غیر کی محبت کی گنجائش تک نہ رہے۔خلۃ اس محبت کو کہتے ہیں جو نفس میں رچ بس جائے جسے کسی شاعر نے کہا ہے اے محبوب! جہاں جہاں میری روح ہے تیرا عشق وہاں سما گیا ہے۔اسی وجہ سے تو خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے۔‘‘

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۳۹۸-۳۹۷)

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ دل میں محبوب ﷺ کی محبت کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ اپنا تن من دھن محبوب ﷺ کے اشارہ ابرو پر قربان کر دیتا ہے۔

خلیل اللہ اور خلیل النبی

حضرت ابراہیم علیہ السلام	خلیل اللہ
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	خلیل النبی
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو آزمایا	اللہ نے
حضرت ابوبکرؓ کو آزمایا	مصطفیٰ ﷺ نے

اللہ نے خلیل کو آزمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ''

(پ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴)

''اور یاد کرو جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں سے تو انہیں پورے طور پر بجالایا۔''

کبھی آتش نمرود میں ڈلوا کر	آزمایا	آگ سے ڈر کر بھاگتا تو نہیں
کبھی بے آب وگیاہ جنگل میں تنہا کروا کر	آزمایا	تنہائی سے ڈر کر بھاگتا تو نہیں
کبھی بیٹے کے گلے پر چھری رکھوا کر	آزمایا	بیٹے کی محبت میں بھاگتا تو نہیں
کبھی اپنا گھر تعمیر کروا کر	آزمایا	خرچ کرنے سے بھاگتا تو نہیں

تو کیا ہوا۔ فاتمھن۔ خلیل اللہ علیہ السلام آزمائشوں میں پورے اترے۔

صدیقؓ کو نبی ﷺ نے آزمایا

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کو نبی کریم علیہ السلام نے آزمایا

کبھی دشمنوں کے نرغے میں	آزمایا	دشمنوں سے ڈر کر بھاگتا تو نہیں
کبھی ہجرت کروا کے	آزمایا	بچوں کی محبت میں بھاگتا تو نہیں
کبھی میدان بدر میں	آزمایا	بیٹے کی محبت میں بھاگتا تو نہیں
کبھی اپنی مسجد تعمیر کروا کے	آزمایا	خرچ کرنے سے بھاگتا تو نہیں

تو کیا ہوا۔

صدیقؓ بھی آزمائشوں میں پورے اترے۔

خلیل کو اللہ نے امام بنایا

خلیل اللہ آزمائش میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا'' (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴)

''میں بنانے والا ہوں تجھے تمام انسانوں کا اماں۔''

صدیق کو مصطفیٰ ﷺ نے امام بنایا

صدیق اکبرؓ آزمائش میں پورے اترے تو نبی ﷺ نے فرمایا

''مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ'' (بخاری شریف جلد اول ص ۹۳)

''ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔''

خلیل نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

''قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ'' (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۹۳)

''اور میری اولاد سے''

یعنی کہ میں تو امام ہوں، میری اولاد میں بھی امامت رہے گی؟ فرمایا:

''قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ'' (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴)

''کہا نہیں پہنچتا وعدہ میرا ظالموں تک''

اگر وہ غاصب ہوتے

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ظالم کو امام نہیں بنایا جا سکتا۔ تو اگر ان

رافضیوں کے کہنے کے مطابق صدیق اکبر (معاذ اللہ) ظالم وخائن ہوتے تو انہیں امام کیوں بنایا جاتا؟ معلوم ہوا:

صدیقؓ نے فدک کو غصب نہیں کیا

صدیقؓ نے نبی ﷺ کی وراثت نہیں چھینی

صدیقؓ نے خلافت غصب نہیں کی

لہٰذا یہ سب کچھ کہنا کہ آپ نے خلافت غصب کی باغ فدک چھین لیا۔ سراسر کذب اور خلاف نص قطعی ہے اگر وہ غاصب ہوتے تو نبی علیہ السلام کبھی بھی انہیں امام نہ بناتے۔

اوہدی عظمت دا خورشید چڑھدا رہیا

ہر قدم تے اوہدا شان بڑھدا رہیا

پچھے اوہدے نمازاں ہے پڑھدا رہیا

جو امام آپ ﷺ ہے سارے سنسار دا

میں اپنے آپ کو قتل کر دیتا

حضرات گرامی!

خلیل وہ ہوتا ہے جو سب کچھ محبوب پر قربان کر دے۔ آیئے دیکھیں خلیل النبی کا جی کیا چاہتا تھا۔ ملاحظہ ہو آیت کریمہ:

''لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ'' (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ٦٦)

''اور اگر ہم فرض کر دیتے ان پر کہ قتل کرو اپنے آپ کو یا نکل جاؤ اپنے اپنے گھروں سے تو خلیل النبی حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا''

''لَوْ اَمَرْتَنِيْ اَنِ اقْتُلَ نَفْسِيْ لَفَعَلْتُ'' (الصواعق المحرقہ ص۴۳)

''اگر آپ مجھے حکم دیتے کہ میں اپنے آپ کو قتل کر دوں تو میں اپنے آپ کو قتل کر دیتا۔''

رسول اللہ ﷺ توں صدقے جاں میری

ایہہ فانی زندگی قربان میری

اعلیٰ حضرت کی خواہش

اعلیٰحضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی الرحمۃ نے بھی اس خواہش کا اظہار فرمایا:

آپ فرماتے ہیں:

''حبیبی یا رسول اللہ علیک السلام''

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اللہ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

''رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهٖ''

(جامع ترمذی جلد دوم ص بحوالہ الصواعق المحرقہ ص۱۷)

اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے:

۱- اس نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی اور

۲- مجھے سوار کر کے دار الہجرت لے گئے

۳- بلالؓ کو اپنے مال سے آزاد کیا

حضرات گرامی:

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خریداری اور آزادگی تو میں آپ کو پچھلے جمعوں میں عرض کر چکا ہوں' آج حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اور حضور ﷺ کی ہجرت حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''ابوبکرؓ نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی''

کیا خود دی یا اس کے کچھ محرکات تھے۔

آیئے! سنیے میں عرض کرتا ہوں'

حدیث پاک سماعت فرمایئے۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول ﷺ

امام ترمذی نے حدیث نقل فرمائی ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''اِنَّ جِبْرَائِيْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خرقة حَرِيْرٍ خُضْرَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ''(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۸)

''بے شک جبرائیل علیہ السلام میری تصویر ایک ریشم کے سبز کپڑے میں نبی کریم کے پاس لائے اور عرض کیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہے دنیا و آخرت میں''

پتہ چلا:

عائشہؓ کو نبی کی زوجیت میں دینے والا	خدا
صدیقؓ کو نبی ﷺ کا خسر بنانے والا	خدا
نبی ﷺ کو صدیقؓ کا داماد بنانے والا	خدا

''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ''

صدیق خسر رسول

کل قیامت کے میدان میں اگر دامادوں پر فیصلہ ہونے لگا تو نبی ﷺ فرمائیں گے۔

مولیٰ	یہ میرا داماد ہے	علی المرتضیٰ
اللہ تعالیٰ فرمائے گا	یہ صدیقؓ کا داماد ہے	مصطفیٰ ﷺ

علیؓ وہ ہے جو نبی ﷺ کا داماد — صدیقؓ وہ نبی ﷺ جس کا داماد

علیؓ کی بارات نبی ﷺ کے دروازے پہ — نبی ﷺ کی بارات صدیقؓ کے دروازے پہ

علی کا خسر مصطفیٰ ﷺ ہے — مصطفیٰ ﷺ کا خسر صدیقوں کا پیشوا ہے

کیوں نہ اس نوں امام صداقت کہواں

جد کہ صدیق اکبرؓ ہے سوہنے داناں

دھی اوہدی سوہناں ساریاں دی ہے ماں

کرم کیڈا ہے ایہہ رب ستار دا

ام المومنین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ''

''مصطفیٰ ﷺ علیہ السلام کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں''

تو اے میرے دوستو!

پھر مومن وہ ہے جو ان ازواج رسول ﷺ کو ماں سمجھے' لہٰذا

مومن وہ جو عائشہؓ کو	ماں سمجھے
مومن وہ جو حفصہؓ کو	ماں سمجھے
مومن وہ جو ام حبیبہؓ کو	ماں سمجھے
مومن وہ جو خدیجہ الکبریٰؓ کو	ماں سمجھے
مومن وہ جو ازواج رسول ﷺ کو	ماں سمجھے

اور حلالی بیٹے ماں کی کبھی تنقیص نہیں کرتے

ایک شاعر کہتا ہے

اُمَّهَاتُهُمْ دا میں معنی ڈساواں

نبیاں دے ازواج ہن مومن دیا ماواں

اوہ جاہل حیاء کر حلالی دا کم نہیں

ایہہ ماواں دے شکوے حرامی کریندن

خدا کی گواہی

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

بیٹی ہو صدیقؓ کی۔ زوجہ ہو نبی ﷺ کی تو اس کی عظمت و شان یہ ہے کہ میں رب خود اس کی طہارت کا گواہ ہو جاتا ہوں اور سورۃ النور کی اٹھارہ آیات اس کی برات میں نازل فرماتا ہوں اور پھر یوں اس کی طہارت بیان کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ'' (پ۱۸ سورہ نور آیت نمبر ۱۶)

''اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ سنی) تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور منزہ ہے کہ اس کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ کا دامن ایسے الزام سے آلودہ ہو۔

کیا شان ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول ﷺ کی

جس کی طہارت کی گواہی خدا نے دی۔

الزام لگے یوسف علیہ السلام پر گواہی بچہ دیتا ہے۔

''شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا'' (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۶)

گواہی دی زلیخا کے اہل سے گواہ نے

الزام لگے مریم علیہا السلام پر تو گواہی بچہ دیتا ہے۔

''وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ'' (۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۳۲)

میری والدہ پاک ہے۔

الزام لگے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تو گواہی بچہ نہیں دیتا بلکہ عرش والا فرماتا ہے۔ لوگو سن لو یہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیٹی — صدیقؓ کی ہے

بیوی — نبی ﷺ کی ہے

اور گواہی اس کے لئے — میری ہے

حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایسا دامن محبوب ﷺ سے وابستہ کیا کہ آج بھی محبوب ﷺ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں آرام فرما ہے۔ کل قیامت کے میدان میں۔

عالم — علم پیش کرے گا

عامل — عمل پیش کرے گا

زاہد — زہد پیش کرے گا

عابد — عبادت پیش کرے گا

شہید — شہادت پیش کرے گا

نبی — نبوت پیش کرے گا

رسول — رسالت پیش کرے گا

اور عائشہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصطفیٰ ﷺ کو پیش کرے گی اور عرض کرے گی کہ مولا میرا حجرہ کھول کے دیکھ کون سی دولت اس کے اندر ہے۔

وہ دولت جسے مصطفیٰ ﷺ کہتے ہیں

محمد پاک دا روضہ ڈے سے جنت کولوں برتر

اوہا مسکن محمدا جیہڑا مائی عائشہؓ دا گھر!!

حضرات گرامی! فرمایا کہ

"رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ" (الصواعق المحرقہ ص۱۷)

"اللہ ابوبکر پر رحمت کرے جس نے اپنی بیٹی میری زوجہ بنا دی۔"

دو تہائی دین کی راویہ

حضرات گرامی!

دین کا دو تہائی حصہ اسی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے ساتھ ہمیں ملا۔

ذرا غور کرو۔

دور ہو خلیفہ اول کا — فتویٰ عائشہ صدیقہؓ دے

دور ہو خلیفہ ثانی کا — فتویٰ عائشہؓ دے

دور ہو خلیفہ ثالث کا — فتویٰ عائشہؓ دے

دور ہو خلیفہ رابع کا — فتویٰ عائشہؓ دے

اللہ اکبر

کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ اے اماں عائشہؓ!

تیرے فتویٰ سے رہی مسند افتاء روشن!

عہد صدیقؓ سے تا دور جناب حیدرؓ!

کل سیدہ عائشہؓ کی روایات (۲۲۱۰) کی تعداد رکھتی ہیں۔ علم تفسیر میں مہارت ایسی کہ اکثر محدثین ان کے شاگرد ہیں۔

فرمایا:

"رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ" (الصواعق المحرقہ ص۱۷)

"رحم کرے اللہ ابوبکرؓ پر اس نے اپنی بیٹی میری زوجہ بنا دی۔"

"وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ" (الصواعق المحرقہ)

"مجھے سوار کر کے دار ہجرت (مدینہ) کی طرف لے گئے۔"

روز ازل سے ہی ہجرت کا ساتھی اللہ نے ابوبکرؓ کو منتخب کیا تھا۔

ایک دن سرکار دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکرؓ!

"اَنْتَ صَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَمُؤْنِسِيْ فِي الْغَارِ" (الصواعق المحرقہ ص۷۳)

"تو حوض کوثر پر میرا ساتھی ہوگا اور غار میں میرے ساتھ میر مونس وغم خوار ہوگا۔"

شب ہجرت

اور جب ہجرت کا وقت آیا تو سرکار دو عالم علیہ السلام نے اپنے بستر مبارک کو حضرت علیؓ کے حوالے کیا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

اے ابوبکرؓ! ہجرت کا حکم آ گیا ہے۔ آپ میرے ساتھ چلو گے المختصر ہجرت میں تین راتیں مسلسل غار ثور میں بسر ہوئیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی دیرینہ خواہش تھی کہ

"اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" نگاہ میری ہو چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا ہو

دل کردا اے سوہنیاں ہر ویلے

تینوں سامنے بٹھا کے میں تکدا رہواں

لوں لوں میرا اکھ ہو جائے — محتاج نہ میں اس اکھ دا رہواں

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے فرمایا

الیف ایہ تن میرا چشمہ موجود ہووے

میں مرشد دیکھ نہ رجاں ہو

لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشمہ

اک کھولاں تے اک کجاں ہو

اتنا ڈھیاں مینوں صبر نہ آوے

میں ہور کہدے دل بھجاں ہو!

مرشد دا دیدار یا باھُوؒ

مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

سانپ نے ڈس لیا

سیدنا صدیق اکبرؓ کی دیرینہ آرزو پوری ہونے کا وقت آچکا تھا اور اپنے آقا و مولا کا چہرِ مبارک اپنی گود میں رکھ کر اپنے دل کی پیاس بجھا رہے تھے کہ نیچے جس سورخ پر ایڑھی مبارک رکھی ہوئی تھی اس سے ایڑی کو جنبش محسوس ہوئی۔

فرمایا: کون ہے تو؟

آواز آئی میں مارِ غار ہوں۔فرمایا:

آواز دینے والے اگر تو مارِ غار ہے تو پھر میں بھی یارِ غار ہوں

کہا ایڑھی اٹھالو ورنہ میں ڈسنے پر مجبور ہو جاؤں گا اور میں جسے ڈس لوں وہ بچتا نہیں مرجاتا ہے۔کہا میں موت ہوں۔فرمایا: اگر تو موت ہے تو حیاتی دینے والے میری جھولی میں آرام فرما ہیں۔سانپ نے ڈس لیا۔

عقیدہ دیا

علمائے کرام محدثین عظام عشاقانِ رسالت ﷺ نے فرمایا:

سانپ نے ڈسا نہیں بلکہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے قدموں کا بوسہ لے کر قیامت تک کے لوگوں کو ایک مسئلہ سمجھا دیا۔

وہ یہ کہ لوگو اگر نبی ﷺ سے ملنا چاہتے ہو

تو پہلے صدیقؓ کے قدم چومنے ہوں گے۔

لہٰذا آؤ پہلے صدیقؓ کے قدم چومو۔

آنسو صدیقؓ کے چہرہ نبی اکا

بہرکیف چونکہ سانپ کی فطرت ہے کہ وہ جس پر ہونٹ رکھے اس کو زہر کا اثر ضرور دیتا ہے لہٰذا اس کے فطرتی تقاضا کا اثر ادھر بھی ہوا۔جب اثر ہوا تو صدیقؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور روتے ہوئے زبانِ حال سے کہا۔

دو گھڑیاں رک جا تقدیرے

مینوں لکیاں توڑ نبھالیں دے

خود جان حوالے کر دیساں

اس جان دا مالک آلین دے

صدیق اکبرؓ کے آنسو چہرہ مصطفیٰ ﷺ پر آئے

ذرا شان صدیق اکبرؓ کا اندازہ کیجئے کہ

کسی کا خون — زمین کربلا پہ گرتا ہے

کسی کا خون — زمین بدر پر گرتا ہے

کسی کا خون — زمین احد پر گرتا ہے

کسی کی خون — اللہ کے قرآن پر گرتا ہے

مگر صدیقؓ کا خون نہیں۔صدیقؓ کے آنسو چہرغ نبوت پر گرتے ہیں گویا چہرہ نبوت رحل ہے۔صدیقؓ کے آنسوؤں کیلئے یا صدف ہے ان موتیوں کیلئے سرکار ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا: کیوں روتے ہو کیا بات ہے؟

عرض کیا — سانپ نے ڈس لیا

فرمایا — ایڑھی اٹھالو

عرض کیا — آپ کو نقصان دے گا

فرمایا — نہیں وہ تو ہمارے تابع ہے

چنانچہ ایڑھی اٹھائی تو سانپ باہر آیا۔

فرمایا — سانپ تو نے میرے یار کو ڈسا

اس نے کہا — سرکار ﷺ میں نے انہیں عرض کیا تھا ایڑھی اٹھالو

مگر انہوں نے نہ اٹھائی۔

آسے آسے عمر گزاری

آقا میں بھی عاشق یہ بھی عاشق۔ میں نے بہت طویل عرصہ عشق میں گزارا اور منتظر رہا۔ ہزاروں سال قبل مجھے پتہ چلا تھا کہ آپ اس غار میں جلوہ گر ہوں گے۔

سرکار ﷺ میں نے:

آسے آسے عمر گزاری جھلے خار ہزاران

مالی باغ نہ ویکھن دیندا آئیاں جدوں بہاراں

لعاب دہن مبارک

حضرت امام الانبیاء علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ جاؤ کسی مطب کو تلاش کرو کسی کلینک پہ جاؤ یا کسی ڈسپنسر سے ملو۔ نہ نہ

بلکہ فرمایا ایڑھی میری طرف کرو۔

ایڑھی پر اپنا لعاب دہن شریف لگا دیا۔ اس سے زہر کا اثر زائل ہوگیا۔ وہی لعاب دہن۔

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنیں

اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

انتقال پر ملال

اسی زہر کا اثر سیدنا صدیق اکبرؓ پر بوقت وصال سرایت کرگیا۔ ویسے بھی ہجر و فراق محبوب میں ہمہ وقت نالاں و گریاں رہتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی آہوں کے ساتھ اندر سے جلنے کی خوشبو آنے لگی۔ جس کمرہ میں آپ رہتے تھے وہ ان کی آہوں کی

وجہ سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ کوئی علاج بھی ان آہوں اور نالوں کو نہ روک سکا۔

تو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج

پھر یہ بھی یہ دود آہ سے بوئے کباب آئے کیوں؟

ہجر محبوب ﷺ میں روتے رہتے اور کہتے رہتے تھے کہ

ٹر گئے نیں دلدار دلاں دے وطنوں چک مہاراں

اجڑی بستی نظریں آوے کنڈ کیتی جد یاراں

وچھڑ گئے دلاں دے محرم کون رووے ہن تھوڑا

روگاں وچوں روگ محمد ﷺ جس دا نام وچھوڑا

وراثت کے بارے میں وصیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں میں مجھے بلایا اور فرمایا کہ اے میری پیاری اور لاڈلی بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں۔

لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پیارے ابا جان میری تو ایک ہی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ ہیں یہ میری دوسری بہن کون ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری بیوی ''بنت خارجہ'' جو حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری بہن ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا نام ام کلثوم رکھا گیا اور اسے وراثت کا حصہ دیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

دفن کے بارے میں وصیت

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد مجھے نیا کفن

نہ دیا جائے۔ دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دے دینا اور نئے کپڑے کے پیسے کسی غریب کو دے دینا۔ اس کے بعد فرمایا مجھے غسل وکفن دینے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر کرنا اور عرض کرنا کہ یارِ غار حاضر ہے اور یار مزار بننا چاہتا ہے۔

آپ کا انتقال ہوگیا۔

''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن''

آپ کا جنازہ مبارکہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا

اور عرض کیا گیا

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَکْرٍ''

یہ عرض کرتے ہی روضہ منورہ کا دروازہ یکدم خود بخود کھلا اور آواز آئی جسے تمام حاضرین نے سنا۔

''اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ''

''حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کردو'' (تفسیر کبیر جلد ص۵ ص ۴۷۸)

لہٰذا صحابہ کرامؓ نے باتفاق حضور ﷺ کے پہلو مبارک میں آپ کو سپرد خاک کردیا۔

شان صدیق فاروق دا کیہہ دساں
کیتا اللہ نے جہاں دا اچا نشاں
سبز گنبد دے اندر جو بچدی سی تھاں
کملی والے ﷺ دے یاراںؓ دے کم آ گئی!

''وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ''